1715



جنگ کے سلسلہ میں

ہز ایکسیلینسی سر مارس ہیلٹ

کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس

گورنر صوبہ متحدہ

کی

تقریریں

(حصہ پنجم)

هز ایکسلینسی سر مارس ہیلٹ کے سی-ایس-آئی-سی-آئی-ای-آئی-سی-ایس- گورنر صوبہ متحدہ- کی تقریر سے اقتباس جو موصوف نے شیروڈ کالج نینی تال میں یوم تقریر (اسپیچ ڈے) کے موقعہ پر ۱۹ ستمبر ۱۹۴۱ء کو کی۔

ممکن ہے بعض لوگ ایسے بھی ہوں جن کا یہ خیال ہو کہ مذہب ان کے لئے کوئی ضروری چیز نہیں ہے اور نازیوں کا مسلک بھی یہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مذہب ہی کی وجہ سے ہم ہر چیز کی اہمیت اور اس کے فرق کو محسوس کر سکتے ہیں یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اسکول کی زندگی میں تمکو بہت سی باتیں خاص اہمیت کی معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً۔ امتحان میں کامیابی حاصل کرنا اسکول کے کسی خاص میچ کو جیتنا یا کسی خاص دوڑ میں کامیاب ہونا۔ وقت پر تو یہ تمام باتیں ضرور اہم معلوم ہوتی ہیں لیکن بعد میں جب تم ان تمام باتوں پر غور کرتے ہو تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہی تمام باتیں جو ایک زمانہ میں ہر وقت پیش نظر رہتی تھیں اب مقابلتاً کسقدر غیر ضروری ہو گئی ہیں۔ یہ تمام باتیں محض ہمارے شباب ہی کے زمانہ میں نہیں پیش آتی ہیں اور نہ انفرادی حیثیت ہی سے ہمیشہ ان کا سامنا کرنا ہوتا ہے بلکہ مختلف فرقوں اور قوموں کو بھی ان تمام باتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ محض ضروری اور غیر ضروری باتوں میں فرق محسوس نہ کر سکنے ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے ہر چہار طرف ایک عالمگیر جنگ ہو رہی ہے۔ گذشتہ واقعات پر نظر ڈالتے ہوئے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ہم نے۔ میرا مطلب صرف برطانیہ اور ان ممالک سے ہے جو ان کے ہم خیال ہیں۔ سلامتی اور حفاظت کو سب سے زیادہ مقدم سمجھا۔ ذاتی محافظت اور ذاتی آسائش کو بہت زیادہ اہمیت دی اور مذہب کو نظر انداز کر دیا ہم کو اس بات کا احساس نہیں ہوا کہ مذہب اور اچھائی و نیز تہذیب کے بہترین اصول کے تحفظ کے مقابلہ میں ہمارے ذاتی مفاد کی ذرہ برابر بھی کوئی اہمیت نہیں ہے اور جب ہم کو اس بات کا احساس ہو گیا تو ہم ہر قسم کی قربانی کرنے پر تیار ہو گئے۔

ہم کو ہندوستان میں بھی وہی کرنا چاہیئے جو اب تک برطانیہ میں کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنے ذاتی مفاد اور آسائش کی خاطر واقعی اہم معاملات کو نظر انداز نہ کریں۔ اب ہم کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارا اتفاق [illegible] سے بہتر ہم کو یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ہماری یہ حالت کیوں ہو گئی ہے میری طرح آپ نے بھی بہادری اچھی خدمات اور قربانی کے ان تمام کارناموں کی بابت فخر کے ساتھ پڑھا ہوگا جو برطانیہ اور دیگر ممالک کے شہری باشندوں نے دکھائے ہیں و نیز برطانوی اور ہندوستانی

سپاہیوں جہازرانوں اور ہوابازوں کی بہادری کے واقعات بھی پڑھے ہونگے۔ آپ کو ان نوجوانوں کے جو آپ سے عمر میں بہت زیادہ نہیں ہیں بہادری کے کارناموں پر رشک ہوا ہوگا جنھوں نے تیزی میں پیش قدمی کی اور شہرت حاصل کرنے کے خیال سے اپنے ملک اور ساری دنیا کی خاطر یہ تمام خدمات انجام دی ہیں۔ ان تمام واقعات میں چند باتیں ایسی ہیں جو یاد رکھنے کے قابل ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے خواہ کسی نے بھی اس جنگ کی شروعات کی ہو اور خواہ کوئی بھی اس کا ذمہ دار ہو مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسی جنگ ہے جسے ہمارے نوجوان ہی لڑ رہے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ جنرل بھی اور کمانڈر بھی سن رسیدہ اور تجربہ کار نہیں ہیں بلکہ دیگر جنگوں میں سپاہیوں کی کثیر تعداد نوجوانوں پر مشتمل نہیں تھی میں محض یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جدید طریقہ جنگ میں نوجوان سپاہی کی ذمہ داریاں بہت کچھ بڑھ جاتی ہیں۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جنگ مشینوں کی جنگ ہے یہ قریب قریب ٹھیک ہے مشین چلانے والے توپ کے پیچھے کام کرنے والے بمبار ہوائی جہاز کا یا ہوائی جہاز یا ٹینک کے ڈرائیور اور آبدوز کشتی یا تباہ کن جہاز کے کپتان پر ہی فتح کا انحصار ہوتا ہے۔ آپ اپنے کو ایک شکاری ہوائی جہاز کا ایک ایسا افسر خیال کیجیے جو اپنی خوشی سے گشت پر گیا ہو۔ آپ سب اپنے کو ایسا خیال کیجیے کہ ایک شاہ ریگستان کی لڑائی میں آپ کے چارج میں ایک ٹینک دیا گیا ہے یا ایک نوجوان لفٹیننٹ کی حیثیت سے آپ کے کمان میں سمندر کی ایک آبدوز کشتی دی گئی ہے۔ ان تمام صورتوں میں بہت زیادہ جسمانی قوت اور سمجھ بوجھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پچھلے کی طرح دو بدو لڑائی کبھی ایسی جنگ ایک ساتھ کام کرنے والی کثیر افواج کی مدد سے نہیں لڑی جا رہی ہے بلکہ زیادہ تر یہ جنگ چھوٹی اور الگ الگ کام کرنے والی ٹولیوں کے ذریعے سے لڑی جا رہی ہے اور اس میں ایسے ایسے نوجوان ہیں جن کے کمان میں جدید آلات حرب کی تمام قوتیں ہیں اور جن کو ان تمام پر پورا قابو حاصل ہے۔ تم کو ان نوجوان ہوابازوں کی طرح خود ہی غور کرنا اور کام کرنا پڑیگا جنھوں نے سال گذشتہ برطانیہ پر جرمنوں کے ہوائی حملہ کو پسپا کیا۔ اس سے پیش قدمی اور ذاتی قربانی کو برداشت کرنے کے لئے آمادگی۔ یہی وہ تمام اچھے اوصاف جو یہ جنگ ہمارے نوجوانوں میں پیدا کر رہی ہے۔ اور یہی وہ اوصاف ہیں جن کو حاصل کرنا ہمارا مقصد ہونا چاہیے قبل اس کے کہ یہ جنگ ختم ہو۔ جو میرے خیال میں ابھی کچھ عرصے جاری رہے گی۔ آپ لوگوں میں سے بعض یا شاید بہت سے جن سے کہ میں مخاطب ہوں سمندری بیڑے۔ فوج یا ہوائی بیڑے میں شامل ہو جائینگے تو آپ میں بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ابھی حال ہی میں اسکول چھوڑا ہے انہیں شامل ہو چکے ہیں اور مجھے اس میں شبہ نہیں کہ آپ سب یہ چاہتے ہیں کہ کاش ہم بھی ایسا کر سکتے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مجھے یہ امید ہے کہ اس جنگ سے وہ تمام [illegible] اور نوجوان اور سن رسیدہ لوگ جو قربانیاں کر رہے ہیں آخری فتح حاصل ہونے پر ان کو فراموش نہ کیا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ اس وقت تک ہم یہ بھی حاصل کر لیں گے کہ ذاتی تحفظ کی خاطر بہت

جو قیمت ادا کرنا ہوتی ہے اور اس صورت میں جبکہ زندگی کے اہم معاملات یعنی مذہب سیاسی اور تہذیبی
پر مسئلہ ہو تو ذاتی تحفظات، ذاتی یا جماعتی مفاد کا بالکل خیال نہیں کیا جاتا۔ جنگ کے اختتام پر نوجوانوں
کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اس سبق سے عملی طور پر فائدہ اٹھائیں اور اگر اس سبق کی اہمیت پوری طرح سے ذہن نشین
کی ہوگی۔ نوجوانوں کو اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ ہم دوبارہ پھر وہی غلطیاں نہ کریں۔

جنگ خواہ کتنی ہی مدت تک کیوں نہ جاری رہے ہم میں سے سب میدان جنگ میں جا کر دشمن
سے لڑیں گے۔ ہم میں سے جو لوگ اپنے مکانات ہی پر رہ رہے ہیں وہ بھی مختلف طریقوں سے امداد کر سکتے ہیں۔ شیرووڈ
کالج نے بہت کافی مدد دی ہے اور میں اس کے لئے مشکور ہوں۔ بہت سے موقعوں پر آپ سب لوگوں
نے نہایت فراخدلی سے جنگی فنڈ میں چندہ دیا ہے اور آج بھی اپنے انعامات کو دے کر آپ لوگوں
نے ایک ہزار روپیہ کی مزید رقم بطور چندہ کے دی ہے جس کا میں نہایت دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کے اسکول کے بہت سے پرانے طلباء جو قاعدہ کی رو سے اب پرانے طلباء ہیں اور آج میدان
جنگ میں موجود ہیں یا جا رہے ہیں آپ میں سے بہت سے شاید نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ ان میں سے کسی بہتوں کو
اس جنگ عظیم میں حصہ لینا ہے خواہ آپ کسی خدمت کے لئے کیوں نہ طلب کئے جاویں آپکا
یہ فرض ہے کہ شیرووڈ کالج اور سلطنت برطانیہ کے پبلک اسکولوں کی روایات کو برقرار رکھیں۔
اگر آپ نے ایسا کیا تو اس جنگ اور اس کے بعد پیش آنے والے مشکل زمانہ میں آپکا کافی حصہ
ہوگا۔ میں شیرووڈ کالج اور اس کے تمام طلباء کی خوشحالی کے لئے دعا گو ہوں۔

ہز ایکسیلنسی سر ملکم ہیلیٹ کے سی۔ ایس آئی۔ سی آئی ای۔ آئی
سی۔ ایس گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو موصوف نے ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو
(۱) ڈسٹرکٹ بورڈ (۲) میونسپل بورڈ (۳) ڈسٹرکٹ وار فنڈ (۴) کسان
شلپکار سبھا، الموڑہ کے سپاس ناموں کے جواب میں کی۔

حضرات میرا خیال ہے کہ مقامی دلچسپیوں کے تمام معاملات کے بارے میں جنکا آپ نے اپنے
سپاس ناموں میں ذکر کیا تھا بجز ان معاملات کے جن کا تعلق جنگ سے ہے میں سب کچھ کہہ چکا
ہوں لہٰذا میں اب صرف جنگ اور جنگی امداد کے بارے میں کچھ کہوں گا۔ گزشتہ سال جب
میں نے آپ کے سامنے تقریر کی تھی تو میں نے بتایا تھا کہ ہمارا مقابلہ کیسے دشمن سے ہے جو ہمارا

عظیم آزادی، مذہب، تہذیب و تمدن اور اُن تمام خوبیوں کا جانی دشمن ہے جو ہمیں جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ اگر برطانیہ کو شکست ہو گئی تو ہمارا کیا حشر ہوگا۔ سفید گوں کا بھی ذکر کرتے ہوئے میں نے آپ کو بتایا تھا کہ یہ ایک اچھا نظریہ ہے۔ لیکن موجودہ حالات میں یہ نظریہ بالکل ہی ناقابلِ عمل ہے۔ میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ بغیر محنت اور جانفشانی اور قربانی کے ان حملوں سے ہماری جانبری مشکل تھی جو ہم پر کئے جا رہے تھے جو کچھ میں اُس مرتبہ کہہ چکا ہوں اُسے دوبارہ یہاں کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ گذشتہ سال کے واقعات سے جو سبق ملا ہے وہ کافی ذہن نشین ہو گیا ہے۔ یکے بعد دیگرے کمزور قوموں پر حملہ کرنے کی ہٹلر کے پالیسی کا اثر بھی ہم دیکھ چکے ہیں ہم یہ بھی دیکھ چکے ہیں کہ جرمنی کی مسلح فوجوں نے یکے بعد دیگرے یورپ کی اقوام پر حملہ کیا اور وہ اپنی آزادی کھو بیٹھیں یہاں تک کہ اب شمال میں ناروے سے جنوب میں یونان تک سارے یورپ پر جرمنی کا قبضہ ہے۔ بحر اٹلانٹک اور بحر روم دونوں کے ساحلوں پر یورپ کے قریب قریب تمام بندرگاہ جرمنی کے قبضہ میں ہیں۔ اس کے قبضہ میں ایسے ہوائی اڈے بھی ہیں جہاں سے وہ برطانیہ کے ہر حصہ تک آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایسے ہوائی اڈے بھی اُس کے قبضے ہیں۔ جو افریقہ اور مغربی ایشیا میں ہماری فوجوں سے قریب تر ہیں۔ ان ممالک کے تمام ذرائع جرمنی کے قبضہ میں ہیں جرمنی ان مفتوحہ ممالک کے غریب باشندوں کو مجبور کر سکتا ہے اور کرتا ہے کہ وہ اس کی مرضی کے مطابق کام کریں، اس کی جنگی قوت کے لئے گولہ بارود تیار کریں اور جرمن قوم کی شکم پری کے لئے خورد و نوش کی اشیاء فراہم کریں

ہم اس وقت ہندوستان میں ان بدنصیب ملکوں کی صحیح حالت کا اندازہ مشکل سے لگا سکتے ہیں۔ لیکن ایک عرصہ کے بعد ہم ظلم و تشدد کی پوری پوری کہانی سن سکیں گے بہر حال جو ایک آدھ خبریں ہم تک پہونچی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے حال ہی میں میں نے ایک برطانوی افسر کا لکچر سنا تھا جسکو شام کے معرکہ میں وشی سپاہیوں نے گرفتار کرکے اسیر جنگ کی حیثیت سے سلونیکا بھیجا تھا اور وہاں سے سارے یورپ سے ہوتا ہوا ایک فرانسیسی بندرگاہ تک لایا گیا تھا۔ سلونیکا اور مقبوضہ ممالک کے دوسرے ریلوے اسٹیشنوں پر چھوٹے چھوٹے بچے کھانے کی چیزوں کے لیے چھوٹے ٹکڑوں پر، جو یہ اسیران جنگ اپنی گاڑی کے ڈبوں سے اُن تک پھینک دیتے تھے۔ ٹوٹ پڑتے تھے۔ یہ معمولی واقعہ اس امر کی دلیل ہے کہ ہٹلر اپنے مفتوحہ ممالک کے ساتھ کسطرح پیش آتا ہے۔ ہر روز ہم اس کے ظلم و تشدد کی ہزاروں داستانیں سنتے ہیں۔ اگر ہزاروں نہیں تو سیکڑوں شہری روز بیرحم ظالم گسٹاپو کے ایجنٹوں کی گولیوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ جرمنی کے ظلم و تشدد و قتل اور غارتگری میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ہمارا ایسے خونخوار دشمن سے مقابلہ ہے جو اب

بھی بہت کافی طاقتور ہے۔ مفتوحہ ممالک کے تمام ذرائع ہمارے خلاف پوری طرح استعمال کرنے میں ذرا بھی پس وپیش نہ کرے گا۔ جیسا کہ میں نے گذشتہ سال کہا تھا، اُسے بغیر جانفشانی، سخت محنت اور سچی قربانی کے شکست دینا آسان نہ ہوگا۔

ہٹلر کا سارے یورپ کو فتح کر لینا تصویر کا تاریک پہلو ہے۔ اور اس سے ہمیں یہ فرض نہ کر لینا چاہیئے کہ وہ ناقابل شکست ہے اور نہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر ہٹلر نے برطانوی افواج کو ناروے، فرانس، یونان اور کریٹ سے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تو وہ ہمیشہ جہاں کہیں اور جب بھی مڈبھیڑ ہوگی سلطنت برطانیہ کی افواج کو شکست دینے میں کامیاب ہوگا۔ اس قسم کی قیاس آرائی قطعی غلط ہے کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ فرداً فرداً سلطنت برطانیہ کے سپاہی خواہ وہ برطانیہ عظمیٰ، نوآبادیات یا ہندوستان سے آئے ہوں، اور خواہ وہ فضائی، بحری یا بری لڑائی لڑ رہے ہوں، جرمنی اور اس کے غلام ممالک کی افواج کے مقابلہ میں کہیں بہتر اور بہتر ہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ پوری طور پر مسلح اور جنگ کے موثر جدید آلات حرب سے آراستہ ہوں۔ ہم آئے دن اپنے سپاہیوں، ہوابازوں اور ملاحوں کی بہادری کے نئے نئے کارنامے سنتے ہیں۔ ہم روزانہ سنتے رہتے ہیں کہ سامان حرب جس کی سخت ضرورت ہے یا تو وہ برطانیہ عظمیٰ کے کارخانوں سے، نوآبادیات اور ہندوستان سے یا امریکہ سے جو جمہوریت کا سب سے بڑا اسلحہ خانہ ہے برابر ہمارے سپاہیوں کو فراہم کیا جا رہا ہے۔ کمایوں کے مساعی جنگ کا ذکر میں بعد کو کروں گا۔ لیکن اس وقت سب سے پہلے میں کمایوں اور گڑھوال کے سپاہیوں کے کارہائے نمایاں کی داد دینا چاہتا ہوں جو انھوں نے اس جنگ میں کئے ہیں۔ کمایوں رائفلس اور شاہی گڑھوال رائفلس کے دلیری کے کارناموں کا حال میں نے مختلف ذرائع سے سنا ہے جیسا کہ ایک سپاس نامہ میں بیان کیا گیا ہے یہ سورما اپنے پہاڑی گھروں کو چھوڑ کر انسانی آزادی کے بدترین مخالفوں کا مقابلہ کرنے کے لئے گئے ہیں اُن کے دلوں میں آزادی کی محبت کا جذبہ جو پہاڑ کے رہنے والوں میں فطرتاً ہوتا ہے موجزن ہے۔ ہم سب کو اُن کا مشکور ہونا چاہیئے۔

مساعی جنگ میں المورہ جو امداد دے رہا ہے اس کی بابت میں بعد میں عرض کروں گا لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس موقع پر میں آپ کو کماؤں رائفل کے جمعدار موہن سنگھ کی اس بہادری کے کارنامے کی تفصیل کو پڑھ کر سناؤں جو اخبار اسٹیٹسمین میں شائع ہوئی ہے۔

"ایران کی مہم میں بہادری ——— وفات کے بعد انعام۔

ایران کی مہم میں آئی۔ او۔ ایم کا دوسرا انعام پانے کا شرف پہلی مرتبہ کماؤں رائفل کو حاصل ہوا۔ یہ انعام جمعدار موہن سنگھ مہر کو وفات کے بعد عطا کیا گیا ہے اس افسر کی کمان میں ایک فوجی دستہ تھا جو اُس فوج میں شریک تھا جو ۲۵ اگست کو آبادین میں پہلی مرتبہ اُتری۔ اس کو چند مکانات

پر قبضہ کرنے کے بعد جاپانی بڑھے اور ملک پر قبضہ کرنے کے لئے کہا گیا تھا وہاں پہنچے
پہاں تھے۔ ہندوستانی سپاہیوں کی ایک ٹولی کو دیکھا جو ایک جنگل میں ایک ٹیلے کے پیچھے
چھپی ہوئی تھی۔ اس نے فوراً اپنے دستے سے حملہ کر دیا۔ ایک گن سکشن کو تہس نہس کر دیا اور حملہ
جاری رکھتے ہوئے آگے بڑھ گیا لیکن جلد ہی دشمن نے ایک تالاب کی لکیر پر قبضہ کر لیا اور
آدمیوں کو مار دیا اس میں وہ اتنا مجروح ہوا کہ پھر جان بر نہ ہو سکا۔ لیکن وہ نزع کے عالم میں لیٹے
لیٹے آگے بڑھنے کے لئے اپنے آدمیوں کو ہدایتیں دیتا رہا۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بہادر سپاہی کا ہم سب کو احترام کرنا چاہئے اور اس کے
خاندان کے افراد سے اس عظیم نقصان میں ہمدردی کرنی چاہیئے۔ میں مزید یہ عرض کروں گا کہ
ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کا خاندان اپنے اس نقصان کی وجہ سے کسی چیز کا محتاج نہ ہو۔
ہم نے جو [illegible] کامیابیاں حاصل کی ہیں وہ ہماری [illegible] کی [illegible]
جنگی طاقتوں کی بہادری کی وجہ سے حاصل ہوئی ہیں فضا میں ہمارے نوجوان ہوا باز [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کرتا تھا [illegible] ہم [illegible] سائنس
سے دور [illegible] طاقتوں نے ہندوستان کے مغربی پھاٹک [illegible] پر قبضہ کرنا اس کا
مقصد ہوگا اور ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے شام، عراق یا ایران کے راستے جانا ان کے لئے
آسان ہوگا [illegible] لیکن ہم کو [illegible]
[illegible] اختیار نہیں کرنا چاہیئے اور [illegible] کرنا چاہیئے کہ [illegible] حاصل ہو جائے گی یا
[illegible] حاصل ہوئی ہیں [illegible]
[illegible] بدولت حاصل [illegible]
اور [illegible] افغانستان کی ضرورت ہوگی۔

چونکہ ہم نے ہندوستان میں ابھی تک جنگ کے [illegible] کا سامنا نہیں کیا ہے
ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ جو [illegible] دوسرے ملکوں میں پیش آئے ہیں وہ یہاں
پیش نہیں آ سکتے۔ ہم محفوظ ہیں۔ ہماری فوجیں اور ہمارے اتحادیوں کی فوجیں ہم کو محفوظ رکھ
سکتی ہیں لیکن وہ ہم کو اسی وقت تک محفوظ رکھ سکتی ہیں جب تک کہ ان کو جنگی سازوسامان
اور [illegible] روز افزوں تعداد ملتی رہے گی۔ اگرچہ ہم میں سے سب لوگ [illegible]

سکے انہیں جا سکتے پھر بھی ان فوجوں کو میدان جنگ میں برقرار رکھنے کے لئے ہم سب لوگ جو نوکری کے [illegible] ہیں ہم کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آج تک ہم نے خواہ کتنی بھی فتوحات حاصل کی ہیں لیکن ابھی ہم اس جنگ میں کامیابی کے لمبے راستہ تک بھی نہیں پہونچے ہیں۔ ہم اپنے دشمن سے [illegible] ہمارے پاس آدمیوں اور مشینوں کی فراہمی کے ذرائع بہت ہیں۔ وہ ایک ایسا دشمن ہے جس کے قبضے میں یورپ کے تمام ذرائع ہیں اور اس نے سالہا سال پہلے سے تیاریاں مکمل کر کے اپنے کو [illegible] اور [illegible] پہنچائی تھیں ابھی تک ان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ آدمیوں اور مشینوں کی فراہمی کے ہمارے ذرائع بھی کثیر ہیں اور دشمن کے ذرائع سے زیادہ ہیں۔ جنگی ساز و سامان بندوقیں ہوائی جہاز اور ٹینک ہماری دسترس میں ہیں لیکن ہم ابھی تک ان چیزوں میں دشمن کے ہم پلہ نہیں ہو سکے اسلئے یہ جنگ کئی مہینے تک اور شاید کئی سال تک جاری رہے گی یہاں تک کہ ہم دشمن سے بہتر ہو کر اس کو شکست دے سکیں۔ ہماری کوشش یہی [illegible] اور اتفاق ہونا چاہئے۔ ہم کو صرف اپنے آپ کو منظم کرنا ہے بلکہ اپنے اتحادیوں کو بھی امداد [illegible] اس کے بہادر سپاہیوں اور بہادر لوگوں کو کافی [illegible] ظالم حملہ آور کو شکست دینے کے لئے تیار [illegible] کے زمانے میں اختیار کی تھیں۔ روسی [illegible] دشمن سے [illegible] ہیں اور چونکہ ان کے ملک کے شمال سے جنوب تک کا سارا علاقہ ایک وسیع میدان جنگ بنا ہوا ہے۔ اس لئے آخری نتیجے کے متعلق کسی قسم کی پیشین گوئی کرنا ناممکن ہے۔ جو ہم جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ روسیوں کو ہولناک اور [illegible] یا بالکل اچانک حملہ کر دیا ہے۔ ہم کو یہ بات ضرور تسلیم کرنی چاہئے کہ جو آدمی دشمن کے خلاف روسی ہمارے لئے لڑ رہے ہیں۔ بیشک یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم جو ایک اپنے ملک میں ہیں جہاں ہم کو ابھی تک جنگ کی معمولی تکالیف کا سامنا نہیں کرنا پڑا ہے وہ سب کچھ کریں جو ہم اپنے اتحادیوں کو امداد دینے کے لئے کر سکتے ہیں۔ ان کو جنگی ساز و سامان کی ضرورت ہے [illegible] اور جب دشمن کو شکست ہو جائے تو ان کے تباہ و برباد ہوئے شہروں اور گاؤں کی دوبارہ تعمیر میں مدد کریں۔

لیکن چین ہندوستان کا [illegible] اور اس کے اصولوں کو منظم طور سے [illegible] جاتی ہے۔ لیکن گزشتہ دو سالوں سے [illegible] جو جاپان اور ہولناک [illegible]

ناکافی ہوئی ہیں۔ اس ملک کی سب سے بڑی جماعت نہ صرف اشتراک سے قاصر رہی بلکہ اس نے اس ملک کی دفاعی تیاریوں کی بھی مخالفت کی۔ دوسری جماعت کے اراکین نے انفرادی طور پر اشتراک کیا ہے اور ان کا یہ اشتراک بہت زیادہ کارآمد ثابت ہوا ہے لیکن جماعتی امداد روک لی گئی ہے۔ ہمارے اختلافات مشترکہ کوششوں کی راہ میں حائل ہیں۔ ہندوستان نے بہت کافی مدد دی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اگر لوگ ان باتوں کو جو مقدم ہیں مقدم سمجھیں تو اس امداد میں اور اضافہ ہو سکتا ہے۔ ان کا اولین مقصد جرمنی کی اور ان تمام باتوں کی جن کا وہ حامی ہے مکمل شکست ہونا چاہیئے۔

جیسا کہ میں نے تقریر میں کہا ہے کہ اگر تیاری میں کمی ہو جانے کی وجہ سے یہ ملک ہٹلرستان بن گیا تو پاکستان یا ہندوستان کے بارے میں گفتگو کرنا بیکار ہے۔ جنگ ہندوستان سے بالکل نزدیک آگئی ہے اور آئندہ سال اس سے بھی زیادہ نزدیک آسکتی ہے۔

اگر ہم ہٹلر کو شکست دینا چاہتے ہیں تو ہمارے اختلافات جنگ کے اختتام تک کے لئے دور ہو جانے چاہئیں۔

موجودہ جنگ ہم کچھ ایسی چیزوں کو برقرار رکھنے کے لئے کر رہے ہیں جو ہماری جانوں سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ ہم تمام دنیا کی تہذیب و تمدن کو برقرار رکھنے کے لئے لڑ رہے ہیں اور یہ ایسی لڑائی ہے جس میں حصہ لینا ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ ایسے ہندوستانی سپاہی جن میں سے بہت سے کمایوں کے بھی ہیں سوڈان، اریٹریا، کرن اور دوسری جگہوں میں اسقدر بہادری سے لڑے ہیں کہ دنیا کے لوگ انھیں ہندوستان کے سفیر سمجھتے ہیں وہ بحث و مباحثہ میں نہیں پڑتے۔ وہ فرقہ وارانہ جھگڑوں میں نہیں پھنستے وہ اس کی شکایت نہیں کرتے کہ وزیر اعظم نے اٹلانٹک چارٹر کے جو معنی بتائے ہیں وہ اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ اپنا فرض انجام دیتے ہیں۔ وہ اپنے مادر وطن کے لئے اپنی جان تک نچھاور کرنے کو تیار ہیں اور اپنے کارناموں سے برسر جنگ اقوام میں ہندوستان کا نام اونچا کرتے ہیں۔ اور جب جنگ میں سرخروئی حاصل ہوگی تو ان کی بہادری اور خدمات کو فراموش نہ کیا جا سکے گا۔

میں اعتراف کرتا ہوں کہ اکثر جب میں ہندوستان کے بعض سیاسی رہنماؤں کی تقریروں کو پڑھتا ہوں اور ان کے رویہ پر غور کرتا ہوں تو مجھے مایوسی ہوتی ہے۔ لیکن جب میں ہندوستان سے باہر ہندوستانی افواج کی بہادری اور جری کارناموں کو

پڑھتا ہوں اور جب میں اس صوبہ کی چھاؤنیوں کا معائنہ کرتا ہوں اور ہر طبقے اور قوم کے رنگروٹوں کو محاذ جنگ کے لائق اپنے آپ کو بنانے کی امکانی کوشش کرتے دیکھتا ہوں تو نہ صرف انھیں سے مجھے تقویت ہوتی ہے بلکہ جب میں اس کام کی بابت سنتا ہوں جو ہمارے کارخانوں میں یہانتک کہ ہمارے گاؤں میں ہماری افواج کے لئے ضروری ساز و سامان فراہم کرنے کے لئے کیا جارہا ہے اور جب مجھے جنگی مقاصد کے فنڈ کے لئے فیاضانہ چندے موصول ہوتے ہیں تو ان سے بھی مجھے بڑی تقویت ہوتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ بعض سیاسی رہنماؤں کے خیالات خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں ہندوستان نے مجموعی طور پر اس جنگ عظیم میں اپنے شایان شان ایک اہم حصہ لینا طے کرلیا ہے۔

حضرات کمایوں اس جنگ میں وہ حصہ لے رہا ہے جو اسکے شان شایاں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کا شہر مالدار نہیں ہے لیکن آپ نے صوبہ متحدہ کے جنگی مقاصد کے فنڈ میں جو چندہ دیا ہے وہ بہت کافی ہے۔ مجھے اعتماد ہے کہ آپ اپنی امداد کو جاری رکھیں گے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں صوبہ متحدہ کے جنگی ہوائی جہازوں کا ایک دستہ ہے جس نے برطانیہ عظمیٰ کی محافظت میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ جلد ہی ہمارا ایک بمبار دستہ بھی ہو جائیگا۔ حالانکہ یہ بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایسے ہوائی جہاز کا نام جو جنگ میں شریک ہو ہمارے قصبہ یا شہر کے نام پر ہو لیکن ایسی دوسری چیزیں بھی ہیں جو ہماری امداد و توجہ کی مستحق ہیں۔ آپ نے خواتین کی کارکن ٹولیوں کا ذکر کیا ہے۔ مجھے یہ علم نہیں ہے کہ آپ اس سے واقف ہیں یا نہیں کہ ان کارکن ٹولیوں کو سامان مہیا کرنے کیلئے جنگی مقاصد کے فنڈ سے نصف لاکھ روپیہ ہر ماہ دینا پڑتا ہے۔ یہ کارکن ٹولیاں ہر ماہ لاکھوں پہننے کی چیزیں اور آرام و آسائش کی چیزیں تیار کرکے ہندوستان سے باہر ہماری فوجوں کو بھیجتی ہیں۔ یہ فوجیں ایسے ملک میں جنگ کررہی ہیں جہاں انھیں بہت دقتیں اٹھانا پڑتی ہیں۔ یہاں دن میں اکثر بہت زیادہ گرمی پڑتی ہے اور رات کو بہت ٹھنڈک ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ہم انھیں چیزیں کافی نہیں بھیج سکتے ہیں پھر بھی جو چیزیں بھیجتے ہیں وہ ان کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوتی ہیں چندے کی رقمیں اتنی کافی نہیں ہوسکیں کہ ان سے جنگی ہوائی جہاز خریدے جاسکیں تاہم فوج کے لئے آسائشی اشیا کی فراہمی کا کام چندہ سے چل سکتا ہے۔ ہندوستان سے باہر ہمارے سپاہیوں کو بڑے دن کے تحائف بھیجنے کی ایک اسکیم اس صوبہ میں شروع کی گئی تھی چنانچہ اس سلسلہ میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ سے زائد قیمت کے ۱۵۰۰۰ سے زائد پارسل بھیجے گئے ہیں۔ اور اس کے لئے اور اسی طرح کی آسائش کی چیزوں کے لئے روپیہ برابر ملتا رہنا چاہئے۔ دو ہزار ہندوستانی سپاہی جنگ کے قیدی ہیں اور ۲ لاکھ روپیہ سالانہ کے صرفہ سے ہر ایک قیدی کو خورد و نوش کی اشیا کا پارسل ہفتہ وار بھیجنے کی اسکیم چلائی گئی ہے۔ میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ میں کافی روپیہ حاصل کروں تاکہ ایسے سپاہیوں یا فوج کے دیگر لوگوں کو پنشن اور انعام وغیرہ کے طور پر مدد دے سکوں جو سرکاری

پنشن کے مستحق نہیں ہیں۔ لڑائی میں لڑنے والے سپاہیوں کے لڑکے اور لڑکیوں کی امداد کے لئے حکومت وظیفوں کا بھی انتظام کرے گی۔ ان اغراض کے لئے ہمکو روپیہ درکار ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ کمایوں سے حتی المقدور امداد کرنے کی کوشش کریں گے۔

آپ صرف عطیات ہی دیکر امداد نہیں کر سکتے ہیں۔ موجودہ جنگ جس پیمانہ پر ہو رہی ہے اسکو صرف عطیات یا ٹیکسوں کی رقموں سے جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ برطانیہ اس جنگ میں ایک دن میں اس صوبہ کی تمام سالانہ آمدنی سے کہیں زائد خرچ کر رہی ہے۔ حکومت کو قرض لینا پڑے گا اور حکومت ہند کو قرضہ جات کے لئے کم از کم ۱۰ کروڑ روپیہ سالانہ درکار ہے۔ ہم سب لوگ روپیہ نہیں دے سکتے ہیں اور ایک مرتبہ روپیہ دینے کے بعد ہمیشہ نہیں دے سکتے ہیں۔ لیکن ہم پس انداز کر سکتے ہیں چاہے وہ صرف ۱۰ روپیہ ہی کی قلیل رقم کیوں نہ ہو اور اسکو ملک کی محافظت کے لئے جنگی قرضہ میں دے سکتے ہیں اور اگر ہم ایسا کریں گے تو نہ صرف ہم اپنے لئے آئندہ کے واسطے کچھ پس انداز کر لیں گے بلکہ اس طرح ہم ملک کو مالی امداد بھی دے سکیں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ حتی المقدور اس طرح سے امداد کرنیکی کوشش کریں گے۔

بہرحال کمایوں جو اسوقت خاص امداد دے رہا ہے وہ آدمیوں کی ہے۔ آپ جنگی روایات کے حامل ہیں جیسا کہ آپ نے گذشتہ سال اپنے اڈریس میں دعویٰ کیا تھا۔ آپ ہندوستانی فوج کے ہائی لینڈرس ہیں اور اپنی قدیم روایات اور اپنے جنگی کارناموں پر آپ جتنا بھی فخر کریں بجا ہے۔ آپ کے نوجوان ان روایتوں کو برقرار رکھے ہوئے ہیں اور ان میں سے بعض نے تو دشمن کو یہ دکھلا دیا ہے کہ کمایوں کی فوج سے کس قسم کی امید کرنی چاہئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ الموڑہ سے جو لوگ جنگ میں گئے ہیں ان میں سے بعض یہاں رخصت پر واپس آئے ہوں گے یا جلد ہی واپس آنے والے ہوں گے اگر انھوں نے آپ کو اب تک نہیں بتایا ہے تو اب بتائیں گے کہ ہندوستانی سپاہیوں نے دول عالم کی جنگی صف میں کسقدر اونچی جگہ حاصل کر لی ہے۔ اور ہماری فوجوں کے سب دستے آپس میں کسقدر میل جول سے رہتے ہیں اور کندھے سے کندھا جوڑ کر لڑتے ہیں۔ میں خاص طور سے یہ دیکھکر خوش ہوا کہ اب کمایوں کے شلپکار فوج میں نہ صرف سیکڑوں کی تعداد میں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں مجھے لکھنؤ میں ایک نئی پاینر بٹالین کے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ شلپکار فوج میں بھرتی کئے جانے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں چنانچہ اب ان کو اس کا موقع دیا گیا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ وہ اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کمانڈنگ افسر بہر کیف ان لوگوں کے طور و طریق اور قواعد کی پابندی کے مداح تھے اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ اسکی بنا پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان لوگوں کی وجہ سے ہندوستانی فوج میں ایک گرانقدر اضافہ ہوا ہے۔

اس جنگ میں کمایوں ایک قابل قدر حصہ لے رہا ہے۔ اچھوت اپنی جنگی روایات کے ساتھ ایک

بار پھر میدان جنگ میں آگئے ہیں اور انھوں نے جنگ کے جدید طریقے اختیار کئے ہیں۔ اس جنگ عظیم میں شلپکار بھی اہم حصہ لے رہے ہیں۔ شاید ہم میں سے بعض لوگ پائینر بٹالین کے کاموں کی قدر نہیں کرتے۔ ممکن ہے اسے ہم کچھ بہت اہم کام نہ سمجھتے ہوں۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ دشمن توپوں یا ہوائی جہاز کے ذریعہ سے حملہ کرکے کسی سڑک یا پل کو تباہ کردے تو پائنیرس کا یہ فرض ہے کہ اس سڑک یا پل کی از سر نو تعمیر کرے۔ اس لئے جس وقت تک اس سڑک یا پل کی تعمیر نہ ہو جائے ہماری فوجیں آگے نہیں بڑھ سکینگی۔ بمقابلہ پہلے کے آج کل کی مشینی جنگ کے زمانہ میں انجنیروں اور پائنیروں کا کام بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ ہم سب پر جتنا احسان ہندوستانی فوج کے مختلف دستوں کا ہے اتنا ہی احسان راجپوتوں اور کمایوں کے شلپکاروں کا بھی ہے۔

یہ بتانا ناممکن ہے کہ جنگ کیا صورت اختیار کرے گی۔ آیا ہمارے سپاہی کوہ قاف میں لڑیں گے جو میرے خیال میں کمایوں کی پہاڑیوں سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے یا مصر کے ریگستانوں میں یا ملایا کے جنگلوں میں۔ لیکن ایک بات کا مجھے یقین ہے کہ جہاں کہیں بھی ان کو فرائض کی انجام دہی کے لئے بلایا جائے۔ کمایوں کے لوگ اپنی عمدہ قدیم روایات کو برقرار رکھینگے اور اتنی عمدگی سے کام کرینگے جیسے کہ ہندوستانی فوج کے دوسرے سپاہی انجام دے سکتے ہیں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کمایوں سے جتنے آدمیوں کی ضرورت ہوگی وہ مہیا ہو جائینگے اور یہ کہ آپ لوگ اپنے میں سے بہترین اشخاص مہیا کریں گے۔

ایک اور طریقے سے اس ڈویزن نے جنگ میں امداد کی ہے اور وہ طریقہ سامان جنگ کی فراہمی کا ہے۔ جنگ میں کافی مقدار میں لکڑی کی ضرورت پڑتی ہے اور جنگ کے پہلے سال میں حکومت نے دو کروڑ روپیہ سے زائد قیمت کی لکڑی خریدی تھی اور اب اس سے زائد خریدی جارہی ہے۔ اس میں سے کافی لکڑی صوبہ متحدہ سے اور خاصکر کمایوں ڈویزن کے جنگلوں سے خریدی جاتی ہے۔ میں اس موقع پر محکمہ جنگلات کے افسروں اور اہلکاروں کی شاندار خدمات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کو اکثر بہت زیادہ محنت کے ساتھ غیر صحت بخش رقبوں میں کام کرنا پڑا ہے لیکن وہ اپنے کام سے کبھی نہیں بھاگے اور انھوں نے ٹھیکیداروں اور مزدوروں کی مدد سے جو کہ اصلی کام کرتے ہیں وہ تمام سامان تیار کرایا جس کی جنگ کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے سلسلہ میں سخت ضرورت تھی۔

ہز ایکسیلینسی سر مارس ہیلٹ۔ کے۔سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو موصوف نے رامپور میونسپل بورڈ کے سپاسنامہ کے جواب میں ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو کی۔

مجھے یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی کہ آپ لوگ اے۔ آر۔ پی کے کاموں میں بھی مدد دے رہے ہیں ہندوستان میں اب بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کو اس خطرہ کا احساس نہیں ہے جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں پشتہا پشت سے ہم نے کوئی جنگ نہیں دیکھی ہے۔ اب تک اس خوفناک جنگ سے ہم کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگوں کا عام طور پر یہ خیال ہے کہ دوسری جگہوں پر کتنی ہی تباہ کاریاں کیوں نہ ہوئی ہوں ہمارے گھروں پر اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں آسکتا۔ اس سے زیادہ غلط فہمی اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ موجودہ جنگ میں لاکھوں آدمیوں نے اپنے کو محفوظ سمجھا لیکن ان کو چند ہی مہینوں میں تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ رامپور اور صوبہ متحدہ میں ہم لوگ ہندوستان کے اور حصوں کے مقابلہ میں زیادہ محفوظ ہیں لیکن یہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ جنگ کیا صورت اختیار کرے گی۔ پچھلی مرتبہ جب میں رامپور آیا تھا تو اس وقت سے اب تک دشمن ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے ہمارے نزدیک آگیا ہے۔ کئی قومیں تباہ ہوگئی ہیں۔ سیکڑوں ہزاروں آدمی ہلاک ہوگئے ہیں یعنی صرف وہ سپاہی ہی نہیں جو جنگ میں حصہ لیتے ہیں۔ بلکہ وہ شہری مرد، عورتیں اور بچے بھی جو اپنے گھروں میں امن سے زندگی بسر کرنا چاہتے تھے ہمیں اس دشمن کی ہیبتناک بربریت کا اندازہ بھی کرنا ہے جس کے خلاف ہم جنگ کر رہے ہیں ایسا دشمن جو اپنا فوری مقصد حاصل کرنے کے لئے اپنے لاکھوں آدمیوں کی جان سے لینے میں دریغ نہیں کرتا اور اس کو اس مصیبت کا بھی بالکل خیال نہیں ہوتا جو اس کی وجہ سے پھیلی ہوئی ہے۔ ہم کو جدید طریق جنگ کی رفتار کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔ جس مصیبت کو ایک سال پہلے ہم ناممکن سمجھتے تھے وہ اب ایک امر مسلمہ ہے جس طرح برطانیہ نے کافی صرفہ کر کے یہ محسوس کیا ہے ہم کو یہ بھی یاد رکھنا ہوگا۔ کہ تباہی و بربادی کو کم کرنے کے لئے شہری محافظت کے مختلف شعبوں کو قائم کرنے میں مہینوں نہیں بلکہ سالوں لگ جاتے ہیں اور تجربہ سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ اس قسم کی عمدہ خدمات سے جان اور مال کی تباہی کسقدر کم ہوسکتی ہے۔ چین نے یہ سبق سیکھ لیا، مصر سیکھ رہا ہے اور اگرچہ ہماری بے بسی کی وجہ سے ہم ہندوستان میں تنظیم کرنے پر مجبور نہیں ہوئے ہیں پھر بھی ہم کو یہ سبق سیکھنا چاہیئے۔

میری تمام تقریریں کم و بیش جنگ اور جنگ کے حالات کے متعلق ہوتی ہیں اور مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کہ ہمارے وجود کا دارومدار ہی اس کے نتیجہ پر ہے۔ یہی جمہوری روایات

کی ایک خامی ہے کہ ہم الفاظ پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ دلائل، اعلانات، الزامات اور انکے جوابات کی بوچھار میں اس کا اصلی خطرہ رہتا ہے کہ ہم کہیں ان الفاظ کو بھول نہ جائیں جن کو ہم بہت اہمیت دیتے ہیں یعنی امن، آزادی، مذہب، تہذیب و تمدن وغیرہ۔ یہ الفاظ بے معنی ہو کر رہ جائیں گے اگر ہٹلر کی اس جنگ میں فتح ہو جائیگی اور اس لئے ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ ہم اس بات کی کوشش کریں کہ ہٹلر کی فتح نہ ہونے پائے۔ ہمارے بہادر سپاہی جن میں رامپور انفینٹری کی رجیمنٹ بھی شامل ہے، جو اس جنگ میں حصہ لے رہے ہیں۔ ہمارے نصب العین کو پورا کرنے میں اور ہندوستان کو دنیا کی آزاد قوموں کی صف میں مناسب جگہ دینے میں زیادہ مدد دے رہے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ جنگ کے بعد ہندوستان کو دول مشترکہ برطانیہ اور دنیا کی آزاد قوموں میں ممتاز جگہ ملے گی یہ بات ہندوستانی ریاستوں کے حکمرانوں کی اس گرانقدر امداد کی وجہ سے حاصل ہو گی جو وہ اس جنگ عظیم میں دے رہے ہیں، ہندوستانی سپاہیوں کی قابلیت ہمت اور بہادری کی وجہ سے خواہ یہ سپاہی ریاستوں سے آئے ہوں یا برطانوی ہندوستان سے اور برطانوی ہندوستان کے ان لوگوں کی خدمات کی وجہ بھی حاصل ہو گی جو چند سیاسی لیڈروں کے احکام کے پابند نہیں ہیں بلکہ اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ ہندوستان کی حفاظت کے سوال کو جماعتی سیاست پر فوقیت حاصل ہے۔ ہز ہائینس نواب صاحب نے آپ لوگوں کے سامنے ایک بڑی اور ہمت افزا مثال پیش کی ہے اور مجھے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ آپ سب لوگ مل کر اور فرداً فرداً ان کی تقلید کر رہے ہیں۔

ہز ایکسلینسی سر مارس ہیلٹ، کے۔سی۔ایس۔آئی، سی۔آئی۔ای، آئی۔سی۔ایس، گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو موصوف نے ۹ نومبر ۱۹۴۱ء کو میونسپل بورڈ سنڈیلہ اور انڈسٹریلیٹس اسٹورز اینڈ ویونگ اینڈ سیل سوسائٹی سنڈیلہ ضلع ہردوئی کے سپاسناموں کے جواب میں کی۔

حضرات! آپ نے اپنے ایڈریسوں میں جنگ کا ذکر کیا ہے اور یہ ایک ایسا موضوع ہے جو اس وقت تمام دوسرے موضوعات سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ میرے خیال میں یہ ضروری نہیں ہے کہ میں اس دشمن کا ذکر کروں جس کے خلاف ہم لڑ رہے ہیں۔ مفتوحہ یورپ ہمارے سامنے بہت سی ایسی مثالیں پیش کرتا ہے جن سے ہم کو سبق لینا چاہئے۔ ہم نے اس کے ان دردناک مظالم کا اندازہ کیا ہے جنھیں ہٹلر نے ان قوموں پر روا رکھا ہے جن پر حملہ آور ہو کر اس نے مغلوب کر لیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ ہم نے

ان ہلاکت نتائج کو بھی ذہن نشین کر لیا ہے جو اس یقین کی وجہ سے پیدا ہوئے کہ غیر جانبداری ممکن ہے اور ہٹلر کا مقابلہ سوائے زیادہ سے زیادہ مشترکہ طاقت کے کسی اور طریقہ سے بھی کیا جا سکتا ہے ہٹلر کی پالیسی، جو ابھی تک نہایت کامیاب ثابت ہوئی ہے یہی رہی ہے کہ یورپ کی قوموں پر فرداً فرداً اسوقت حملہ کیا جائے جبکہ وہ ابھی اسی خیال میں ہوں کہ وہ لڑائی سے الگ تھلگ رہ سکتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بحر آرکٹک سے لیکر بحیرۂ روم تک کل یورپ ہٹلر کے قبضہ میں آگیا ہے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ اسکے معنی کیا ہیں انکے مظالم کے علاوہ جو مفتوحہ ملکوں میں روا رکھے جا رہے ہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک پورے براعظم کے تمام ذرائع اس کے تصرف میں ہیں۔ اور خواہ اس کے افعال کی وجہ سے ان ملکوں پر کتنی ہی تباہی کیوں نہ آجائے، لیکن اسے اپنی مطلب برآری کے لئے انھیں پورے طور پر تباہ و برباد کر دینے میں بالکل پس و پیش نہ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مفتوحہ یورپ کے لوگوں کو اپنے واسطے آلات حرب تیار کرنے کے لئے مجبور کر سکتا ہے، اور اگر وہ انکار کریں گے تو انہیں گولی ماردی جائے گی۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ اس وقت جب کہ برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کو ایک ایسے وسیع دائرہ کی حفاظت کرنی پڑ رہی ہے، جو بحر آرکٹک سے شروع ہوتا ہے اور روس، ایران، مشرق وسطیٰ، بحر اطلانٹک اور جزائر برطانیہ کو اپنے گھیرے میں لیتا ہوا پھر بحر آرکٹک پر آکر پورا ہو جاتا ہے، اور جبکہ افریقہ کے گرد کے بحری راستہ سے مشرق وسطیٰ کو رسد بھیجنے میں برطانیہ کو مہینوں لگ جاتے ہیں، ہٹلر، مثل ایک کڑی کے، جو اپنے جالے کے بیچوں بیچ بیٹھا ہوا۔ نہایت آسانی سے اپنی فوجوں کو کسی بھی مقام پر حملہ کرنے کا حکم دے سکتا ہے، یا فوجی اصطلاح میں اسے یوں کہئے کہ اندرونی رسل و رسائل کے ذرائع پر قابض ہونے کی وجہ سے اسے بیحد سہولت حاصل ہے ہم کو یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ہم ایک ایسے دشمن کو، جو اس قدر طاقتور ہے اور جس کے لئے ایسی سہولتیں موجود ہیں، ایک ایسے وسیع پیمانہ پر جنگ کئے بغیر شکست دے سکتے ہیں جس کو ہم ابھی تک محض ایک ابتدائی حالت میں دیکھ رہے ہیں۔

لیکن اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہٹلر کو شکست ہو کر رہے گی، مگر شرط یہ ہے کہ دنیا کی تمام آزادی پسند قومیں اپنی کوششیں جاری اور قائم رکھ سکیں، اور یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ برطانیہ کے لوگ اس وقت تک اپنی کوششیں جاری رکھیں گے جب تک کہ فتح حاصل نہ ہو جائے۔ اس ملک کے لوگ اب نازی پروپیگنڈہ کی حقیقت سمجھنے لگے ہیں۔ لڑائی کے ابتدائی زمانہ میں بہت سے لوگ نازی پروپیگنڈہ کان دھر کر سنتے تھے اس پر یقین بھی کرتے تھے میرے خیال میں اب وہ زمانہ نہیں رہا در حقیقت اس زمانہ میں جبکہ جرمنی نہایت اہم کامیابی حاصل کر رہا تھا، پروپیگنڈہ میں مبالغہ کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن بوقت موجودہ جبکہ واقعات اس کے اس طرح موافق نہیں ہیں اور جبکہ وہ نہ تو بحر اطلانٹک کی لڑائی سر کر سکا ہے اور نہ روس پر فتح حاصل کر سکا ہے، اُسے واقعات کی بہ نسبت جھوٹ بولنے کی زیادہ ضرورت

لاحق ہوگئی ہے اگر اس پروپیگنڈہ پر یقین کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ برطانوی بحری بیڑہ اب تک نہ معلوم کتنی مرتبہ غرق ہو چکا ہے اور انگریزوں کے کہنے کے مطابق، روسی فوجیں اب تک کئی دفعہ تہس نہس کی جا چکی ہیں ہم کو جرمن پروپیگنڈہ کے اس عنصر کو خوبی سمجھ لینا چاہئے جو جرمن فوجوں کے ناقابل تسخیر ہونے کی بے سروپا روایت مشہور کرنے سے متعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جرمنوں کے پاس لاکھوں کی تعداد میں فوج ہے اس نے برسوں سے جنگ کے لئے تیاریاں کی ہیں اور اسلحہ جات بنائے ہیں، اور جو فوجیں ہٹلر نے میدان جنگ میں اتاری ہیں، وہ اس کے مخالفین کے مقابلہ میں تعداد اور سامان کے لحاظ سے کہیں زیادہ طاقتور اور بہتر ہیں۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جب کبھی برطانوی یا ہندوستانی یا نوآبادیاتی فوجوں نے بلحاظ تعداد و سامان ہم پلہ ہو کر جرمن فوجوں کا مقابلہ کیا ہے تو ان کے سامنے جرمن فوجوں کو ٹھہرنا مشکل ہوگیا ہے۔ لہذا اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم کو اور زیادہ آدمیوں، بہتر سامان اور مشینوں کی ضرورت ہے اور ہم کو یہ چیزیں رفتہ رفتہ اور یقینی طور پر فراہم کی جا رہی ہیں۔

ان آدمیوں اور ایسے سامان کے بہم پہونچانے کے لئے ہم کو یہاں ہندوستان میں بھی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے ہمیں اس مقصد کے متعلق کوئی غلط فہمی نہ ہونی چاہئے جس کے لئے ہمیں ایسا کرنا لازمی ہے ہم کو اپنے دوستوں کے ہم رکاب ہو کر ہر ایسی چیز کے تحفظ و بقاء کے لئے جنگ کرنے کا شرف حاصل کرنا چاہئے جو ہماری دانست میں قابل تحفظ ہے یعنی مذہب، حسن تہذیب، آزادی و رواداری اگر ہٹلر یہ جنگ جیت گیا، تو یہ تمام الفاظ بے معنی ہو جائیں گے۔ لیکن ہم جس چیز کے لئے لڑ رہے ہیں، وہ اس سے بھی زیادہ صاف ہے یعنی ہم اپنی ہی بقاء و زیست کے لئے لڑ رہے ہیں۔ ہم کو ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ جو مظالم اور جگہوں پر ہو رہے ہیں، وہ یہاں ہمارے ملک میں نہیں ہو سکتے اور یہ کہ اگر ہم کسی قسم کی کوشش نہ بھی کریں، تو بھی ہمارے گھر اور ہماری جانیں محفوظ رہیں گی۔ گذشتہ چند مہینوں میں جنگ ہمارے ملک سے ہزارہا میل قریب آگئی ہے اور وہ اور بھی قریب تر آسکتی ہے جس چیز کو ہم گذشتہ سال غیر ممکن سمجھتے تھے وہ وقوع میں آچکی ہے

ہم جنگ کے اثرات اپنی آنکھوں سے اس لئے نہیں دیکھ سکے کہ یہاں سے کوئی ہزار یا دو ہزار میل کے فاصلہ پر برطانوی، ہندوستانی اور اتحادی سپاہیوں نے لیبیا، حبشہ اور شام میں فتح پر فتح حاصل کرکے اور عراق اور ایران کو محفوظ کرکے، دشمن کا راستہ روک دیا ہے۔ اس کے علاوہ برطانوی بحری بیڑے نے تمام سمندروں پر اپنا اقتدار قائم کر رکھا ہے۔ ہمارے تحفظ کا انتظام ابھی تک بہادری اور ایثار کی بنا پر ہوتا رہا ہے۔ اگر وہ رکاوٹیں جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ توڑ دی گئیں، تو تھوڑے ہی دنوں میں ہمیں بھی جنگ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ ہم کو یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ روس میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ایک ایسی جنگ سے متعلق ہے، جس سے براہ راست ہمیں کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس سے ہمارا بہت کافی تعلق ہے، اور روسیوں نے جو مصائب

برداشت کئے ہیں اور جو بہادری وہ دکھا رہے ہیں، اس کا ہم سے اتنا ہی تعلق ہے جتنا کہ خود اُن سے ہے۔ اگر روس کو بھی فرانس کی طرح شکست ہوئی، تو ہندوستان کی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہمارے لئے ایک نہایت مشکل و دشوار کام ہو جائے گا۔ میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ روس ہار جائے گا، روسی سپاہی بہت ہی بہادر ہیں۔ اور اُن کے دلوں میں حب الوطنی کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی ہے، لیکن پھر بھی آجکل کوئی فوج، حملہ مشینوں کے بغیر، لڑائی نہیں لڑ سکتی۔ ہمارے لئے اس بات کا انتظام کرنا لازمی ہے کہ جس محاذ پر دشمن حملہ کرے، حتے المکان اس کا مقابلہ زیادہ سے زیادہ قوت کیساتھ کیا جائے۔

آج ہمارے سامنے صرف ایک ہی اہم مسئلہ درپیش ہے، اور ہر شخص اس سلسلہ میں تھوڑی بہت مدد اور کر سکتا ہے بشرطیکہ ہم اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھدیں، یعنی اُن اختلافات کو جنگی جنگ میں فتح حاصل کرنے کے مقابلہ میں ہمارے نزدیک یا کسی اور شخص کے نزدیک کچھ بھی اہمیت نہیں ہے۔ ہندوستانی سپاہیوں نے اپنی بہادری کی وجہ سے ایک امتیازی صورت حاصل کر لی ہے۔ انھیں بہادر سپاہیوں نے محض اپنے کارہائے نمایاں کی وجہ سے اقوام عالم میں ہندوستان کیلئے ایک باعزت و باوقار جگہ حاصل کر لی ہے۔ اگر ہمیں اُن کی کافی مدد کرنی ہے، تو محض لفاظی سے کام نہ چلے گا۔ بلکہ ہمیں خود مساعی جنگ کے سلسلہ میں کارہائے نمایاں کرنے ہوں گے۔

مجھکو بھرتی کے متعلق کچھ زیادہ کہنا نہیں ہے۔ حال ہی میں ہم نے سُنا ہے کہ ہندوستان کی فوج کم سے کم دس لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ اس بارے میں مجھے کوئی شک نہیں کہ جتنے رنگروٹوں کی ضرورت ہوگی، اُتنے مل جائیں گے لیکن گھر پر رہکر ایسا کرنا زیادہ آسان نہیں ہے۔ ہم جنگی فنڈوں میں چندہ دے سکتے ہیں، اور اس صوبہ کی چندے کی رقم ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارے صوبہ کے نام کا جنگی ہوائی جہازوں کا ایک دستہ ہے اور حال ہی میں اس دستہ کے کمانڈر کا ایک خط بھی موصول ہوا ہے ہمارے اس دستہ نے دشمن کے ۱۳۰ طیارے قطعی طور پر برباد کر دئے ہیں اور ۹۰ طیاروں کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ یا تو برباد ہو گئے ہیں یا اُن کو نقصان پہونچایا گیا ہے۔ یہ ایک بہترین ریکارڈ ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ اسکوئیڈرن اس ریکارڈ میں اور اضافہ کرے گا، اور بہت سے جرمنی کے طیارونکو برباد کر دے گا۔ ہم نے جو روپیہ برطانیہ کو بھیجا ہے، وہ مزید جنگی ہوائی جہازوں کے دستہ کے خرید کرنے کے کیلئے کافی ہے، لیکن ہوائی وزارت نے مجھے لکھا ہے کہ وہ ایک بمباروں کے دستہ کو ترجیح دیگی، اور اس کیلئے تقریباً ۵ یا ۶ لاکھ روپیہ کی اور ضرورت ہو گی مجھے اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ صوبہ متحدہ یہ روپیہ دیدیگا، کیونکہ بمبارونکا یہ دستہ، جرمنی کے صنعتی مرکزوں پر دن رات بے پناہ بمباری کریگا، اور اس

بمباری سے صرف ہم لوگوں کو ہی نہیں، بلکہ روس میں ہمارے اتحادیوں کو بھی مدد ملے گی۔

لیکن ہمیں اپنے سپاہیوں کے واسطے آرام و آسائش کی چیزوں کا انتظام کرنے کیلئے بھی روپیہ کی ضرورت ہے۔ محض ہماری مستورات کی کارکن ٹولیاں، سپاہیوں کے واسطے کپڑے اور آرام کی دوسری چیزوں کے بھیجنے کیلئے نصف لاکھ روپیہ کا مال ہر ماہ صرف کرتی ہیں۔ ۲۰۰۰ ہندوستانی اسیرانِ جنگ کے واسطے کھانے کی چیزوں کے پارسل بھیجنے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اِن تمام و نیز دیگر مدوں کے اخراجات کا بندوبست رضاکارانہ طور پر ہی ہونا چاہئے۔

میں بخوبی جانتا ہوں کہ سندیلہ کے لوگ حتی الامکان ہر طرح سے مدد دیں گے، اور ان کی معمولی سے معمولی مدد بھی مفید ثابت ہوگی۔ مگر اس وسیع پیمانہ کی جنگ کا مالی انتظام محض رضاکارانہ کوششوں سے یا ٹیکس لگانے سے نہیں ہوسکتا۔ فوجوں کے لئے سامان فراہم کرنے کے لئے حکومت کو قرض لینا پڑیگا، اور حکومت ہند کو کم سے کم ۱۰۰ کروڑ روپیہ کے قرضہ کی ہر سال ضرورت ہے۔ لیکن ہندوستانی قرضہ جنگ کے سلسلے میں جو روپیہ دیا گیا ہے وہ ابھی تک اس تعداد تک نہیں پہونچا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم سب یوں ہی روپیہ دیتے رہیں۔ لیکن ہم روپیہ بچا سکتے ہیں، خواہ دس ہی کیوں نہ ہوں، اور اگر ہم اپنی پس انداز رقمیں (قرضہ جنگ وغیرہ) میں دیں، تو یہ بہت بڑی جنگی امداد ہوگی مجھے یہ معلوم کرکے نہایت مسرت ہے کہ یہاں کے میونسپل بورڈ نے قرضہ جنگ میں کثیر رقم لگا کر آج ایک نہایت ہمت افزا مثال پیش کی ہے۔ مجھے امید ہے اور لوگ بھی اس مثال کی تقلید کریں گے۔

آخر میں مجھے یہ عرض کرنا ہے ہم اپنے گھروں کو جہانتک امکان میں ہے حملہ سے محفوظ رکھنے کی تربیت حاصل کرسکتے ہیں۔ ابھی ہم کو ہوائی حملوں سے کوئی فوری خطرہ لاحق نہیں ہے اور ہندوستان کے دیگر صوبجات کے بہ نسبت ہم زیادہ محفوظ ہیں۔ سندیلہ، بلحاظ فوجی اہمیت کے ایسا مقام نہیں ہے جس پر دشمن کی بمباری کا اندیشہ کیا جاسکے۔ لیکن پچھلے دنوں میں نہایت غیر اہم مقامات کو بھی برباد کیا گیا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ دشمن کبھی کسی ایسے مقام پر آسکتا ہے جہاں سے اسکے لئے صوبہ متحدہ پر بمباری کرنا ممکن ہے بہر صورت اُس کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہوگا کہ شہری آبادی میں بھگدڑ اور دہشت پیدا کی جائے۔ ہمیں اِس کے لئے ابھی سے تیار ہو جانا چاہئے کیونکہ تیاری میں وقت لگتا ہے۔ ہم سب لڑائی لڑنے کیلئے نہیں جاسکتے، لیکن یہ ہمارا فرض ہے کہ اُن ذرائع کی مدد سے، جو ہمارے تصرف میں ہیں، ہم اپنے گھروں کو زیادہ سے زیادہ محفوظ کرلیں۔ میں سیوک گارڈ دل اور اے۔ آر۔ پی کے کارکنوں کے کام کو نہایت اہم خیال کرتا ہوں، اور میں اُن تمام لوگوں کا نہایت ممنون ہوں، جو اُن شعبوں کے والنٹیر بن گئے ہیں، اور جنھوں نے اپنی فرصت کا وقت

ان سے متعلق فرائض کی انجام دہی کے لئے وقف کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سندیلہ، اور صوبہ متحدہ کے چھوٹے چھوٹے دوسرے شہر ہوائی حملے سے محفوظ رہیں، اور ہمیں امید ہے کہ وہ محفوظ رہیں گے لیکن اگر ہندوستان کے کسی حصہ پر ہوائی حملہ ہوا یا مزید براں اگر اس صوبہ کے کسی حصہ پر ایسا حملہ ہوا، تو بھگدڑ مچ جانے کا امکان ہے، اور میرے خیال میں ہم سب قیاس کر سکتے ہیں کہ بھگدڑ کے اثرات کس قدر خطرناک ہونگے۔ غنڈوں اور بدمعاشوں کو لوٹ مار کرنے کا اچھا موقع مل جائیگا، اور ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ اس ملک میں اب بھی ان کی تعداد کافی ہے۔ پولس کے لوگ کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔ لیکن ہماری پولیس فورس نہایت کارگزار ہونے کے باوجود، بہت کم ہے، اور اس کمی کو میں رضاکار دستوں سے پورا کرنا چاہتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی طور پر کارگذار سیوک گارڈ، اور اے۔ آر۔ پی۔ فورس کی تنظیم کیلئے میں اسقدر کوشاں ہوں۔ ان لوگوں کا یہ خاص فرض ہوگا کہ وہ بھگدڑ کے امکانات اور اس کے تباہ کن اثرات کی روک تھام کریں۔ ان کو یہ بھی جاننا چاہئے کہ اگر ہوائی حملے سے نقصانات ہوں تو اس وقت انھیں کیا کارروائی کرنی چاہئے اور ان کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ بھگدڑ کے امکانات کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ ان کو اپنے محلے کے لوگوں کو یہ سمجھانا چاہئے کہ اگر وہ لوگ ان ہدایتوں پر، جو انھیں دی جاتی ہیں، عمل کرینگے، تو سخت مصائب و تکالیف کے امکانات بہت کم ہو جائینگے جب لڑائی ختم ہو جائیگی، تو اے۔ آر۔ پی کے کام کرنے والوں کی ضرورت نہ رہ جائیگی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سیوک گارڈ کا ادارہ قائم رہیگا اور یہ صوبہ کے نظام حکومت میں ایک خاص جگہ حاصل کرلیگا مجھے امید ہے اور خوشی ہے کہ سندیلہ میں آپ حضرات اس سلسلے میں پوری پوری کوشش کرینگے۔

ہزاکسلنسی سر مارس ہیلٹ، کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس، گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو ۵ ستمبر ۱۹۴۲ء کو فتح پور ضلع بھاڈانچا (گرام سدھار کے ایک گاؤں) کے رہنے والوں کے سپاس نامہ کے جواب میں کی۔

آپ نے جنگ کا ذکر کیا ہے اور درحقیقت یہاں دیہاتوں میں جہاں بدستور صلح و امن کا دور دورہ قائم ہے یہ خیال کرنا بہت مشکل ہے کہ تاریخ کی سب سے بڑی لڑائی لڑی جا رہی ہے۔ وقتاً فوقتاً ہم دوسرے ملکوں کی تکالیف اور مصائب کا حال سنتے رہتے ہیں لیکن اپنے دل میں یہ خیال کرتے ہونگے ہیں کہ دوسرے ملکوں میں کچھ بھی ہوتا ہو یہاں یہ سب باتیں نہیں پیش آسکتیں۔ یہ خیال غلط ہے، جنگ

گذشتہ سال کے مقابلہ میں اب ہم سے بہت ہی قریب ہوگئی ہے اور صرف ایک چیز ایسی ہے جو جنگ کو ہندوستان تک پہونچنے سے روکے ہوئے ہے۔ یہ ہماری فوجوں کی بہادری اور اتحادیوں کی افواج کی دلیری ہے جس نے دشمن کو ہم تک پہنچنے سے باز رکھا ہے۔ اگر ہم اپنی سلامتی چاہتے ہیں اور ان مصیبتوں سے بچنا چاہتے ہیں جن کے دوسرے ممالک شکار ہو چکے ہیں تو ہمیں ان افواج کو برقرار رکھنا انکو قوت پہونچانے اور انھیں جدید آلات حرب سے آراستہ کرنے کا پورا پورا انتظام کرنا چاہئے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس گاؤں سے کچھ لوگ فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان میں سے کچھ ابتک سمندر پار بھی بھیجے گئے ہیں یا نہیں اگر وہ جا چکے ہیں اور انھوں نے اپنے گھروں کو خط لکھے ہیں تو انھوں نے آپ کو یقیناً لکھا ہوگا کہ وہ کس طرح برطانیہ، آسٹریلیا، نیوزیلینڈ جنوبی افریقہ اور اتحادیوں کی افواج کے سپاہیوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملائے مصمم ارادہ کئے ہوئے کھڑے ہیں کہ وہ اسوقت تک دشمن کا مقابلہ کرتے رہیں گے جب تک کہ مکمل فتح حاصل نہ ہو جائے۔ ہم سب لوگوں کو جو وطن میں ہیں چاہئے کہ ان کی مشکلات کو آسان کرنے کے لئے جو کچھ بھی کر سکیں کریں خواہ ہمارے ذاتی چندے کی رقم کتنی ہی کم کیوں نہ ہو۔

حضرات - میری تقریر بہت طویل ہوگئی ہے لیکن کیا کیا جائے ظاہر ہے چار سپاسناموں کا ایک ساتھ جواب دینے میں اختصار سے کہاں تک کام لیا جا سکتا ہے۔ بہرحال اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے میں جنگ کی موجودہ صورت حال پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ہندوستان میں تو ہر شخص نازیت کے خلاف ہے لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ گذشتہ دو سال کے واقعات سے پورا پورا سبق نہیں لیا گیا ہے کانگریس جماعت صرف تعاون کرنے ہی میں ناکامیاب نہیں رہی بلکہ اس نے تو حفاظتی کاموں میں روڑے اٹکانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ دوسری جماعت کے لوگوں نے انفرادی حیثیت سے تو تعاون کیا لیکن جماعتی حیثیت سے تعاون کرنے سے گریز کیا۔ جب مسٹر چرچل وزیر اعظم ہوئے تو انھوں نے شروع ہی میں برطانیہ کے لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ وہ ماضی کی باتوں کو بھول جائیں ورنہ ان کا مستقبل بالکل تاریک ہو جائے گا۔ سارے ہندوستان کو بھی یہی بات گرہ میں باندھ لینی چاہئے اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان نے موجودہ جنگ میں بہت ہی گرانقدر امداد دی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ مشترکہ کوششوں کی راہ میں گذشتہ اختلافات کو بھی سد راہ ہونے کا موقع دیا گیا ہے بہت سے لوگوں کو تو اس بات کا بھی احساس نہیں ہوا کہ اسوقت ہم حقوق۔ آزادی۔ اور اختیارات کا راگ تو گا رہے ہیں لیکن اسوقت جو خوفناک جنگ ہو رہی ہے اگر اس میں ہماری شکست ہوگئی تو ہمکو اپنے نصب العین کو حاصل کرنے میں صدیاں لگ جائیں گی اور وہ الفاظ جن کا ہم اسوقت راگ الاپ رہے ہیں بے معنی ہو کر رہ جائیں گے - وہ بہادر سپاہی جو اسوقت مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید میں ہندوستان

کے پھاٹکوں کی حفاظت کا سخت ترین کام انجام دے رہے ہیں درا صل ہندوستان کی آزادی اور اس کے نصب العین کی تکمیل کے لئے اور دنیا کی نظروں میں اس کی عزت کو دوبالا کرنے کے لئے کوشاں ہیں اور ان کی یہ خدمات ہی دنیا میں ہندوستان کا مرتبہ بڑھائیں گی نہ کہ وہ تمام دلائل جو ہم روز سنتے رہتے ہیں۔

ہندوستان میں واقعی موجودہ جنگ کے خطرات کا احساس ہونا دشوار ہے کیونکہ اسکی سرزمین کئی پشتوں سے جنگ کی تباہ کاریوں سے محفوظ ہے۔ یہاں ہم کو موجودہ جنگ سے سوائے اسکے کہ پٹرول کا راشن مقرر کر دیا گیا ہے اور کوئی خاص زحمت نہیں اٹھانی پڑی ہے۔ یہاں ہمکو مزید ٹیکس ادا کرنے کیلئے بھی مجبور نہیں کیا گیا ہے۔ اور یہاں کے بیشتر لوگوں کو اس کا کوئی علم بھی نہیں ہے کہ ہندوستان کے باہر دنیا کیسی ہے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں دنیا کے نقشہ کو دیکھنا ضروری ہے تاکہ ہم جملہ حالات کا اندازہ لگا سکیں۔ ہٹلر نے یورپ کی مختلف قوموں پر ایک ایک کرکے حملہ کیا ہے۔ ان قوموں میں سے ہر ایک نے یہ سوچا تھا کہ اگر وہ اپنے ملک کو موجودہ جنگ سے الگ تھلگ رکھ سکیں گی تو بچ جائیں گی۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک قوم نے متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ کرنے سے انکار کر دیا حالانکہ اتحاد ہی سے بچت کی صورت نکل سکتی تھی۔ آخرکار نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے ایک ایک کرکے تمام قومیں ایسے ظلم و ستم کا شکار ہوگئیں جسکی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ ان قوموں میں سے ہر ایک نے دنیا کو یہ سبق سکھا دیا ہے کہ غیر جانبداری سے حفاظت کی امید کرنا اور آپس کے اختلافات کو روا رکھکر اتحاد سے انکار کر دینا بہت بڑی حماقت ہے۔ آپ لوگ نازیوں کے مظالم کی داستانیں سن چکے ہیں اسلئے مجھے تفصیلات پیش کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ آپ لوگ یہ بھی سُن چکے ہیں کہ جرمنوں نے پول قوم کا نام و نشان تک مٹانے کی کس طرح کوشش کی۔ آپ نظربندوں کے کیمپوں کی حالت سے بھی واقف ہو چکے ہیں اور آپ آئے دن پھانسی۔ قتل اور خون ناحق کی پُر درد داستان بھی سنتے رہتے ہیں۔ آپ لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا ہے کہ جرمن خفیہ پولیس کن کن چالبازیوں سے کام کرتی ہے اور مفتوحہ ممالک کس طرح لوٹی کھسوٹی رہتی ہے۔ ناروے سے کس طرح سارا گرم کپڑا لے لیا گیا ہے جہاں جاڑے کے موسم میں بڑے کڑاکے کی سردی پڑتی ہے۔ اسی طرح اور دوسرے مفتوحہ ممالک کا بھی دھیرے دھیرے سارا غلہ ہڑپ کر لیا گیا ہے۔ کل خوش قسمتی سے مجھے ایک ایسے افسر کا کچھ سننے کا موقع ملا جو شام میں قید کر لیا گیا تھا اور وہاں سے یونان اور تھریس اور جزیرہ نما بلقان سے ہوتا ہوا جرمنی اور پھر فرانس لایا گیا اور وہاں سے قیدیوں کے تبادلہ کے سلسلہ میں چھوڑ دیا گیا۔ اس نے بتایا کہ یونانی بھوکوں مر رہے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچے کتوں کی طرح ان روٹی کے ٹکڑوں کے لئے لڑتے تھے جو وہ خود اور اس کے ساتھ کے دوسرے افسر گاڑی کی کھڑکی

سے باہر پھینک دیتے تھے۔

ہم سب لوگ ان باتوں کو پڑھ اور سن چکے ہیں لیکن ہم میں سے اکثر لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ باہر جا ہے جو کچھ بھی ہو یہ سب باتیں یہاں نہیں ہو سکتیں۔ میں ایک بار پھر آپ سے درخواست کرونگا کہ آپ نقشہ پر ایک گہری نظر ڈالئے۔ مشرق میں جاپان ہے۔ ہندوستان اور برہما اور جاپان کے درمیان صرف چینی فوجیں اور اتحادیوں کی وہ فوجیں حائل ہیں جو اسوقت جزیرہ نما ملایا میں تعینات کر دی گئی ہیں۔ جاپان کی حکومت فوجی اور آمرانہ ہے لہذا وہ بھی دوسری محوری طاقتوں کی طرح عام شہریوں کی رائے کی زیادہ پروا نہیں کرتی۔ جرمنی نے جاپان کو ٹھیل ٹھیل کر اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ بھی اٹلی کی پالیسی پر عمل کرے اور پیچھے سے روس یا برطانیہ کے چھرا بھونک دے۔ مغرب میں جرمنی ہے جس نے اسوقت قریب قریب سارے یورپ کو اپنا حلقہ بگوش کر رکھا ہے۔ اسوقت ہٹلر کو ایک برعظم کے پورے ذرائع حاصل ہیں جن سے اسکو زیادہ سے زیادہ تعداد میں آدمی اور سامان مل سکتا ہے۔ بعض قومیں جنھوں نے ہٹلر کی غلامی قبول کر لی ہے اب اس بات پر مجبور کی جا رہی ہیں کہ وہ ہٹلر کی طرف سے لڑائی میں حصہ لیں۔ دوسری قوموں کو ڈرا دھمکا کر اور طرح طرح کی تکلیفیں دیکر اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ وہ ہٹلر کی فیکٹریوں کے لئے آدمی اور اسکی فوجوں کیلئے غلہ بہم پہنچائیں۔ ہٹلر کے ذرائع بہت زیادہ ہیں اور اسکی اسکیم یہ ہے کہ جہاں تک موقع ملے سلطنت کو وسعت دی جائے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ برطانیہ کی سمندری اور روز افزوں فضائی قوت کی وجہ سے انگلستان پر حملہ کرنے میں ہٹلر اسی طرح ناکامیاب رہا جس طرح کہ اس کا پیش رو نپولین اس امر میں مجبور و بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر بھی نپولین ہی کی مثال پر عمل کرکے جرمنی نے روس پر حملہ کر دیا ہے اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ابھی تک جرمنی کو روس میں جو کامیابی حاصل ہوئی ہے اور اسکے حاصل کرنے میں قدم قدم پر جو جو نقصانات جرمنی کو اٹھانے پڑے ہیں وہ ہماری ہمت افزائی کا باعث ہیں لیکن جرمنی کے لئے انتہائی حوصلہ شکن۔ ہٹلر کو روس میں کامیابی ہو یا ناکامیابی اس کا دوسرا قدم ترکی اور مشرق وسطیٰ کی طرف اٹھے گا۔ اس کے بعد وہ ہندوستان کی طرف آنے کا قصد کرے گا تاکہ اسکو تمام ضروری سامان خاصکر تیل وغیرہ مل جائے جس کی اسکو اشد ضرورت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اسکی راہ میں کونسی طاقت مزاحم ہے؟ یہ طاقت اتحادیوں کی وہ فوج ہے جو شمال میں روس کے مقام مرمنسک سے مغرب میں مصر کی سرحد تک پھیلی ہوئی ہے اسکے علاوہ برطانیہ اور اس کا بحری بیڑہ بھی نازیوں کی راہ روکے ہوئے ہے۔ ہمکو اپنے کمانڈروں کی عقلمندی اور اپنے سپاہیوں کی بہادری کی بدولت کامیابی حاصل ہوئی ہے اور انھیں کی بدولت مصر، عراق اور شام اور مشرق کی طرف دشمن کی پیش قدمی روک دی گئی ہے۔ یہ روسیوں کی بہادری اور قربانی کا کرشمہ ہے

کہ ہٹلر کوہ قاف تک نہیں بڑھنے پاتا۔ موجودہ جنگ پہلے ہندوستان سے جس قدر دور تھی اس کے مقابلہ میں اب کئی ہزار میل کا فاصلہ طے کر کے نزدیک آگئی ہے لیکن اب بھی ہماری اولوالعزم اور بہادر فوجیں اسے ہندوستان سے کئی سو میل کے فاصلہ پر روکے ہوئے ہیں۔

ایسی صورت میں ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم ان فوجوں کو میدان جنگ میں برقرار رکھیں، انھیں کمک پہنچائیں اور ان کے لئے ضروری اسلحہ جات مہیا کریں تاکہ وہ دشمن کو اپنے حلقہ میں لیکر تباہ کر دیں اور اس قابل بھی ہو جائیں کہ جرمنی پر خشکی اور ہوا سے حملہ کیا جا سکے۔ اس سلسلہ میں ہم میں سے ہر شخص کو امکانی مدد دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ کوششوں میں اور اضافہ کرنا چاہئے تو اس سے میرا یہ مقصد ہرگز نہیں ہوتا کہ میں ہندوستان کی جنگی امداد کو نظر میں نہیں لاتا۔ ممکن ہے کچھ لوگ ایسا خیال کرتے ہوں کہ موجودہ جنگ میں ہندوستان نے بہت ہی کم مدد دی ہے یا ہندوستان کی حفاظت کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں کیا گیا ہے۔ یا یہ کہ حکومت ہند کی پالیسی ہندوستان کی صنعتی ترقی کی اس لئے خواہاں نہیں ہے کہ وہ برطانوی صنعتوں سے مقابلہ کرنے لگے گا۔ میرے خیال میں جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں یا جو باوجود اسکے کہ وہ کانگریسی لیڈروں کے عدم تشدد کے ناقابل عمل اصول کے حامی نہیں ہیں پھر بھی ان کو کانگریس کی پالیسی سے تھوڑی بہت ہمدردی ضرور ہے کیونکہ وہ جنگی امداد کی مخالفت کو عین مصلحت سمجھتی ہے ممکن ہے کہ وہ لوگ ہندوستان کی جنگی امداد کی ان خبروں کو نظر انداز کر دیتے ہوں جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں لیکن یہ خیال کرنا کہ جن لوگوں پر ہندوستان کی حفاظت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ اس طرف پوری توجہ نہیں کر رہے ہیں ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ ہم یہ خبر براڈکاسٹ نہیں کر سکتے کہ ہندوستان جنگی امداد میں کس قدر حصہ لے رہا ہے۔ کیونکہ اس سے ہٹلر کو مدد مل سکتی ہے۔ اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو جتنی جنگی امداد ہم نے براڈکاسٹ کر دی ہے ہم اس سے زیادہ براڈکاسٹ کرتے۔ میں یہ بات مانتا ہوں کہ اکثر موقعوں پر تو ہم نے اس مسئلہ کو بالکل ہی صیغۂ راز میں رکھا ہے۔ آیئے اب ہم اس سلسلہ میں چند خاص خاص باتوں پر بھی غور کریں۔ سب سے پہلے ہندوستان کے بحری بیڑہ کو لینا چاہئے۔ آغاز جنگ سے پہلے وہ بہت چھوٹا تھا لیکن اب اسکے جہازوں کی تعداد پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا بڑھا دی گئی ہے۔ اس بحری بیڑہ نے صرف مشرق وسطیٰ۔ خلیج فارس اور بحر قلزم ہی کی بحری جنگ میں قابل تعریف اور نمایاں حصہ نہیں لیا ہے بلکہ بحر اطلانٹک کی جنگ میں بھی اس نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ صوبہ متحدہ میں ہم سب نے اس بحری بیڑہ کو بڑھانے کے لئے روپیہ دیا ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے تھوڑے عرصہ میں ہندوستان کے بحری بیڑہ میں اس صوبہ کے چار مختلف حصوں کے نام پر آگرہ۔ اودھ۔ روہلکھنڈ اور کماؤں کے

نام کے چار چھوٹے لیکن کارآمد جنگی جہازوں کا اضافہ ہوجائے گا اور وہ جنگ میں نمایاں حصہ لیں گے بہرحال صوبہ متحدہ میں ہم سب کو فوج کا زیادہ خیال ہے۔ موجودہ جنگ سے پہلے فوج کی تعداد صرف ۱½ لاکھ تھی لیکن اب وہ بڑھکر ۱۰ لاکھ ہوگئی ہے۔ ہر دوئی کے ایسے ضلع میں رہنے کی وجہ سے آپ لوگوں میں سے بیشتر حضرات کو چھاؤنیاں دیکھنے کا موقع کم ملا ہوگا۔ لیکن اگر آپ لوگ اسوقت کسی چھاؤنی کو دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ فوج میں کس قدر اضافہ کر دیا گیا ہے پہلے جس چھاؤنی میں صرف پانچ یا چھ سو سپاہی رہتے اور ٹریننگ پاتے تھے اب وہاں کے سپاہیوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے۔ افسوس ہے کہ میرے پاس اُن رنگروٹوں کے اعداد و شمار موجود نہیں ہیں جو ہر ضلع میں بھرتی ہوئے ہیں۔ لیکن مجھے اتنا علم ضرور ہے کہ ہر ضلع سے جتنے رنگروٹ مانگے جاتے ہیں مل جاتے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ لوگ خاص طور پر یہ شکایت کرتے ہیں کہ جتنے لوگ فوج میں بھرتی ہونا چاہتے ہیں وہ سب لئے نہیں جاتے۔ لیکن مجبوراً ایسا کرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ آجکل فوج میں صرف ایسے آدمی بھرتی کئے جاتے ہیں جنکی جسمانی صحت کافی اچھی ہو اور جو کافی سمجھدار اور عقلمند بھی ہوں۔ ہم اندھا دھند ایسے آدمیوں کو نہیں بھرتی کر سکتے جو آسانی سے دشمن کی توپوں کا نشانہ بن جائیں۔

اب اس سوال کا کہ یہ فوج کیا کر رہی ہے؟ جواب یہ ہے کہ جیسے ہی کوئی دستہ یا پلٹن تیار ہوجاتی ہے تو وہ یا تو مشرقِ وسطیٰ یا ملایا بھیج دی جاتی ہے جہاں وہ ہندوستان کے پھاٹکوں کی حفاظت کرتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستانی فوجوں نے لیبیا، حبشہ، شام اور عراق میں بہت ہی بہادری کے ساتھ ہندوستان کے مغربی پھاٹکوں کی حفاظت کی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم اور آدمی فوج میں بھرتی کر سکتے تھے لیکن محاذِ جنگ پر ادھوری ٹریننگ پائے ہوئے اور ناکافی طور پر مسلح سپاہیوں کو بھیجنا پیسے دربے کی بیوقوفی ہے۔ اسوقت جو سپاہی دور دراز جگہوں سے ہندوستان کی حفاظت کر رہے ہیں وہ ٹریننگ یافتہ۔ قوی اور خوب مسلح ہیں۔

جہاں تک اسلحہ جات کا تعلق ہے اس ملک میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو تعمیری نکتہ چینی کے مقابلہ میں تخریبی نکتہ چینی سے زیادہ لطف اٹھاتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں وہ تمام اسلحہ جات کیوں نہیں تیار کئے جاتے جنکی فوجوں کو ضرورت پڑتی ہے؟ ہم ہوائی جہاز۔ ٹینک۔ موٹر کار۔ بڑی توپیں۔ رائفلیں۔ چھوٹی بندوقیں اور تمام بھاری اسلحہ جات جو فوجوں کے لئے درکار ہوتے ہیں کیوں نہیں بناتے؟ ہم سے صرف معمولی معمولی چیزیں بنانے کے لئے کیوں کہا جاتا ہے؟ کیا یہ اسوجہ سے کیا جاتا ہے کہ کہیں ہم برطانوی صنعتوں سے مقابلہ نہ کرنے لگیں؟ ان سوالات کا جواب دو باتوں میں دیا جا سکتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ فوج کیلئے اسلحہ جات کی ضرورت پڑتی ہے اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ مزید ٹینکوں۔ توپوں اور ہوائی جہازوں

کی ضرورت ہے تو اسکا مطلب یہی ہوتا ہے کہ فوج کے لئے اسلحہ جات درکار ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ فوج کو رسد۔ وردیوں۔ خیموں۔ ذرائع آمد و رفت اور ہسپتالوں کی بھی ضرورت پڑتی ہے جہاں بیماروں اور مجروحوں کی دیکھ بھال کی جا سکے۔ لیکن ہندوستان میں ہم نے آغاز جنگ سے پیشتر ایسی فیکٹریاں نہیں کھولی تھیں جہاں توپیں۔ بندوقیں۔ ٹینک اور ہوائی جہاز وغیرہ بنائے جا سکیں حالانکہ یہاں ایسی بہت سی فیکٹریاں موجود تھیں جن میں فوجی ضروریات کے علاوہ اور دوسری چیزیں بنائی جاتی تھیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہم یہاں نئی فیکٹریاں کھول سکتے ہے لیکن اس کے لئے ہمیں برطانیہ اور امریکہ سے مشینیں منگانی پڑتیں اور غیر ممالک کے ماہرین فن بھی بلانے پڑتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ میں جس رفتار سے اسلحہ جات تیار ہو رہے ہیں اس رفتار میں کمی واقع ہو جاتی۔ انھیں سب باتوں کا خیال کر کے ملک معظم کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا جو ملک جو جو سامان آسانی سے تیار کر سکتے ہوں وہی سامان تیار کریں اس طرح بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ سامان تیار ہونے لگا۔ اگر وقت کا مسئلہ درپیش نہ ہوتا تو ہم ہندوستانی فوج کے لئے ہندوستان ہی میں اسلحہ جات تیار کراتے۔ لیکن اس سلسلہ میں اس بات کا ڈر تھا کہ زیادہ وقت گذر جانے سے ہٹلر اور اس کے نازیوں کو دہلی تک آجانے کا موقع مل جاتا تب کہیں فوج تیار ہوتی۔ ایسٹرن گروپ کانفرنس میں اس امر پر غور و خوض کیا گیا تھا کہ کس پالیسی کے ماتحت مشرقی ممالک کے لئے اسلحہ جات کی تیاری کا کام ہندوستان اور مشرقی برٹش نو آبادیات کے درمیان تقسیم کیا جائے۔ میرے خیال میں آپ سب لوگ اس بات سے متفق ہوں گے یہ پالیسی نہایت ہی دانشمندانہ ہے۔

ہندوستان کی جنگی امداد کے بارے میں اور بہت سی باتیں بھی بتا سکتا ہوں لیکن میں نے آپ لوگوں کے سامنے جو کچھ عرض کر دیا ہے اس سے آپ لوگوں کو یہ اطمینان حاصل ہو جائے گا کہ وہ لوگ جن پر ہندوستان کی حفاظت کی ذمہ داری عائد ہے اس سلسلہ میں کوئی کمی نہیں کر رہے ہیں۔ وہ لوگ مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید میں خوب تربیت یافتہ اور مسلح فوجیں بھیج کر دشمن کو ہندوستان کی حدود سے باہر روکنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں اور دوسرے محاذوں پر فوجوں کو جن جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی بھیجتے ہیں ایسی صورت میں کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے اندر ناامیدی اور شکست خوردہ ذہنیت پیدا ہو جائے۔ یا جن لوگوں پر اس عالمگیر جنگ کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھنے کی ذمہ داری عاید ہوتی ہو ان کی پالیسی اور طریق کار پر بے جا نکتہ چینی کی جائے۔ بلکہ اس کے بجائے ہم سب کو چاہئے کہ دل و جان سے ان کی مدد کریں اور ان کا ہاتھ بٹائیں۔

ہم کس طرح ان کی مدد کر سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم اپنے اندر ناامیدی

اور شکست خوردہ ذہنیت پیدا نہ ہونے دیں کیونکہ ہٹلر جن ملکوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے پہلے وہاں کے لوگوں کے حوصلے پست کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم کو اس بات پر نظر رکھنی چاہیے کہ ہندوستان کی بڑی فوج کے لئے رنگروٹ برابر ملتے رہیں۔ اس صوبہ میں صرف یہی نہیں دیکھنا ہے کہ فوج کے لئے جنگ میں بھی حصہ لینے والے آدمی ملتے ہیں یا نہیں بلکہ ہمیں اس بات پر بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ مستری اور کاریگر بھی کافی تعداد میں ملتے رہیں۔ آپ سب لوگ جو اسوقت یہاں موجود ہیں اپنے اپنے گاؤں۔ قصبوں اور شہروں میں لوگوں کو اس بات کی ترغیب دے سکتے ہیں کہ وہ فوج کے کسی نہ کسی شعبہ میں ضرور بھرتی ہوں کیونکہ یہ فوج عنقریب فتح حاصل کرنے والی ہے۔

ہم لوگ آرام و چین سے اپنے گھروں میں زندگی گزار رہے ہیں اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان فوجوں کو آرام و آسائش کی چیزیں بہم پہنچاتے رہیں جو لڑائی کو ہمارے ملک سے دور رکھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ فوجوں کو کھانا اور وردیاں تو سرکار خود ہی دیتی ہے لیکن اس کے علاوہ انھیں اور چیزوں کی بھی ضرورت پڑتی ہے بہرحال ہم ان چیزوں کو بہم پہنچانے کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔ صوبہ بھر میں خواتین کی کارکن ٹولیاں مختلف قسم کی ہزاروں لاکھوں پوشاکیں تیار کرتی ہیں جن کے تیار کرنے کے لئے ہر ماہ صوبہ متحدہ کے جنگی اغراض کے فنڈ سے قریب قریب ۵۰ ہزار روپیہ دیا جاتا ہے۔ ہم نے سمندر پار ہندوستانی اور برطانوی سپاہیوں کے لئے بڑے دن کے تحائف کے بکس بھی روانہ کئے ہیں۔ ہر بکس میں ۱۰ روپیہ کی لاگت کی کھانے پینے کی چیزیں۔ مٹھائیاں اور سگریٹ وغیرہ ہوتے ہیں جو دس سپاہیوں کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ ہم قریب قریب ۱۵ ہزار بکس بھیج چکے ہیں۔ دوسرے صوبوں نے بھی ہماری اس مثال کی تقلید کی ہے ہمیں سپلائی کا سلسلہ برقرار رکھنا چاہیئے اور ان بدقسمت سپاہیوں کو بھی نہ بھولنا چاہیئے جنکو دشمن نے قید کر لیا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ جہانتک ممکن ہو ہم ریڈ کراس کے ذریعے ان سپاہیوں کی اس خوراک میں اضافہ کرتے رہیں جو انھیں دشمن سے ملتی ہے۔ ہمیں ان لوگوں کے بیوی بچوں کی بھی دیکھ بھال کرنی چاہیئے جنھوں نے اپنے ملک کیلئے اپنی جان قربان کر دی ہے۔ یا جنکو کسی وجہ سے گورنمنٹ کی طرف سے پنشن یا الاؤنس نہیں مل سکا ہے۔ ہمیں بیماروں اور مجروحوں کی بھی دیکھ بھال کرنی چاہیئے کیونکہ ممکن ہے کہ اس صوبہ کی چھاؤنیوں کے ہسپتالوں میں مریضوں کی تعداد بڑھ جائے۔

ابھی تک لوگوں کی خواہش کے مطابق صوبہ متحدہ کے جنگی اغراض کے فنڈ کا زیادہ تر روپیہ طیاروں کی خریداری پر صرف کیا گیا ہے۔ صوبہ متحدہ کی یہ جنگی امداد خصوصاً جزائر برطانیہ کی حفاظت کے سلسلہ میں تمام جنگی کوششیں اس کے نمایاں نشان ہیں۔ صوبہ متحدہ کے نام کا ایک ہوائی دستہ

پہلے سے موجود ہے جس نے فرانس اور برطانیہ کی لڑائیوں میں نمایاں حصہ لیا ہے جس نے دشمن کے ۱۴۰ طیارے برباد کر دیئے ہیں اور اس سے کہیں زیادہ طیاروں کو نقصان پہنچایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگوں نے وہ خط اخباروں میں تو پڑھا ہوگا جو اس دستہ کے آفسر کمانڈنگ نے مجھے بھیجا تھا۔ ہم نے انگلستان کی ہوائی وزارت کو جو رقم بھیجی ہے وہ اتنی ہے کہ اس سے طیاروں کا ایک اور دستہ خریدا جا سکتا ہے۔ لیکن لندن کے ہوائی وزیر نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ بمبارد کا ایک دستہ بنانے کیلئے مزید روپیہ کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ ہم سب لوگ روپیہ اکٹھا کر کے یہ ضرورت بھی پوری کر دینگے۔

صوبہ متحدہ کے جنگی اغراض کے فنڈ سے مختلف جنگی کاموں کے لئے روپیہ طلب کیا جاتا ہے لہذا ضرورت ہے کہ اس فنڈ میں اور روپیہ جمع کیا جائے۔ ضلع ہردوئی نے اس فنڈ میں جو چندہ دیا ہے اس کے لئے میں یہاں کے لوگوں کا عموماً اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ملازمین اور اس کے اسکولوں کے طلبا اور ماسٹروں کا خصوصاً مشکور ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اس گرانقدر چندہ کے دینے میں بڑی قربانی سے کام لیا ہے۔ مجھے اس بات کا بھی بخوبی علم ہے کہ اس صوبہ کے طول و عرض میں ایسے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگ ہیں جنھوں نے جنگی فنڈوں میں نہایت ہی دریا دلی سے چندہ دیا ہے۔ مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ اس صوبہ کے تمام لوگوں نے اپنے حسب حیثیت چندہ دیا ہے۔ وہ برابر چندہ دے رہے ہیں اور آئندہ بھی چندہ دیتے رہیں گے۔

لیکن موجودہ جنگ جس پیمانے پر کی جا رہی ہے وہ صرف عطیات اور ٹیکسوں کے بل بوتے پر جاری نہیں رکھی جا سکتی۔ اس جنگ میں برطانیہ اس صوبہ کی سالانہ آمدنی سے بھی زیادہ رقم روزانہ صرف کر رہا ہے۔ حکومت کے لئے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے سوائے اس کے کہ قرضہ لے۔ ہندوستان کو بھی مصارف جنگ پورے کرنے کیلئے کم از کم ۱۰۰ کروڑ روپیہ سالانہ کی ضرورت ہے۔ ہم ہمیشہ عطیات نہیں دے سکتے۔ لیکن اگر ہم روپیہ پس انداز کر کے خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو قرضہ جنگ میں دیدیں تو اس سے جنگ میں بڑی مدد مل سکتی ہے اور میں آپ سب لوگوں سے نہایت ہی پُرزور الفاظ میں درخواست کرتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو آپ اپنا روپیہ بچا کر قرضہ جنگ میں دیں ہم اسی وقت دشمن پر فتح حاصل کر سکتے ہیں جبکہ ہمارے پاس بہت زیادہ ہتھیار یعنی کافی ٹینک۔ توپیں۔ ہوائی جہاز ہوں۔ ان ہتھیاروں کے بنانے کی جو جان توڑ کوششیں برطانیہ، امریکہ اور دوسری جگہوں پر کی جا رہی ہیں ان میں ہمیں بھی حتی الامکان پورا پورا حصہ لینا چاہئے۔

ان کے علاوہ اور دوسرے طریقے بھی ایسے ہیں کہ جن سے ہم مدد دے سکتے ہیں۔ حال ہی میں

میرے دوست مسٹر مارش نے جو مشورہ دیا ہے میں اسکی پرزور الفاظ میں تائید کرتا ہوں کہ آپ زیادہ سے زیادہ غلہ پیدا کیجئے تاکہ فتح حاصل کرنے میں آسانی ہو۔ ہم اس ملک میں جتنا ہی زیادہ غلہ پیدا کریں گے اتنی ہی زیادہ ہم ان روسی کسانوں کی مدد کر سکیں گے جنکے یوکرین کے زرخیز کھیت ہٹلر کے قبضہ میں آگئے ہیں اور جو دشمن کے ہاتھ میں پڑنے والی چیزوں کو تباہ و برباد کرنیکی پالیسی پر عمل کرکے اپنی خاص نہروں کو برباد کر چکے ہیں۔ ہم چونکہ ایک زرعی صوبہ کے رہنے والے ہیں اس لئے ہم نہروں کے قواعد سے بخوبی واقف ہیں اور ہم آسانی سے اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس سے روسی کسانوں کو کس قدر زبردست نقصان پہنچا ہے۔

ہمیں اس بات کی بھی کوشش کرنی چاہئے کہ دوکاندار جنگ کی وجہ سے چیزوں کی قیمتوں کے اُتار چڑھاؤ اور لڑائی کی جلد جلد بدل جانے والی حالتوں سے بیجا فائدہ نہ اٹھانے پائیں۔ میں دل سے یہ بات چاہتا ہوں کہ کسانوں کو اپنی پیداوار کی عمدہ قیمت ملے۔ لیکن مجھے یہ بات بالکل ہی نامناسب معلوم ہوتی ہے کہ غلہ فروش جنھوں نے کسانوں سے تو ۳ روپیہ من گیہوں خریدا ہے خریداروں کے ہاتھ ۴ روپیہ من اور اس سے بھی زیادہ قیمت پر فروخت کریں اگر تاجر کسی چیز کی قیمت بیجا طور پر بڑھانے کی کوشش کریں گے تو حکومت کو اس بات کے اختیارات حاصل ہیں کہ وہ انکو خودغرضانہ پالیسی پر عمل کرنے سے باز رکھے۔ اگر عوام کے ہاتھ چیزیں بہت ہی گراں فروخت کرنے کی کوشش کی گئی تو مجھے نہ صرف ان تمام اختیارات کو عمل میں لانے میں کوئی پس و پیش ہوگا۔ جو مجھے اسوقت حاصل ہیں بلکہ اگر ضرورت ہوئی تو مزید اختیارات بھی حاصل کر لئے جائیں گے۔

قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر ختم کروں میں ہوائی حملہ سے احتیاط کے سلسلہ میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ہم کو فی الحال کسی قسم کے ہوائی حملہ کا کوئی خطرہ نہیں ہے اور صوبہ متحدہ میں ہم لوگ اور دوسرے صوبوں کے مقابلے میں زیادہ محفوظ ہیں۔ اگر ہندوستان پر ہوائی حملہ ہوا بھی تو اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ ہردوئی پر بھی بمباری ہوگی۔ اگر کبھی حملہ ہوا بھی تو اسوقت جبکہ دشمن اس ملک میں اپنے قدم جمالے گا اور صرف اس وجہ سے کہ یہ صوبہ ریلوں کا مرکز ہے۔ لیکن اگر صرف اس بات پر بھروسہ کیا جائے کہ حملے کے امکانات کم ہیں تو یہ بہت بڑی حماقت ہوگی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم پہلے سے احتیاطی تدابیر اختیار کرکے ہر ممکن خطرہ کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ کون خیال کرتا تھا کہ روس پر حملہ ہوگا۔ کس کو اس بات کا شان و گمان بھی تھا کہ فرانس ہتھیار ڈال دے گا۔ لیکن غلط اندازوں ہی کی وجہ سے بہت سی غلطیاں ہوگئیں۔ اب ہم کو گذشتہ دو سال کے تجربوں کے بعد یہ مان لینا چاہئے کہ دنیا میں بہت کم کام ایسے ہیں جن کا کرنا غیر ممکن ہے لہذا ہمیں ہر ممکن صورت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ہندوستان کے لئے حفاظتی تدابیر اختیار کرتے وقت ہمیں اس بات کا اندازہ

لگا لینا چاہئے کہ تیاریوں میں ہمیں کتنے دن لگیں گے اور کتنی بار لوگوں کو آگاہ کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سول آبادی کے لئے حفاظتی امور انجام دینے والی عمدہ ٹولیوں کے بنانے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ فرانس اور دوسرے ملکوں کی مثال سے ہمیں یہ بھی سبق ملا ہے کہ جس ملک میں سول آبادی کی نگرانی کا انتظام مکمل نہیں ہوتا وہاں کے لوگوں میں اندر بددلی اور ابتری پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمیں اس سلسلہ میں بھی مکمل انتظامات کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی خیال کے مدنظر ہم سول آبادی کی حفاظت۔ شہری محافظوں اور ہوائی حملہ سے احتیاط کی اسکیموں کو چلا رہے ہیں۔ ہم سب لوگوں کا جو ہندوستان کی حفاظت کرنے کے لئے لڑنے نہیں جاسکتے یہ فرض ہے کہ حتی المقدور ہمارے گھر و بار محفوظ ہوں اور ضرورت ناگہانی کے موقع پر ہم فوجوں کی نقل وحرکت میں سدراہ ہونے کے بجائے انھیں مدد پہنچا سکیں۔ موجودہ جنگ ایک نئی قسم کی جنگ ہے۔ اس میں تمام ملک کے مرد۔ عورتوں اور بچوں کو ضرورت پڑنے پر فوج کی مدد کرنی پڑتی ہے اور تکلیفیں بھی برداشت کرنی ہوتی ہیں۔ اسوقت شیطانی قوتوں کے خلاف جو جنگ ہو رہی ہے اس میں فوجی سپاہیوں اور عوام دونوں کو اس بات کا موقع حاصل ہے کہ وہ ملک کے لئے سچی خدمات انجام دیں۔

ہزایکسیلینسی سر مارس ہیلٹ۔ کے سی۔ ایس۔ آئی سی۔ آئی۔ ای۔ آئی سی۔ ایس۔ گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو موصوف نے ۵ انومبر ۱۹۴۱ء کو بستی ڈسٹرکٹ بورڈ کے سپاسنامہ کے جواب میں کی

اب میں ایک ایسے مسئلہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جو سب سے زیادہ اہم ہے یعنی مسئلہ جنگ آپ نے اپنے ایڈریس میں اس مسئلہ کا بہت ہی کم ذکر کیا ہے حالانکہ حال ہی میں میں جن جن ضلعوں میں گیا تھا۔ وہاں کے لوگوں نے اپنے سپاسناموں میں اس مسئلہ کو خاص طور سے جگہ دی تھی۔ آپنے ہندوستان کے سیاسی مسئلہ اور اپنی مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ آپنے اس بارے میں بہت مبالغہ سے کام لیا ہے کہ حکومت ہند و برطانوی حکومت کی کونسلوں میں میرا بہت زیادہ اثر ہے۔ لیکن میں آپ کو یہ یقین دلا سکتا ہوں کہ جہاں تک میرے امکان میں ہے میں خود اختیاری حکومت حاصل کرنے میں اس ملک کے لوگوں کی پوری پوری مدد کروں گا میں جانتا ہوں کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو برطانوی حکومت اور یہاں تک کہ ہزایکسیلینسی گورنر جنرل ہند اور برطانیہ کے وزیر اعظم کے وعدوں اور بیانات پر یقین نہیں کرتے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ بے اعتمادی کہاں تک جائز ہے۔

یہ صاف طور پر بتا یا جا چکا ہے کہ حکومت برطانیہ نے جس قدر جلد ممکن ہو گا۔ ہندوستان کو درجہ نو آبادیات دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ یہ بھی واضح کیا جا چکا ہے کہ اس ملک کے لئے آیندہ دستور العمل بنانے کا فیصلہ ہندوستانیوں کے ہی ہاتھ میں ہو گا۔ لیکن دو باتیں مجھے صاف نظر آتی ہیں۔ اول تو یہ کہ جب تک ہم لوگ ہٹلر کے خلاف موت اور زندگی کے لئے لڑ رہے ہیں اس وقت تک کوئی خاص تبدیلی نہیں کی جا سکتی مزید یہ کہ جس وقت تک جنگ ختم نہ ہو جائے اور جب تک کہ مصیبت زدہ دنیا میں امن قائم نہ ہو جائے ہم یہ پیشنگوئی نہیں کر سکتے کہ اس کے بعد کیا صورت حال ہو گی۔ اس وقت نئے حالات پیدا ہو سکتے ہیں نئے واقعات پیش آ سکتے ہیں گو کہ ممکن ہے کہ کچھ پرانی باتیں بھی باقی رہ جائیں پھر بھی اس وقت ہندوستان کے دستور العمل کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن کچھ مسائل ایسے ہیں جن کا کوئی نہ کوئی عارضی حل جنگ کے دوران میں بھی نکالا جا سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کے آیندہ دستور العمل میں سب سے پہلے اس بات کا تصفیہ کرنا ضروری ہو گا کہ مختلف ذاتوں اور فرقوں کے مفاد میں کس طرح ہم آہنگی پیدا کی جائے۔ لیکن یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ مختلف ذاتوں و فرقوں کے لیڈران قطعی اسباب کی کوشش نہیں کرتے کہ ایک جگہ بیٹھ کر دوستانہ طور سے ان تمام مشکلات کو جو آیندہ دستور العمل کے بنانے میں پیش آنیوالی ہیں حل کر لیں۔

اس کے متعلق مجھے اور زیادہ کچھ نہیں کہنا ہے کیونکہ سب سے پہلے موجودہ جنگ میں فتح حاصل کرنا ضروری ہے اگر ہٹلر فتحیاب ہو گیا تو وہ مختلف ذاتوں و فرقوں کے مفاد کا کوئی لحاظ نہیں کریگا ہر شخص نازی حکومت کا غلام ہو گا۔ آزادی، درجہ نو آبادیات اور مذہب کا نام بھی فنا ہو جائے گا۔ ہم سب لوگ جس دشمن کے خلاف جنگ کر رہے ہیں اس کی بربریت اور مظالم کی داستانیں سن چکے ہیں اور ہٹلر کے مقبوضہ ملکوں میں آئے دن بے پناہ مظالم کئے جا رہے ہیں۔ نازیوں کا قیدیوں کو بڑی تعداد میں گولی کا نشانہ بنانے، نظر بند قیدیوں کے کیمپوں اور یورپ میں عام غارتگری کرنے کے متعلق بھی ہم نے بہت کچھ پڑھا ہے۔ اگر آپ لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے وزیر اعظم کی وہ تقریر جو انھوں نے حال ہی میں لندن میں "لارڈ میرس ڈے" کے موقع پر کی تھی سنی یا پڑھی نہ ہو تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ انھوں نے اپنی تقریر میں کیا کہا تھا۔ انھوں نے کہا تھا کہ "یورپ کی حالت بہت ہی نازک ہے" ہٹلر کے ساتھی روزانہ بہت سے ملکوں میں لوگوں کو گولیوں سے اڑا دیتے ہیں، ناروے، بلجیم، فرانس، پولینڈ، زیکوسلوکیا، یونان وغیرہ کے باشندوں اور خصوصاً روسیوں کو ہتھیار ڈالدینے کے بعد بھی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں بہت بے رحمی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے۔ ان تمام ملکوں میں لوگوں کو پھانسی پر لٹکا دینا جرمنوں کا روزمرہ کا کام ہو گیا ہے" ہم جانتے ہیں کہ اس وقت بھی جب ہم آپ سے گفتگو کر رہے ہیں یورپ کے ملکوں میں جرمن اپنی بربریت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی بہت

سے ہندوستانی اس کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ جرمنوں کے مظالم کو وہ محض سینما کا فلم یا کسی ناول کا قصہ خیال کرتے ہیں ہٹلر نے اپنی سوانح عمری "مین کیف" میں جو کچھ لکھا ہے اس کے باوجود بھی بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو مظالم دوسرے ممالک میں کئے جا رہے ہیں وہ ان پر کبھی نہیں کئے جائیں گے۔ ایک عرصہ سے اس ملک میں کوئی جنگ نہیں ہوئی ہے اور یہاں کے زیادہ تر لوگوں نے ہندوستان کے باہر کی دنیا نہیں دیکھی ہے اور ان کو جغرافیہ کا بھی کوئی اندازہ نہیں ہے اس وقت اس ملک کو جو خطرہ لاحق ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے لیکن اگر اس کے متعلق ہم کو کوئی بھی شبہہ ہے تو ہم کو امریکہ کی حالت پر غور کرنا چاہئے امریکہ کیوں مسلح ہو رہا ہے۔ وہ کیوں محوری طاقتوں کی مخالفت کر رہا ہے۔ گو کہ اس وقت تک اعلان جنگ نہیں کیا گیا ہے امریکہ نے ادھار اور پٹہ بل کے مطابق برطانیہ کو تیس ارب ڈالر دئے ہیں۔ امریکہ اور نازی یورپ کے درمیان ہزاروں میل وسیع بحر اٹلانٹک حائل ہے۔ امریکہ اور جاپان کے درمیان بھی اس سے زیادہ وسیع بحر پیسفک حائل ہے۔ امریکہ کی پالیسی ہمیشہ سے اپنے کو علیحدہ رکھنے کی رہی ہے اور جنگ کے شروع میں امریکہ کی پالیسی سے پتہ لگتا تھا کہ جہاں تک ممکن ہوگا وہ جنگ کے دائرہ سے باہر رہے گا۔ امریکہ ہمیشہ سے روسیوں کی کمیونسٹ حکومت کے خلاف رہا ہے پھر وہ کیوں اس وقت روس کو سامان جنگ بھیج رہا ہے۔

اس کی یہ وجہ ہرگز نہیں کہ امریکہ کو شاہنشاہیت کی لڑائی میں جیسا کہ بعض لوگوں کا موجودہ لڑائی کی بابت خیال ہے کوئی دلچسپی ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ امریکہ نے بھی تمام دنیا کی طرح یہ محسوس کر لیا ہے کہ جرمنی تمام دنیا پر اپنا قبضہ جمانا چاہتا ہے۔ ایک عرصہ تک ہٹلر دنیا کو دھوکا دینے اور دھمکانے میں کامیاب رہا۔ ہر ملک پر حملہ کرتے وقت اس نے یہی جتا نہ کیا کہ یہ اس کا آخری مقصد ہے اس نے دوسرے ملکوں کو یہ یقین دلایا کہ وہ اگر اس کی آخری ملکی مانگ" کو پورا ہو جانے دیں گے تو جنگ اور اس کی ہولناکیاں ظہور میں نہ آئیں گی۔ اس طریقہ سے اس نے ان ملکوں کو آپس میں متفق ہونے سے باز رکھا کیونکہ کامیابی کے ساتھ اس کی مخالفت کرنے کا وہی ایک طریقہ تھا۔ چند سال ہوئے ہندوستان میں مصالحت کی پالیسی کی پر زور مخالفت کیجاتی تھی۔ برطانیہ پر زور ڈالا جاتا تھا کہ وہ چین، حبشہ، اسپین اور زیکوسلوکیہ کے تحفظ کے لئے جنگ کرے۔ وہی لوگ جو جنگ کے لئے پہلے زور ڈالتے تھے آج جنگی امداد میں رخنہ اندازیاں کر رہے ہیں۔ لیکن اب مصالحت کی پالیسی کا کوئی ذکر نہیں ہے محوری طاقتوں کے پنجہ سے بچی ہوئی قومیں اور ملک اب اچھی طرح اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ ان کی جغرافیائی حالت چاہے جو بھی ہو اب انہیں گذشتہ غلطیوں کو پھر سے دہرانا نہیں چاہئے وہ یہ محسوس کرتی ہیں کہ خود ان کے تحفظ کے لئے اور ان اصولوں کو برقرار رکھنے کے لئے جن کے ساتھ صدیوں سے ان کی امیدیں وابستہ ہیں یہ ضروری ہے کہ وہ سب متفق ہو کر جنگی امداد میں زیادہ

سے زیادہ حصہ لیں۔

اگر امریکہ جو ایک وسیع سمندر کی وجہ سے محفوظ ہے جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے کوششیں کرنا ضروری سمجھتا ہے تو ہندوستان میں ہم لوگوں کے لئے اور زیادہ ضروری ہے کہ ہم بھی جنگی کاموں میں حصہ لیں۔ جنگ ہماری سرحد سے اب بھی ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہو رہی ہے۔ لیکن پچھلی بار کے مقابلہ میں جب میں اس ضلع میں آیا تھا آج جنگ ہندوستان سے کئی ہزار میل قریب تر آگئی ہے۔ آج کل مشینی جنگ کے زمانے میں جیسا کہ حبشہ، ایرٹیریا دلیبیا میں جنگ کی رفتار سے پتہ چلتا ہے ہزار میل کا فاصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا اسلئے ایک ضروری بات یہ پیدا ہوتی ہے کہ ہزار میل کے فاصلہ کو برقرار رکھنے کے لئے کتنی فوج بھیجی جاسکتی ہے محض فاصلہ ہی ہندوستان کو جنگ کی تباہ کاریوں سے نہیں بچا سکتا۔ بلکہ ہماری اور اتحادیوں کی فوجیں ہی جنہوں نے اس قدر بہادری سے دشمن کو آگے بڑھنے سے روک دیا ہے ہم کو بچا سکتی ہیں۔ روسی فوجیں جو دشمن کا بہادری کے ساتھ مقابلہ کر رہی ہیں اور روس کے باشندے جو بہت سخت مصیبتیں جھیل رہے ہیں صرف اپنے ہی ملک کے لئے جنگ نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہماری طرف سے بھی لڑ رہے ہیں۔ لیکن اگر ہم جنگ کو ہندوستان سے دور رکھنا چاہتے ہیں اور آخر میں فتحیاب بھی ہونا چاہتے ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ ان کی اور ہماری فوجوں کو برابر کمک رسد اور سامان پہونچتا رہے۔

اگر بہت زیادہ کوششیں کی جائیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہٹلر کو شکست دی جاسکتی ہے۔ اور یا اس کو ضرور شکست ہوگی۔ یہ کہنا کہ جرمن فوجوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور ان کی رفتار کو روکا نہیں جاسکتا محض نازیوں کا پروپیگنڈا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ نازی جرمنی کئی سال سے مسلح ہو رہا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں وہ میدان جنگ میں زیادہ فوجیں اور اسلحہ بھیج سکا ہے۔ جہاں کہیں بھی سلطنت برطانیہ کی فوجوں اور جرمن فوجوں کا برابر کی تعداد اور برابر کے سامان جنگ کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا وہاں پر جرمن فوجیں سلطنت برطانیہ کی فوجوں کے سامنے نہ ٹک سکیں۔ ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ جب فیصلہ کن لڑائی ہو تو ہمارے پاس بہت بڑی فوج ہونی چاہئے۔

یہ کام آسان نہ ہوگا۔ ہٹلر نے سارے یورپ کو اپنی مٹھی میں لے رکھا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہٹلر اپنے مقبوضہ ممالک کے باشندوں کو اپنے لئے سامان جنگ تیار کرانے کے لئے مجبور کرسکتا ہے اور جو ایسا کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ ان کو گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے جبکہ برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کو ایک بڑے وسیع مورچہ پر یعنی روس، ایران، عراق، مصر سے ہوکر بحر آرکٹک تک اور وہاں سے جبرالٹر اور بحر اٹلانٹک تک دشمن کا سامنا کرنا ہے ایک وسیع محاذ پر ایک مورچہ سے دوسرے مورچہ تک سامان بھیجنے میں مہینوں کا عرصہ لگ سکتا ہے ہٹلر کے تمام ذرائع یکجا ہیں۔ مقابلتاً وہ اپنی فوجوں کو ایک محاذ سے دوسرے محاذ پر آسانی سے بھیج سکتا ہے۔ اس کے یہاں اندرونی ریل و رسائل کے ذرائع ہیں اور ایسے دشمن کو جس کی

طاقت اتنی زیادہ ہے اور جس کو اتنی سہولتیں حاصل ہیں بغیر ایک طویل جنگ کے شکست نہیں دیجا سکتی۔ ابھی تک ہم نے اس جنگ کی محض شروعات ہی دیکھی ہے۔

حضرات۔ اس جنگ میں ہم سب کو کچھ نہ کچھ حصہ لینا ہی ہوگا موجودہ جنگ ایک مجموعی جنگ ہے اس جنگ میں ہر شہری کو انھیں مصیبتوں کا سامنا کرنا ہوگا جو ایک سپاہی کو جھیلنی پڑتی ہیں۔ ہم ایسا محسوس کرسکتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک شخص ذاتی طور پر بہت تھوڑی مدد کرسکتا ہے لیکن مجموعی طور پر یہ مدد بہت ہی کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس ضلع کے لوگ فوجی روائیات کے حامل نہیں ہیں لیکن پھر بھی بلاشک وشبہ اس ضلع سے ایسی ہندوستانی فوج کے لیے جس کی ٹریننگ اور سامان کے لئے تمام سہولیتیں مہیا ہیں رنگروٹ آسانی سے مل سکیں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جنگ کے اختتام پر ہندوستان کے دستور العمل میں جو تبدیلیاں ہونے والی ہیں ان کے پیش نظر صوبہ متحدہ اور اس کے ہر ایک ضلع کے لوگوں کو اپنے فوجی تعلقات قائم رکھنے چاہئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ضلع سے جتنے رنگروٹوں کی ضرورت ہوگی مل جائینگے۔

اتنا ہی نہیں جنگ کے لئے روپیہ کی بھی بہت ضرورت ہے۔ اس صوبہ سے جنگی فنڈ میں جو چندے دئے گئے ہیں وہ قابل اطمینان ہیں ہمارے صوبہ کے نام پر "یو۔پی۔ فائٹر اسکوایڈرن" یعنی ۱۲ لڑاکو ہوائی جہازوں کا ایک دستہ) بھی ہے اور کل ہی اس کے کمانڈر کا ایک خط مجھے موصول ہوا ہے کہ ہمارا بیڑہ ابھی تک دشمنوں کے ۱۲۰ ہوائی جہازوں کو تباہ کرچکا ہے اور شاید ۹۰ اور جہازوں کو بھی برباد کردیا ہے۔ ایک دوسرے بیڑے کے لئے بھی ہم نے برطانیہ کو روپیہ بھیجدیا ہے لیکن ہوائی وزارت نے ہمیں مطلع کیا ہے کہ وہ ایک بمبار دستہ کا بنانا بہتر سمجھتے ہیں چنانچہ اس کے لئے مزید ۵-۶ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ صوبہ متحدہ سے یہ رقم مل جائے گی ہمیں اپنی فوجوں کے لئے آرام و آسائش کی چیزیں بہم پہنچانے کے واسطے بھی روپیہ کی ضرورت ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آیا آپ کو بھی اس کا علم ہے یا نہیں کہ صرف خواتین کی کارکن ٹولیاں جو سامان تیار کرتی ہیں اس کے لئے ہر ماہ ۵۰۰۰۰ روپیہ کی لاگت کے سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر ماہ ہماری فوجوں کے لئے ہزاروں کپڑے اور دیگر سامان باہر بھیجا جاتا ہے۔ ہندوستان کے دو ہزار جنگی قیدیوں کے لئے بھی کھانے کی چیزوں کے پارسل بھیجنے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اس قسم کی چیزوں کے لئے لوگوں کو خود بخود روپیہ دینا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ اس ضلع سے جو کچھ دے سکتے ہیں دیں گے۔ میں روپیہ کی اس تھیلی کے لئے جو آپ نے مجھے آج نذر کی ہے آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

لیکن اس بڑے پیمانے کی جنگ کو چندے کی رقم یا ٹیکسوں کے ذریعہ وصول کردہ رقم سے نہیں چلایا جا سکتا۔ اس صوبہ کی سالانہ آمدنی سے بھی زیادہ روپیہ برطانیہ روزانہ اس جنگ پر صرف کر رہا ہے اور گو کہ برطانیہ میں انکم ٹیکس آٹھ آنے فی روپیہ سے بھی زائد ہے پھر بھی آدھے سے زیادہ

خرچہ قرض لے کر چلایا جا رہا ہے۔ اسی طور پر ہندوستان میں بھی حکومت کو ہندوستان کی دفاعی فوجوں کو مسلح کرنے کے لئے قرض لینا پڑیگا۔ حکومت کو اس کام کے لئے ۰۰ اکروڑ روپیہ سالانہ کی ضرورت ہوگی چندوں کی رقم ابھی اس حد تک نہیں پہونچی ہے۔ لیکن ہم میں سے ہر شخص کچھ نہ کچھ بچا سکتا ہے۔ خواہ دس ہی روپیہ کیوں نہ ہو۔ اس بچت کو جنگی قرضہ میں دیکر ہم جنگ میں مدد کر سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ آپ جس قدر روپیہ بچا سکتے ہیں اسے بچا کر جنگ کے قرضہ میں دیں گے۔ ایسا کرنے سے آپ صرف جنگ ہی میں مدد نہ دیں گے بلکہ اس کٹھن وقت کا بھی جو جنگ کے بعد آنے والا ہے انتظام کریں گے۔

میں آخر میں آپ جیسے بڑے اور با اثر اصحاب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس ضلع کے لوگوں کو جنگ کی حقیقت سے آگاہ کرنے کی پوری کوششیں کریں ہم یہ نہیں چاہتے کہ لوگوں میں گھبراہٹ پھیلے کیونکہ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے بہر صورت ہمیں اطمینان سے بیٹھے نہ رہنا چاہیئے۔ اس وقت ہمکو اس بات کا پورا پورا احساس ہونا چاہیئے کہ کن کن چیزوں کو خطرہ لاحق ہے۔ ہم کن کن خطرات میں گھرے ہوئے ہیں اور ان خطرات سے بچنے کے لئے ہمیں کیا کیا کوشش کرنی ہیں۔ ہم کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ مصیبت کے وقت عمل کے بجائے الفاظ اور بحث مباحثہ سے کام نہیں چلتا ہندوستانی سپاہیوں نے بڑی بڑائی اور کرن میں جو کارہائے نمایاں کرد کھائے ہیں انھیں سے ہم کو فائدہ پہنچا ہے ہمیں آپس کے تفرقات کو مٹا کر متحدہ طور پر کوشش کرنی چاہئے تاکہ جس وقت آخری فتح حاصل ہو تو ہم کو بھی اس تہذیب کی جنگ میں لڑنے اور اسے جیتنے کا فخر حاصل ہو

ہز ایکسیلنسی سر ماریس ہیلیٹ کے۔سی۔ایس۔آئی۔سی۔آئی۔ای آئی۔سی۔ایس۔گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو موصوف نے ۱۹ نومبر ۱۹۴۱ء کو ضلع گورکھپور کے ڈسٹرکٹ بورڈ میونسپل بورڈ ڈسٹرکٹ کواپریٹو بینکوں اور ضلع کی جنگی کمیٹی کے سپاس ناموں کے جواب میں کی۔

حضرات! اب مجھے صرف ضلع گورکھپور کی جنگی کمیٹی کے سپاس نامہ کا جواب دینا ہے۔ اس کمیٹی کے سپاسنامہ میں زیادہ تر اس ضلع کے مساعی جنگ کا ذکر کیا گیا ہے اور مساعی جنگ کے سلسلہ میں صرف جنگی کمیٹی کے ممبروں ہی نے نہیں بلکہ آپ سب لوگوں نے بھی اس صوبہ کے لئے ایک اچھی مثال پیش کی ہے۔ آپنے بیان کیا ہے کہ ہم نے برطانیہ کی امداد اس خیال سے شروع کر دی ہے کہ تہذیب و تمدن صلح اور آزادی کے دشمنوں نے زبردستی اس کے خلاف لڑائی چھیڑ دی ہے اور ایسی جدوجہد میں ہندوستان صرف تماشائیوں کی حیثیت سے الگ نہیں رہ سکتا تھا چنانچہ اب ہندوستان کو اپنے تمام ذرائع استعمال میں لاکر بدترین دشمن سے ملک کی حفاظت کے لئے تیار ہونا ہے۔ موجودہ حالت کا یہی سب سے زیادہ صحیح نقشہ ہے جب

موجودہ جنگ شروع ہوئی تو پہلے دنیا نے یہی تصور کیا کہ یہ یورپ کی ایک دوسری جنگ ہے۔ اس نقطۂ نظر کے لئے کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ ہٹلر نے اپنی سوانح حیات "میری جد و جہد" میں ہم سب کو واضح طور پر جرمن قوم کے نظریہ حکمرانی، محکوم اقوام اور خاص کر مشرقی محکوم اقوام کے ساتھ برتاؤ اور دنیا کی فتح کی خواہش کی بابت اپنا نظریہ بتا دیا تھا۔ لیکن پھر بھی دنیا کی وہ تمام قومیں جو جنگ شروع ہوتے ہی شریک نہیں ہوئیں برابر یہ سمجھتی رہیں کہ یہ جنگ محدود رہے۔ امریکہ نے اس مقصد سے کہ وہ جنگ سے الگ رہے ایکٹ غیر جانب داری پاس کیا۔ لیکن بتدریج اس کی تنسیخ کرنی پڑی۔ ناروے اور ڈنمارک ہالینڈ، بلجیم اور بلقانی ریاستیں یہاں تک کہ روس بھی یہ سمجھتا رہا وہ اپنے آپ کو جنگ سے علٰحدہ رکھ سکتا ہے لیکن ہمیں اچھی طرح سے معلوم ہے کہ ان ممالک کا کیا حشر ہوا۔ انھوں نے یہ نہ سمجھا کہ ہٹلر کا یہ طریقہ ہے کہ ہر ملک پر ایک ایک کر کے حملہ کرتا ہے، اور لوگوں میں یہ بات درجہ یقین کو پہونچا دیتا ہے کہ اسکا ہر جارحانہ اقدام آخری ہے اور یہ کہ ہر قوم اپنے آپ کو جنگ سے علٰحدہ رکھ کر اپنے آپ کو تباہی اور بربادی سے بچا سکتی ہے۔ ہٹلر جانتا تھا کہ سب سے پہلی کارروائی جو دشمن کے خلاف کی جائے وہ یہ ہے کہ اس کا استقلال غارت کر دے۔ اور اس جنگ کے شروع ہونے کے بہت دنوں پہلے ہی سے اس نے اس سلسلہ میں کارروائی شروع کر دی تھی اس نے دیدہ و دانستہ اس بات کی کوشش کی کہ رائے عامہ میں اختلاف پیدا کر کے خوف و ہراس کا عالم پیدا کر دے اور اس طرح اس نے لوگوں میں وہ ذہنیت پیدا کر دی کہ وہ ہر قسم کا نقصان برداشت کرنے کے لئے تیار تھے لیکن جنگ کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس نے اپنے مخالفین کی کمزوریوں پر خوب سوچ بچار کیا اور ایک کو دوسرے کے خلاف لڑا کر اور ان میں خوف و ہراس پیدا کر کے اس نے ان ممالک کی قوت کو توڑنے کی کوشش کی اس نے ہر ملک میں اپنے پٹھو بنائے لیکن مجھے امید ہے کہ وہ ہندوستان میں اپنے پٹھو تیار کرنے میں کامیاب نہیں ہوا ہے آغاز جنگ سے پیشتر وہ بین الاقوامی سیاست میں جنگی چالوں اور پروپگنڈے کے کھیل کھیلتا رہا اس بارے میں نازیوں کو مکار اور دروغ گو کہنے سے یا ہٹلر پر نکتہ چینی کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ یہ اس کی پالیسی اور جنگی چالوں کا لازمی جز ہے۔ لیکن ہمیں اس امر کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ ہر ملک کو اس وقت تک تذبذب میں رکھنے اور پھوٹ ڈالنے کا طریقہ جب تک کہ وہ ان کا خاتمہ نہ کر دے لوگوں کے دماغ میں اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور ہمیں اس کا سد باب قومی یکجہتی اور قومی استقلال سے کرنا چاہئے۔

محوری طاقتوں کے مقبوضہ ممالک کے علاوہ اب ساری دنیا بالآخر اس حربہ کے خطرات سے بہ خوبی واقف ہو گئی ہے۔ مغرب اور مشرق میں وسیع سمندروں سے محفوظ ہونے کے باوجود اب امریکہ پورے طور پر مسلح ہونا کیوں ضروری سمجھتا ہے اور باوجود اس کے کہ ابھی تک اس نے محوری طاقتوں کے خلاف اعلان جنگ نہیں کیا ہے پھر بھی وہ ہمہ تن جنگ کرنے کو تیار ہے؟ یہ اس لئے نہیں کہ اسے یورپ کی جنگ سے کوئی دلچسپی ہے یقینی طور پر یہ اس وجہ سے بھی نہیں کہ وہ اس جنگ میں جس کو لوگ شہنشاہیت کی جنگ کہتے ہیں

کسی ایک فریق کی طرفداری کرنا چاہتا ہے امریکہ خواہ وہ اسے پسند کرے یا نہ کرے اس جنگ میں شرکت کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اس جنگ کے نتیجہ پر نہ صرف یورپ کی قسمت کا دارومدار بلکہ آنے والی نسلوں کی بہبودی بھی اسی کے نتیجہ پر منحصر ہے۔ صدیوں میں ہم نے انسانی زندگی اور اس کے کردار کے چند معیار بنائے ہیں اور آئندہ ترقی اور بہبودی کے لئے ہم انہیں پر امیدیں لگائے بیٹھے ہیں۔ لیکن نازی طرز حکومت ہماری تمام امیدوں پر پانی پھیر دینا چاہتا ہے اور نازیوں نے خود اس کا دعویٰ کیا ہے اور امریکہ اور تمام دنیا اس امر کو بخوبی جانتی ہے کہ مل جل کر اور اتحاد عمل کے ساتھ اس کے ان تمام ارادوں کو خاک میں ملایا جا سکتا ہے۔

خود جرمنی میں اور یورپ کے مقبوضہ ممالک میں جو مظالم ڈھائے گئے ہیں ان سے ہم اچھی طرح واقف ہیں۔ وہاں نظر بندوں کے کیمپ اور قتل و پھانسی کی سزائیں عام ہیں۔ لیکن جسمانی تکلیف پہنچانے اور اقتصادی لوٹ مار کرنے کے علاوہ نازیت میں ایک بدترین نقص اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ نازیت اخلاق اور مذہب کی جگہ حکومت یا جرمن حکومت اور اس کے لیڈروں کو دینا چاہتی ہے۔ ۱۹۳۸ء میں ہٹلر نے کہا تھا کہ "مذہب کا مستقبل بالکل تاریک ہے۔ اور جرمنی میں تو قطعی طور پر کسی مذہب کی کوئی گنجائش نہیں ہے"۔ یہاں ایک نازی دعا کا مفہوم درج کیا جا رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ "ہمیں تیری اور صرف تیری ہی بدولت روزانہ رزق ملتا ہے اے میرے فیورر میرے فیورر مجھے کبھی نہ بھولنا اور ہمیشہ اپنا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھنا اے میرے فیورر میرے فیورر میرے لئے مذہب اور روشنی تم ہی ہو۔ جنوری ۱۹۴۲ء میں جرمن ریڈیو نے بیان کیا کہ "ہم ہٹلر پر عقیدہ رکھتے ہیں اور بائبل تو ایک مردہ شے ہے حال ہی میں امریکہ کے صدر نے فرمایا کہ یہ پروٹسٹنٹ کیتھولک، اسلام، ہندو، بدھ اور یہودی مذہب کو یکساں طور پر مٹانے کا ایک منصوبہ ہے"۔ ذرا سوچئے کہ اس کے کیا معنی ہیں۔

حضرات! ہم نہ صرف ایک مظالم اور بے رحم دشمن سے لڑ رہے ہیں۔ بلکہ ایک ایسے دشمن سے لڑ رہے ہیں جو ساری دنیا میں ایک ایسا طرز زندگی قائم کرنے پر تلا ہے جو نہ صرف ہمارے ہر معیار کے برعکس ہے بلکہ قابل نفرت بھی ہے۔ ہمیں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ خواہ دوسروں پر کچھ ہی کیوں نہ آن پڑے خواہ امریکہ وسیع سمندروں کی وجہ سے محفوظ ہونے پر بھی خطرات کیوں نہ محسوس کرے جنگ ہم تک نہیں پہنچ سکتی۔ یہاں ہندوستان میں بیٹھ کر ہم دنیا کی صحیح حالت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ہم نے سالہا سال سے جنگ کی صورت نہیں دیکھی ہے۔ ہماری عورتوں اور بچوں کو اب تک قتل نہیں کیا گیا ہے۔ ہمارے گھر اب تک برباد نہیں کئے گئے ہیں۔ یہاں زیادہ تر لوگوں کو نہ تو جغرافیہ سے واقفیت ہے اور نہ ملکی حدود کے باہر دنیا کی بابت ہی کوئی علم ہے اور اگرچہ ہم اس بات کو تسلیم کرنے کو تیار ہیں کہ ہم حق بجانب ہیں اور ہٹلر کو شکست دینے میں ہم جو کوشش کریں گے وہ ہمارے لئے باعث عزت ہوگی۔ پھر بھی یہ یقین کرنا آسان نہیں ہے کہ ہم خود خطرے میں ہیں

اس ملک کی سب سے بڑی اور واحد جماعت کانگریس نے ساری جنگ اور رنگروٹوں کی بھرتی میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی پالیسی اختیار کی اور دوسری جماعت نے گو ذاتی اشتراک عمل کی اجازت دی پھر بھی مجموعی طور پر جماعتی حیثیت سے مدد دینے سے انکار کر دیا۔ جنگ میں ہندوستان جو کچھ بھی حصہ لے رہا ہے وہ واقعی قابل تعریف ہے لیکن ایک ایسے وقت میں جب اتحادی سب کچھ ہے وہ مختلف لیڈروں کی رائے پر چل رہے ہیں۔ اور اپنے اندر نفاق کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ "استقلال" کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ یہ ایک ایسی ہمت اور دلیری ہے جو لوگوں کے ایسے گروہوں میں پائی جاتی ہے جو ایک عام رشتہ میں بندھے ہوں اور جو ایک عام لیڈر کے معتقد ہوں۔ اس ملک میں سب لوگوں کو ایک عام رشتہ میں منسلک ہونا چاہئے تھا لیکن اس کے برعکس یہاں بہت سی جماعتیں ہیں اور بہت سے لیڈر ہیں اور اگر ہم اس کی حفاظت کرنے میں مناسب حصہ لینا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے اختلافات اور عدم اعتمادی کو دور کرنا پڑیگا۔ مسٹر چرچل نے جب پہلے پہل وزارت قبول کی تو انھوں نے برطانیہ کی رعایا کو اپنے ماضی پر اس وجہ سے زیادہ توجہ دینے سے منع کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا مستقبل بھی گنوا دیں۔

ہمیں اس سعی کا بھی خیال رکھنا چاہئے جو دشمن کو شکست دینے کے لئے ضروری ہوگی۔ جرمن افواج کو صرف اس لئے ناقابل شکست بتایا جاتا ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں خوف و ہراس پیدا ہو۔ روسیوں نے اس جھوٹ کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نازی کئی سال سے اس لڑائی کی تیاری کر رہے تھے۔ اور عام طور پر جہاں جہاں انھیں لڑنا پڑا ان کی فوج تعداد میں زیادہ تھی اور اسلحہ و سامان جنگ بھی انکے پاس بہت زیادہ تھا۔ جہاں برطانوی ہندوستانی اور نوآبادیات کی فوجوں نے جرمنوں کا برابر کی تعداد سے مقابلہ کیا ہے وہاں انھوں نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ان سے کہیں بہتر ہیں۔ اور سمندر پر قبضہ کرنے کیلئے بحری جنگ جس کے حالات سننے اور دیکھنے میں بہت کم آتے ہیں۔ لیکن جس میں یقینی طور پر لیکن آہستہ آہستہ ہمیں فتح ہوتی جاتی ہے۔ ہٹلر جیسا کہ اسے امید تھی کہ وہ اطلانٹک کی لڑائی جیت کر برطانیہ کو فاقہ کشی پر مجبور کر دیگا۔ اپنے منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ درحقیقت اب ہر مہینہ میں بہت کم برطانوی اور اتحادی جہاز ڈبوئے جاتے ہیں اور ہم وقتاً فوقتاً بحر روم یا یورپ کے مغربی ساحل سے دور جرمنی کے تجارتی بیڑوں کو غرق کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں وزیر اعظم برطانیہ نے ہمیں دو خوشخبریاں سنائی ہیں پہلی خبر یہ ہے کہ برطانوی بحری بیڑے نے بحر ہند اور بحر الکاہل میں بہت ہی طاقتور جنگی جہاز بھیجے ہیں اور دوسری خبر یہ ہے کہ ہمارے ہوائی جہازوں کی تعداد قریب قریب محوری طاقتوں کے ہوائی جہازوں کی تعداد کے برابر ہو گئی ہے۔

لیکن ہمیں کوئی غلطی نہ کرنی چاہئے یہ صرف دو ہزار میل کا فاصلہ ہی نہیں ہے جو ہندوستان کو جنگ کے شعلوں سے بچائے ہوئے ہے۔ بلکہ ہماری فوجیں، اتحادیوں کی فوجیں اور سمندر پر ہمارا بحری بیڑا

اور شاہی ہوائی بیڑا دشمن کا راستہ روکے ہوئے ہے۔ آج کل کی جنگ میں ایک ہزار میل کا فاصلہ کچھ زیادہ نہیں ہے آپ کو یاد ہوگا کہ بہت ہی تھوڑے عرصہ میں لیبیا اور حبشہ میں بہت ہی زبردست فاصلہ طے کر لیا گیا تھا۔ سدی برانی اور کرن میں مورچے سر کرنے والوں کی دلیری، سنگاپور کی محافظتی فوج اور روسیوں کی دلیری اور قربانی کیوجہ سے ہندوستان اب تک محفوظ ہے۔ یہ ہیں وہ لوگ جو جنگ کو ہماری سرحدوں سے دور رکھنے میں مصروف ہیں اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان کو رسد اور کمک برابر بھیجتے رہیں۔

گذشتہ سال گورکھپور نے اس سلسلہ میں بے مثل خدمات انجام دی تھیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ دیرینہ فوجی روایات کے حامل نہیں ہیں۔ اور میں اسے بھی تسلیم کرتا ہوں کہ بہت سے رنگروٹ رد کر دیے جاتے ہیں کیونکہ ملیریا اور کالا آزار اور دوسری بیماریوں کیوجہ سے جسمانی حیثیت سے وہ فوجی ملازمت کیلئے موزون نہیں ہوتے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگ اس بارے میں مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ہندوستان کو موجودہ جنگ کے بعد جو درجہ حاصل ہوگا اس کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ ہمارا صوبہ اور اس کا ہر ضلع ہندوستانی فوج میں رنگروٹ بھرتی کرا کر اس فوج سے اپنا رشتہ قائم رکھے۔ مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ فنی (ٹیکنیکل) ٹیریننگ کے لئے ایک ہزار آدمی بھیج چکے ہیں اور میں بھی آپ کا ہم آواز ہو کر بی این ڈبلو ریلوے اور دوسرے کارخانوں کی اس امداد کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو انھوں نے دی ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ اور بھی کئی ہزار آدمی بھیجیں گے۔ اس سے دوران جنگ میں اور جنگ کے بعد بھی آپکے ملک کو فائیدہ پہونچے گا۔

یہ ظاہر ہے کہ ہم سب فوجی ملازمت نہیں کر سکتے پھر بھی جو لوگ گھروں پر ہیں وہ بھی مدد دے سکتے ہیں۔ سب سے پہلی ضرورت روپیہ کی ہے لیکن میں آپ کو اس سلسلہ میں اور مجبور کرنا ضروری نہیں سمجھتا ہوں۔ کیونکہ آپنے اس ضلع سے بہت کافی چندہ دیا ہے۔

آپ لوگوں نے جو چندے دیئے اس کی کل رقم قریب قریب ٦ لاکھ بائیس ہزار ہوتی ہے۔ جو شائد کانپور کو چھوڑ کر، حالانکہ یہ امر بھی یقینی نہیں ہے کہ آپ نے کانپور کو مات نہ کر دیا ہو صوبہ کے ہر ضلع کی چندہ کی رقم سے زیادہ ہے۔ کو آپریٹو بینکوں نے جو چندہ دیا ہے۔ اس کے لئے میں ان کے ممبران کا شکریہ ادا کر چکا ہوں اور خاص طور پر میں میونسپل بورڈ اور ان سب لوگوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جن سے ملنے کا آج مجھے اتفاق ہوا ہے۔ آپ کے ضلع کے نام سے ایک بمبار خریدا جا چکا ہے آپنے فخر کے ساتھ اس کے کارناموں کو سنا ہوگا۔ حال ہی میں آپ نے دوسرے بمبار کی خریداری کیلئے بیس ہزار پونڈ اور بھیجے ہیں۔ آپ کے اس چندہ کے لئے میں آپ کو تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں آپ لوگوں کو یہ سن کر تسلی ہوگی کہ جرمنی کو شکست دینے میں آپ لوگ براہ راست حصہ لے رہے ہیں

لیکن ہمیں اپنی کوششوں میں کسی طرح سے کوتاہی نہ کرنی چاہیئے ہمیں خاص طور پر ان لوگوں کے آرام کا خیال رکھتے ہوئے اپنی کوششوں کو جاری رکھنا چاہیئے جو ہمارے لئے ہماری لڑائی لڑ رہے ہیں۔ خواہ وہ ہندوستانی ہوں۔ برطانوی یا روسی ہمیں ان تمام لوگوں کی مدد کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے جو اس جنگ سے مصیبت میں پڑ گئے ہوں۔ اس صوبہ سے ہم نے ان لوگوں کی مدد کے لئے جنھیں انگلستان میں ہوائی حملہ سے نقصان پہونچا ہے، جو کچھ ہو سکا ہے کیا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اب وہاں دشمن کے ہوائی حملے قریب بالکل بند ہو گئے ہیں۔ لیکن روس کو مدد دینے کے لئے میں آپ سے خاص طور پر التجا کروں گا۔ یہاں بیٹھ کر ہمارے لئے ان مصائب کا اندازہ لگانا مشکل ہے جو ان بدنصیبوں کو برداشت کرنے پڑ رہے ہیں۔ اور ایک یا دو ہفتہ پہلے آپ میں سے کچھ لوگوں نے سر فلپ چیٹ ووڈ' ہندوستان کے سابق کمانڈر انچیف اور انگلستان کی ریڈ کراس کے موجودہ صدر، اور مسٹر چرچل کی ان تقریروں کو جو انھوں نے روسی فنڈ میں چندہ دینے کے سلسلہ میں ریڈیو پر نشر کی تھیں ضرور سنا ہوگا۔ ہر قسم کے آلات جراحی کی ضرورت ہے قریب قریب ۲,۰۰,۰۰۰ رگ پکڑنے والی چمٹیوں اور ۲,۰۰,۰۰۰ انجکشن لگانے والی سوئیوں کی ضرورت ہے ایک بات جو انھوں نے کہی اس سے مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی ان کی ضروریات کی اہمیت کا اندازہ ہو گیا ہوگا۔ صرف ایک دوا جس کی اوسط خوراک پانچ گرین ہوتی ہے انھیں ۱۶ ٹن چاہیئے ہندوستانی وزن کے مطابق یہ ۴۳۷ من یا ۱۷۴۸۰ سیر ہوتی ہے۔ اپنے متعلقین کے فرائض ادا کرنے کے بعد ہمیں ہر طرح سے ان لوگوں کی مدد کرنی چاہیئے جو نازی مظالم کا شکار ہوئے ہیں۔ اگر ریڈ کراس کی امداد کیلئے روسی فنڈ میں بھیجنے کیلئے آپ اپنے صوبہ کے جنگی اغراض بھیجنے فنڈ کے ذریعہ چندہ بھیجیں گے تو میں فوراً اسے انگلستان بھیجنے کا انتظام کروں گا۔ جہاں یہ روپیوں کی امداد پر صرف کیا جائے گا۔

لیکن رضاکارانہ ہی موجودہ پیمانہ پر جنگ کے مالی خرچ کا بار نہیں سنبھال سکتی اور نہ اس طریقہ سے ہندوستان میں لاکھوں آدمیوں کو اسلحہ سے لیس ہی کیا جا سکتا ہے چنانچہ اس مقصد کے لئے حکومت ہند کو قرض لینا پڑے گا جس کو ہر سال کم از کم سو کروڑ روپیہ کی ضرورت ہے اور اب تک جو روپیہ قرض جنگ سے وصول ہوا ہے وہ اس رقم سے بہت کم ہے ہم سب لوگ متواتر چندے نہیں دے سکتے لیکن ہم روپیہ پس انداز کر سکتے ہیں۔ خواہ وہ دس یا پانچ روپیہ ہی کیوں نہ ہو اور اسے بطور قرض دے سکتے ہیں۔ اور اسطرح اپنے ملک کی حفاظت میں معاون ہو سکتے ہیں۔ اس ضلع سے جو رقم قرضہ جنگ میں دی گئی ہے وہ بہت کافی ہے لیکن میں اسی بات پر زور دوں گا کہ آپ اس رقم کو اور بڑھائیں کیونکہ ایسا کرنے سے آپ نہ صرف آئندہ کے لئے کچھ پس انداز کر سکیں گے بلکہ آپ اس ملک کی حقیقی خدمت بھی کر سکیں گے۔

گورکھپور صنعتی ضلع نہیں ہے لیکن آپ نے مجھ سے اس کام کا ذکر کیا ہے جو سپلائی میں امداد دینے کی

غرض سے محکمہ کو اپریٹیو کر رہا ہے پھر بھی ایک اور کام ایسا ہے جس میں ہم مزید امداد دے سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنے گھر میں ایک محاذ قائم کریں۔ میں نے دشمن کے پروپیگنڈے کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ جن ممالک کو اس نے اپنا شکار بنانا چاہا وہاں لوگوں کے استقلال کو غارت کرنے کی اس نے ہر طرح کوشش کی ہیں نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ جب تک جنگ ختم نہ ہو جائے اس وقت تک ہمیں اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ دینا چاہیئے۔ لیکن ایک بات کی ضرورت اور ہے اور وہ یہ ہے کہ پست ہمتی کا سدباب کیا جائے۔ یہ چیز غلط افواہوں اور پروپیگنڈے سے پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ نے اپنے پبلیسٹی کے ادارے کی ان خدمات کا ذکر کیا ہے جو وہ صحیح خبریں دینے کے سلسلہ میں کر رہا ہے۔ لیکن اس خیال سے تساہلی پیدا ہو سکتی ہے کہ سوائے چندہ دینے کے ایک معمولی آدمی اور کچھ نہیں کر سکتا۔ ہم نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ "جرمن فتح حاصل کرنے کے مستحق ہیں ---- جمہوریتوں کے مقابلہ میں وہ بہت ہوشیار ہیں"۔ یا یہ کہ نازیوں کے تحت میں بھی ہم اس طرح (خوش) رہیں گے۔ یہ سب فضول باتیں ہیں۔ اور اگر ہم اس بات پر غور کریں تو بھی ہم کو یہ باتیں بکواس ہی معلوم ہوں گی۔ یہ تمام باتیں مجبوری اور مایوسی کی وجہ سے دماغ میں پیدا ہوتی ہیں آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اس کا سدباب کریں۔ سیوک گارڈوں کا ادارہ صرف اسی مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے بہت ممکن ہے کہ ہم کو جنگ میں عملی حصہ لینے کی نوبت نہ آئے۔ ہم امید کر سکتے ہیں کہ ہندوستان اور خاص کر صوبہ متحدہ بمباری کے ہیبتناکیوں سے بچ جائے گا۔ لیکن ایک سال پہلے جن چیزوں کو ہم ناممکن سمجھتے تھے وہ اب ممکن ہو گئی ہیں۔ ہر امکان کے لئے ہمیں انتظام کرنا چاہیئے اور موجودہ جنگ میں سب کچھ ممکن ہے۔

لہذا ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم میں سے وہ لوگ جو گھروں پر رہیں یہ سیکھنے کی کوشش کریں کہ ہوائی حملوں سے اپنے گھروں کو کیسے بچایا جا سکتا ہے اور کسطرح اس گڑبڑی کو روکا جا سکتا ہے جو ہوائی حملے کی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے اور اسوقت ہم کسطرح حکام کی مدد کر سکتے ہیں اگر ہم اپنی فوجوں کیساتھ اتحاد عمل کریں تو ہم وہ چیز پالیں گے جسکی تعریف لفظوں میں نہیں کیجا سکتی اور جو نہایت ہی بیش بہا ہے اسے "قومی استقلال" کہتے ہیں۔

حضرات! آپنے میرا جو استقبال کیا ہے اسکے اور آپ کے سپاس ناموں کے لئے میں آپ سب کا پھر سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس صوبہ کی مساعی جنگ میں اپنے اس ضلع سے جو بیش بہا امداد دی ہے اس کے لئے بھی میں آپ کا مشکور ہوں۔

ہز ایکسلنسی سر مارس ہایٹ کے سی۔ ایس۔ آئی سی۔ آئی۔ ای۔ آئی سی ایس گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو موصوف نے گورنمنٹ ملینیک فیکٹری جانسٹھ کے مزدوروں کے ایڈریس کے جواب میں ۲ جنوری ۱۹۴۲ء کو کی۔

حالانکہ ہندوستان اتحادیوں کی کافی جنگی امداد کر چکا ہے اور کر رہا ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اس کو بھی اس سے بہت کافی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ صنعت و حرفت کی اچھی خاصی ترقی ہوگئی ہے۔ کارخانوں میں مقررہ اوقات سے زیادہ کام ہو رہا ہے اور ضروریات جنگ کی چیزیں خریدنے کے لئے ملک میں باہر سے کروڑوں روپیہ آ رہا ہے اور کئی لاکھ روپیہ تو صرف برطانیہ سے آیا ہے جو اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ ٹیکس ادا کر رہا ہے۔ جنگی سامان کی تیاری بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ لیکن زمانۂ جنگ میں صرف روپیہ پیدا کر لینا ہی کوئی کمال نہیں ہے بلکہ جنگ کے لئے قربانیاں کرنا واقعی ایک بہت بڑا کمال ہے۔ قربانی ہی جنگی امداد کی روح رواں ہے۔ مجھے بہت ہی مسرت ہے کہ آپ لوگوں نے اگر ایک طرف جنگ سے فوائد حاصل کئے ہیں تو دوسری طرف جنگی فنڈ میں بڑی فراخدلی سے چندے بھی دئے ہیں۔ میں آپ کا تہِ دل سے مشکور ہوں کہ آج بھی آپ نے جنگی اغراض کے فنڈ میں نہایت ہی فیاضانہ طور پر چندہ دیا ہے۔ ابھی تک اس ملک میں ہم سے بہت زیادہ قربانیاں نہیں طلب کی گئی ہیں ہمارے فوجی سپاہیوں نے جو اپنے وطن سے دور ہیں۔ اس بہادری اور جوانمردی سے دشمن کا مقابلہ کیا ہے کہ ساری دنیا کی نظروں میں اس ملک کی وقعت بڑھ گئی ہے لیکن اب تک ہندوستان جنگ کے براہِ راست اثرات سے بالکل بچا ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ پٹرول کی کمی ہے لیکن پھر بھی جنگ کی وجہ سے اب تک ہم لوگوں کو بہت ہی کم تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

ہم اس وقت جس قدر محفوظ ہیں اُس کے لئے ہم کو اپنے اتحادیوں کے بہادر ملاحوں، سپاہیوں اور ہوا بازوں کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ لیکن اب وہ وقت آگیا ہے کہ جنگ کے شعلے خود ہمارے ملک کی سرحد کے قریب تر آتے جا رہے ہیں۔ برہما جو صرف چار سال پیشتر ہندوستان ہی کا ایک جزو تھا دشمن کے حملوں کا شکار ہو رہا ہے۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہندوستان کو قربانیوں کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے اور دنیا کی دوسری اتحادی قوموں مثلاً برطانیہ، روس، چین اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ساتھ ساتھ ذاتی قربانیاں کرکے محافظ تہذیب و تمدن کہلائے جانے کی کوشش

کرنی چاہیئے۔ اس ملک کے لئے اب وہ وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے اندر وہ سکون و یکجہتی پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کرے، جس کے بغیر شیطانی قوتوں کو شکست نہیں دی جاسکتی۔

ہز ایکسلنسی سر مارس ہیلیٹ۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو موصوف نے ۲؍ جنوری ۱۹۴۲ء کو جالسٹھ کی جنگی کمیٹی کے سپاسنامہ کے جواب میں کی۔

خواتین و حضرات۔

آپ نے میرا اور لیڈی ہیلٹ کا جس طرح خیر مقدم کیا ہے اس کے واسطے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ نے اس نازک موقع پر مدد کا یقین دلا کر مجھے اور بھی زیادہ مشکور کیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے واسطے مشکل زمانہ آرہا ہے۔ جن لوگوں نے مسٹر چرچل کا ریاستہائے متحدہ امریکہ کی کانگریس والا معرکتہ الآرا تازہ خطبہ پڑھا ہے اُن کی نظروں میں تو زمانہ کی نزاکت کے بارہ میں کوئی شبہ باقی نہ رہنا چاہیئے۔ مسٹر چرچل نے فرمایا ہے کہ ہمارے مدمقابل بہت بے رحم اور زبردست طاقتیں ہیں۔ جن بدخصالوں اور اُن کے گروہوں نے اپنے آدمیوں کو جنگ کے راستہ پر لگایا ہے وہ اسے بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر وہ ہتھیاروں کے بل بوتے پر فتح نہ حاصل کر سکے تو انھیں اس کا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔ اسی وجہ سے وہ کسی بات پر بھی قانع نہیں ہیں۔ اِن کے پاس ہر قسم کے اسلحہ بہت کافی تعداد میں ہیں۔ اعلیٰ قسم کی تربیت اور تعلیم یافتہ فوجوں کے علاوہ ان کے پاس بحری اور فضائی بیڑے بھی ہیں۔ انھوں نے اپنے منصوبوں اور ارادوں پر ایک عرصہ سے عمل درآمد شروع کر دیا ہے اور اب وہ تقریباً مکمل بھی ہو گئے ہیں۔ وہ لوگ عیاری اور طاقت سے حاصل ہونے والی کسی چیز پر بھی قناعت نہ کریں گے مسٹر چرچل نے یہ بھی کہا کہ اگرچہ ہمارے پاس دشمنوں سے کہیں زیادہ سامان جنگ اور آدمی مہیا کرنے کے وسیع ذرائع موجود ہیں مگر ابھی تک اُن کا صرف ایک حصہ کام میں لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہم دونوں (انگلستان و امریکہ) کو ابھی جنگ کے بے رحمانہ اصول اور طریقے سیکھنا باقی ہیں۔ ہمارے سامنے اب کٹھن زمانہ آرہا ہے۔ مسٹر چرچل نے اپنی تقریر ایسے لفظوں پر ختم کی جن سے مکمل بھروسہ اور اعتماد ٹپکتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ مجھے اس کا کامل یقین اور بھروسہ ہے کہ وہ زمانہ قریب آرہا ہے جبکہ برطانوی و امریکی قومیں اپنی و نیز تمام لوگوں کی حفاظت کی خاطر دست بدست شاہانہ طریقہ پر صلح و انصاف کی دنیا میں گامزن

ہوں گی ۔ اسی کامل بھروسے کے اظہار سے ہم لوگوں کی بھی ہمت بلند ہو جانی چاہیئے اور اُن طاقتوں کی فتح کا بھی ضرور یقین رکھنا چاہیئے جو کرۂ ارض کے ہر حصہ پر محوری طاقتوں سے لڑ رہی ہیں۔ اس فتح کے بعد ہمارے بہادر ہندوستانی سپاہی برطانوی - امریکی - روسی اور چینی سپاہیوں کے ساتھ دوش بدوش چلیں گے۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں نہ تو اس وقت تک امن قائم ہو سکتا ہے اور نہ فتح حاصل کی جا سکتی ہے جب تک کہ خون نہ بہایا جائے محنت نہ کی جائے۔ آنسو نہ بہائے جائیں اور پسینہ نہ بہہ نکلے۔

مسٹر چرچل کی تقریر سے میں نے جو اقتباسات پیش کئے ہیں ان سے مختصراً یہ پتہ چل جاتا ہے کہ محوری طاقتوں کو شروع شروع میں کیوں کامیابی حاصل ہوئی۔ اُنھوں نے اپنے لئے غیر معمولی طریقہ پر اس وقت مؤثر جنگی مشینیں تیار کر لی تھیں جب کہ امریکہ - برطانیہ و نیز ہندوستان کے نوجوانوں کو جنگ کو بُرا سمجھنے کی تعلیم دی جا رہی تھی اور ان لوگوں کو جنگی تعلیم کے بجائے امن و آشتی کا سبق پڑھایا جا رہا تھا۔ اس کے برعکس محوری طاقتوں کے نوجوانوں کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ جنگی تربیت حاصل کرنے پر فخر کریں اور جنگی اسلحہ کے تیار ہو جانے پر ہی دوسری قوموں پر اچانک حملہ کر کے اُنھیں محکوم بنانے کو ایک نیک کام سمجھیں۔ ان نوجوانوں کو اس قسم کی تعلیم و تربیت دے کر اور اُن کو مؤثر ہتھیاروں سے آراستہ کر کے اُن قوموں کے خلاف لڑنے کو بھیجا گیا تھا جو اُن کے مقابلہ میں غیر مسلح تھیں۔ ہمیں یہ یاد ہونا چاہیئے کہ راٹرڈم اور وارسا میں کیا ہوا تھا۔ وہاں ہزاروں شہری نہایت بے رحمی سے مار ڈالے گئے تھے۔ اس قبیح مثال کی پیروی میں جاپان نے بھی منیلا کے غیر محفوظ شہر پر حملہ کیا۔ رنگون پر حملہ کرنے سے اس کا مقصد فوجی عمارتوں کو ضایع کرنا نہیں تھا بلکہ شہریوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اسلئے مارنا مقصود تھا کہ ان میں خوف و دہشت پھیل جائے اور ملک کے لوگ خونریزی سے بچنے کے لئے ہتھیار ڈال دیں۔ ہمیں ان باتوں سے یہ اندازہ لگا لینا چاہیئے کہ اگر ہمارے دشمن یعنی جرمنی یا جاپان کے ہوائی بیڑے ہندوستان پر آئے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔

اس کے علاوہ یورپ میں جرمنی کی فتوحات کی ایک دوسری وجہ یہ تھی کہ جن ملکوں پر حملہ ہوا اُن میں اتحاد نہ تھا۔ اگر مغربی یورپ کی سلطنتیں برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ آغاز جنگ کے وقت ہی متحد ہو جاتیں تو نازیوں کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے بہت کچھ کیا جا سکتا تھا۔ یہ بات اور زیادہ یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اگر ریاستہائے بلقان متحد ہو کر بہادر یونانیوں کی مدد کرتیں تو محوری طاقتوں کو بحر روم کے مشرقی ساحل تک پہنچنے اور ہماری فوجوں کو جزیرہ کریٹ سے نکال لینے میں لوہے لگ جاتے۔ ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ برطانیہ عظمیٰ نے اتحاد کا سبق اس تاریک زمانہ میں سیکھ لیا تھا جبکہ فرانس نے ہتھیار

ڈال دیئے تھے یہ اتحاد ابھی تک قائم ہے۔ اور فتح حاصل ہونے کے وقت تک قائم رہے گا یہی نہیں بلکہ اتحاد کی اس سے بھی زیادہ ایک درخشاں مثال اور موجود ہے۔ گذشتہ چند ہفتوں میں اتحادی قوموں میں ایک ایسا مضبوط رشتہ قائم ہو گیا ہے جس کی امید ایک مہینہ پہلے نہیں تھی۔ آپ نے اس کانفرنس کا حال تو ضرور پڑھا ہوگا جو مسٹر چرچل اور مسٹر روزولٹ اور اُن کی حکومت کے مابین واشنگٹن میں ہوئی۔ اس سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ کس طرح ایک ایک کر کے جنوبی اور وسطی امریکہ کی سلطنتیں ریاست ہائے امریکہ سے متحد ہو گئی ہیں اور کس طرح سپہ سالار اعظم جنرل ویول نے چینیوں کے صدر مقام چینکنگ جاکر وہاں جنرل چیانگ کائی شک کے صدر مقام پر مخلوط اتحادی کونسل قائم کر دی ہے۔ اس کے علاوہ ماسکو میں بھی برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر ایڈن اور موسیو اسٹیلن کے درمیان گفتگو ہو رہی ہے۔ اور برطانیہ۔ ترکی و ایران کے نمائندے اور فوج کے اعلیٰ افسران بھی وہاں موجود ہیں۔ دونوں حکومتوں کی طرف سے جو کموینکے شایع ہوا ہے اس میں موسیو اسٹیلین و مسٹر ایڈن دونوں نے اس کا اعلان کیا ہے کہ ہر مسئلہ پر دونوں حکومتیں متحد ہیں۔ اس کی تصدیق ان بیانات سے بھی ہو چکی ہے جو واشنگٹن۔ برطانیہ اور روس سے شایع ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ ہم لوگوں کا معاہدہ موجودہ جنگ کے ختم ہونے کے بعد بھی قائم رہے گا اور اس کی وجہ سے ہم جنگ ہی کو کامیابی سے ختم نہ کر سکیں گے بلکہ نہایت ہی کامیابی کے ساتھ امن و امان کو بھی دوبارہ قائم کریں گے۔ جیسا کہ ہر بڑے لیڈر نے اس بات کو سمجھ کر زور دیا ہے کہ متحدہ سلطنتوں میں محض اتحاد عمل کا ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان ملکوں کو اپنی کوششوں میں اور اضافہ کرنا چاہیئے۔ ہمیں روز افزوں سامانِ حرب ملنا چاہیئے اور روزانہ ہماری حالت بہتر ہوتی جانی چاہیئے۔ ہمیں اپنے تمام ذرائع کو کام میں لانے میں وقت لگے گا اور اس دوران میں ہم کو گذشتہ دو سالوں کی طرح شکست مصیبت اور ہار کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ اب گذرے ہوئے زمانے پر نظر ڈالنے اور یہ کہنے سے کہ ہمیں اس جنگ کے واسطے اور زیادہ تیار رہنا چاہیئے تھا۔ کوئی فائدہ نہیں معلوم ہوتا۔ ہم اب تک حماقت کے شکار تھے اور خلاف امید یہ سمجھ رہے تھے کہ جنگ نہ ہوگی اور محوری طاقتوں کے علاوہ ہر طاقت نے ترک اسلحہ بندی پر عمل درآمد شروع کر دیا تھا۔ ملک کے دفاعی اخراجات میں کمی کا برابر مطالبہ ہوتا رہتا تھا اور ہندوستان کی مجلس قانون ساز کے اجلاس میں ہمیشہ یہ مطالبہ کیا جاتا تھا کہ دفاعی اخراجات اور کم کیئے جائیں۔ اگر ہم گذشتہ غلطیوں پر توجہ کریں گے تو مستقبل بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ ہم نے نہایت ہی افسوس کیساتھ جاپان کی ابتدائی فتوحات کا حال سنا ہے۔ ہم ان حملوں کی مدافعت کے واسطے وہاں بڑا فضائی بیڑہ رکھ سکتے تھے، مگر ایسا کرنے میں (یعنی اگر ملایا میں بڑا فضائی بیڑا ہوتا) ہم کو اس ہوائی بیڑے کو کم کرنا پڑتا جس نے لیبیا میں جرمن کی فوجوں کا قلع قمع کرنے میں نمایاں کام کیئے ہیں اور جو روزانہ جرمن

مقبوضات کے اسلحہ سازی کے کارخانوں اور بندرگاہوں پر بمباری کرتا رہتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہٹلر نے جاپان کو بحر الکاہل کے کنارے کے ممالک میں حکومت قائم کرنے کا لالچ دے کر لڑائی میں پھنسا دیا ہے۔ مگر ہٹلر نے یہ اس وجہ سے کیا ہے کہ وہ زبردست مشکلات میں پھنسا ہوا تھا۔ ان کے لئے یہ مشکلات صرف لیبیا ہی میں نہیں بلکہ روس میں بھی خاص طور سے درپیش تھیں۔ ہٹلر کو یہ امید تھی کہ قبل اس کے کہ امریکہ کی فوجیں تیار ہو کر میدان جنگ میں آسکیں وہ ہماری فوجوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے جاپان کی مدد سے کامیابی حاصل کرلے گا۔

روس کی جنگ میں نپولین کی طرح ہٹلر کی فوجوں کے ناقابل شکست ہونے کے ڈھونگ کا بھانڈہ پھوٹ چکا ہے جو کہ وزارت پروپیگنڈہ نے لوگوں میں رائج رکھا تھا۔ روس میں جب جرمنی آگے بڑھ رہا تھا اس دوران میں جرمنی کے کمونیکے اور اعلانات کا طرز یہ ہوتا تھا کہ جرمنی کو بہت جلد مکمل فتح حاصل ہو جائے گی۔ یہ ترکیب محض اس لئے تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جرمنی کو لاتعداد انسانوں اور سامان ونیز دوسرے وسائل پر قبضہ حاصل ہو جائے گا۔ مغرب میں کوہ قاف کی طرف اور جنوب میں ایران کے راستہ ہندوستان پر بڑھنے کی بجائے جرمنی ہر جگہ پیچھے ہٹ رہا ہے اور اس کا بھی امکان ہے کہ اسے شکست فاش ہو جائے۔ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے ہٹلر کے واسطے یہ لازمی ہو گیا تھا کہ وہ اپنی زیادہ سے زیادہ فوجوں کو حتی الوسع روس سے ہٹالے تاکہ وہ کسی دوسری جگہ حملہ کرسکے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے واسطے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ روس میں سامان کا پہنچنا بند کر دے۔ اور یہ صرف اس طریقہ پر ہو سکتا تھا کہ وہ برطانیہ اور امریکہ کو بحر الکاہل میں مدافعانہ لڑائی لڑنے پر مجبور کر دے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آیا ہٹلر کہیں اور حملہ کرنے کی کوشش کرے گا بھی یا نہیں اور اگر اس نے ایسا کیا تو کب کرے گا۔ ممکن ہے کہ وہ یا تو ترکی کے راستہ حملہ کرنے کی کوشش کرے یا وہ برطانیہ ہی پر حملہ کرے۔ ایک بات تو بالکل ظاہر ہے کہ وہ شکست سے بچنا چاہتا ہے اور لڑائی کو اور زیادہ پھیلانا چاہتا ہے انھیں پس منظروں کو پیش نظر رکھ کر ہمیں ملایا اور مشرق بعید کے واقعات کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ جاپان کا جنگ میں داخلہ بذات خود کوئی تنہا جارحانہ اقدام کی کوشش نہیں ہے۔ یہ واقعہ تمام دنیا میں محوری طاقتوں کے حملہ کی تصویر میں ٹھیک بیٹھتا ہے اور جاپان کی جنگ بھی اصولاً اسی جنگ کا ایک شاخسانہ ہے جو نازی ہوس عالمگیری میں کر رہے ہیں۔ اور اسی وجہ سے جاپان سے پہلے نازی جرمنی ہی کو شکست دینی چاہئے۔

موجودہ جنگ نے عالمگیر جنگ کی صورت اختیار کرلی ہے۔ خود برطانیہ عظمیٰ کو اپنی حفاظت کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں محوری طاقتوں کو افریقہ سے نکال باہر کرنا ہے

کیونکہ اس سلسلہ میں صرف یہی کافی نہیں ہے کہ اُن کو محض نہر سویز سے دور رکھا جائے بلکہ ہمیں یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ان کے قدم مغربی افریقہ میں نہ جمنے پائیں۔ ہمیں بہادر روسیوں کی مدد بھی اس طویل محاذ پر کرنی چاہیئے جو بحر منجمد سے بحر اسود تک پھیلا ہوا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو ہمیں مدد کیواسطے تیار رہنا چاہیئے کیونکہ اس کا امکان ہے کہ درہ دانیال اور ترکی کے راستہ ایشیا پر حملہ کرنے کی کوشش کیجائے۔ ان تمام باتوں کے باوجود ہندوستان کے نقطۂ نظر سے ہمیں ملایا اور مشرقی سمندروں کی مدافعت کرنی چاہیئے۔ ہم کو اس وقت تک بہادری اور ثابت قدمی سے ڈٹے رہنا چاہیئے جب تک کہ ہمارے تمام وسیع ذرائع پورے طور سے کام میں نہ آجائیں۔ ہمارے بہادر سپاہی مقابلہ پڑ رہے ہیں۔ انھوں نے ہانگ کانگ میں بہت بہادری سے مقابلہ کیا۔ اگرچہ آخر میں اُن کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔ مگر انھوں نے جاپانیوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ ہم کو چاہیئے کہ اُنھیں گرنے نہ دیں۔

خواتین و حضرات: یہ کام ہمارے سامنے ہے۔ ہمیں ہندوستان کو نازی حملے کا شکار ہونے سے بچانا چاہیئے۔ ہمیں شہریوں کو شیطانی طاقت سے نجات دلانے کا شرف حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہندوستان میں ہم سے ابھی تک کسی خاص قربانی کے پیش کرنے کے لئے نہیں کہا گیا ہے۔ ہم کو صرف معمولی قسم کی تکلیفیں پہنچی ہیں۔ اور بہت سے لوگوں نے روس۔ برطانیہ اور مفتوحہ یورپ کے لوگوں کی قربانیوں کو بہت ہی بے تعلقی کی نظر سے دیکھا ہے اور یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمیں ان کی سی مصیبتوں کا شکار نہ ہونا پڑے گا ہم علمی دلائل اور مختلف رائیں قائم کرنے میں اس طرح مشغول رہے ہیں کہ گویا ہمارے اردگرد جو ہو رہا اس سے ہم پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ اب یہ باتیں مفقود ہو جانی چاہئیں۔ ہماری سیاسی اور معاشرتی رائیں چاہے جتنی مختلف کیوں نہ ہوں مگر ہم کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ اب ہمارے سامنے ایک زبردست مسئلہ درپیش ہے اور ہمیں اس بات پر فخر کرنا چاہیئے کہ ہمارا وجود اس زمانہ میں ہے جبکہ ہم زمانہ کے سرد و گرم اور اُس کے اہم واقعات کو برداشت کر سکتے ہیں اور ان میں حصہ لے سکتے ہیں۔

صوبہ متحدہ میں ہم نے بہت کچھ کیا ہے اور ضلع مظفر نگر میں آپ لوگوں نے بہت کچھ کیا ہے۔ صوبہ متحدہ کے نام کا بمبار اور لڑاکو جہازوں کا علٰحدہ علٰحدہ ایک دستہ موجود ہے۔ ہماری فوجوں کے واسطے مستورات کی کارکن ٹولیاں ہر ماہ ہزاروں کی تعداد میں پہننے اور آسائش کی چیزیں تیار کر رہی ہیں۔ جنگی قرضہ میں بڑی بڑی رقمیں دی جا چکی ہیں۔ اس کے باوجود بھی ہم نے ابھی تک کافی کام نہیں کیا ہے حق بات تو یہ ہے کہ ہم نے ابھی بہت تھوڑا سا کام کیا ہے جس کے لئے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کوئی خاص قربانی نہیں کی ہے ہم ابھی تک موجودہ خطرات اور مسائل سے لاپرواہ ہیں چندوں کی گرانی اور فصل کی حالت سے ہم مشرقی سرحد پر آنیوالے خطرہ کے مقابلہ

میں زیادہ اثر لیتے ہیں اور سیاسی و فرقہ وارانہ مسائل میں قومی تحفظ کے مسئلہ سے کہیں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ جنگی مقاصد کے فنڈ کے بارہ میں مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگ اس میں فیاضی سے چندہ دیتے رہیں گے۔ مجھے فوجی بھرتی کے متعلق بھی کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ گاؤں سے لوگ برابر فوج میں بھرتی ہونے کے لئے آرہے ہیں اور آتے رہیں گے۔ وسیع پیمانہ کی موجودہ جنگ کا کام محض عطیوں یا ٹیکسوں سے نہیں چل سکتا [illegible] اس سلسلہ میں بڑی اور چھوٹی رقمیں بطور قرض کے لینی پڑیں گی۔ خواہ وہ دس دس اور پانچ پانچ روپیہ کی صورت میں ہی کیوں نہ ہوں ہم یہ رقم بچا کر جنگی قرضہ میں دے سکتے ہیں اور اس طرح ملک کی مدافعت میں بلا واسطہ مدد دے سکتے ہیں۔ ہمیں اس کے جاننے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم اپنے مکانوں کی کس طرح حفاظت کر سکتے ہیں۔ اس صوبہ میں ہوائی حملہ سے بچاؤ کا کام بھی بڑے زور شور سے شروع ہو گیا ہے۔ ہمیں اس کام میں پوری پوری مدد دینی چاہیئے۔ رنگون پر جب پہلے پہل ہوائی حملہ ہوا تو وہاں اس وجہ سے بہت زیادہ لوگ مارے گئے کہ لوگ سڑکوں پر چلے گئے تھے اور ان کو یہ نہیں معلوم تھا کہ ہوائی حملے میں بچنے کے سلسلہ میں پہلا ضروری کام یہ ہے کہ محفوظ جگہ میں چلا جانا چاہیئے۔ اس کے بعد کے حملوں میں بہت کم جانیں ضائع ہوئیں۔ ہم اپنے مکانوں کی حفاظت کرنے کا کام سیکھ کر بہت مدد دے سکتے ہیں اور مجھے مظفر نگر کے بارے میں یہ امید ہے کہ یہاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں لوگ ہوائی حملوں سے بچاؤ کے کاموں میں شریک ہوں گے۔ اور سیوک گارڈ بنیں گے۔

خواتین و حضرات:۔ اس موقع پر میں کوئی مفصل تقریر نہیں کر سکتا اور آخر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت اتحاد عمل۔ قربانی کرنے پر آمادگی اور ارادہ کی پختگی کی سخت ضرورت ہے۔ دنیا کی تاریخ میں کسی موقع پر بھی ان صفات کو بطور مثال پیش کرنے کی ضرورت اتنی نہیں پڑی تھی جتنی کہ اس وقت پڑی ہے اسکی ضرورت ایک یا دو ملکوں ہی میں نہیں بلکہ تمام دنیا میں درپیش ہے۔ ہندوستان میں ہمیں اسکی کوشش کرنا چاہیئے کہ ہم یہ مثال ان سپاہیوں۔ جہاز رانوں اور ہوا بازوں کے شایان شان پیش کریں جو ہمارے واسطے جنگ کر رہے ہیں۔

ہز اکسلنسی سر مارس ہیلٹ کے سی، ایس - آئی سی - آئی - ای - آئی سی ایس - گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو موصوف نے ۲۰ جنوری ۱۹۴۲ء کو الہ آباد میں بوائے اسکاؤٹس اور کیڈٹ ٹریننگ ڈویژن کے مجمع میں کی۔

ممکن ہے کہ کچھ ہی عرصہ کے بعد آپ کو خدمت گذاری اور جانفروشی کے موقعے ملیں۔ ہم اب تھوڑی دیر کے بعد اے۔ آر۔ پی کا مظاہرہ دیکھیں گے اور اس سے یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ جنگ جو بدی کی طاقتوں نے شروع کی ہے اب ہندوستان کے ساحلوں سے زیادہ دور نہیں ہے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آئندہ ہماری قسمت میں کیا لکھا ہے لیکن یہ سمجھ لینا بیوقوفی ہوگی کہ چونکہ لیبیا اور ملایا میں ہماری بہادر فوجوں کی دلیری کی وجہ سے اور روسی فوجوں کی بلکہ حقیقۃ یہ ہے کہ تمام اہل روس کی بہادری کی وجہ سے دشمن ابھی اس صوبہ سے سیکڑوں میل کے فاصلہ پر ہے لہذا اس کا قطعی امکان نہیں ہے کہ ہم ہندوستان کے وسطی علاقہ میں رہنے کے وجہ سے جنگ کی مصیبتوں میں گرفتار نہیں ہوں گے۔ اس لئے ہمیں محافظتی تدبیریں اختیار نہ کرنی چاہئیں۔ بوائے اسکاؤٹ ایسوسیئشن کا مقولہ ہے "تیار رہو"۔ اور دنیا کی تاریخ میں کبھی ایسا وقت نہیں آیا جب "تیار رہنے کی ضرورت بلکہ "پوری طرح تیار رہنے" کی ضرورت اس وقت سے زیادہ محسوس ہوئی ہو۔ باوجود اس کے کہ دنیا کے بہت سے حصوں میں جنگ نے نازی منصوبوں کے مطابق رخ نہیں بدلا، پھر بھی دشمن بہت طاقتور بہت [illegible] اور بہت سفاک ہے اور اس بات کے لئے تیار ہے کہ مذموم سے مذموم طریقے اختیار کرکے پوری دنیا پر اپنا تسلط جما لے۔ ہم جانتے ہیں کہ یورپ کے ان ملکوں کا کیا حشر ہوا جو نازی حملہ کے لئے تیار نہ تھے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جاپان نے غداری کرکے ایسی غداری کرکے جس کی مثال کسی تاریخ میں نہیں ملتی کتنی کامیابی حاصل کرلی ہے۔ اب ہمیں صرف احتمالات کی بنا پر ہی نہیں بلکہ امکانات کی بنا پر بھی پوری تیاری کرلینی چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم سب کو یہ یقین ہے کہ آخر میں فتح برطانیہ عظمٰی امریکہ، روس، چین اور اُن دوسرے ملکوں ہی کی ہوگی جو ان کی طرف ہیں لیکن بغیر تکلیف اٹھائے اور مصیبت جھیلے فتح حاصل نہیں کی جاسکتی اور ہم ہندوستان میں بھی وہی مصیبتیں اٹھا سکتے ہیں جو دوسرے ملکوں کے لوگوں نے اٹھائی ہیں۔ میرا یہ مصمم ارادہ ہے کہ ہم صوبہ متحدہ میں وہ سب باتیں کرینگے جو ہم کرسکتے ہیں نہ صرف ایسے افسر اور سپاہی دیکر جن کی فوجوں کو ضرورت ہے یا ایسے آدمی دیکر جو فیکٹریوں، کارخانوں

اور اسلحہ سازی کے کارخانوں میں فوجی سپاہیوں کے برابر اہم خدمات انجام دے رہے ہیں جنگی مصارف کو پورا کرنے کے لئے وہ چندہ یا قرضہ دیگر جو ہم دے سکتے ہیں بلکہ اس کے علاوہ پورے صوبہ میں اور خاص کر بڑے بڑے شہروں کی محافظت کے لئے ہم خاص انتظامات بھی کریں گے اسی مقصد کے مدنظر ہم نے چند ماہ سے شہری محافظ مقرر کئے ہیں اور ہوائی حملوں سے احتیاط کی جماعتیں بھی قائم کی ہیں۔ اسی مقصد کے مدنظر ہم نے کام بھی مزید سرگرمی سے شروع کر دیا ہے۔ آج کے مظاہرہ سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ ہوائی حملہ کے وقت فرائض کی انجام دہی کے لئے آپ نے یہاں الہ آباد میں کسی قسم کی ٹریننگ حاصل کی ہے۔ ہم نے بہت کچھ کام کر لیا ہے اور میں ان تمام حضرات کا احسان مند ہوں جو اپنی فرصت کا وقت نکال کر اے، آر، پی، اور شہری محافظت کے کام میں شرکت کرتے ہیں۔ لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ ہمیں اے، آر، پی کے کارکنوں کی اور ضرورت ہے اور مجھے امید ہے کہ بہت سے لوگ بلا لحاظ اس کے کہ ان کے سیاسی نظریے کیا ہیں یا وہ کس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اس طرف اپنے قدم بڑھائینگے اور شہری آبادی کو خصوصاً عورتوں اور بچوں کو ان مصیبتوں سے نجات دلانے کے اہم ترین کام میں شریک ہوں گے جو دشمن ان پر نازل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ رنگون میں جو واقعات پیش آئے ہیں۔ ان سے ہمیں بہت سبق مل سکتا ہے۔ وہاں سیکڑوں آدمیوں کی جانیں اس وجہ سے تلف ہوئیں کہ لوگوں نے خطرہ کو محسوس نہیں کیا اور وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ انھیں اپنی محافظت کے لئے کیا کرنا چاہئے تھا۔ اگر وہ اپنے مکانوں میں چلے جاتے یا کسی جھونپڑی ہی میں پناہ لے لیتے تو وہ بموں سے جو جاپانیوں نے گرائے تھے۔ اور ان کے ٹکڑوں سے محفوظ رہتے ہمیں اس کا انتظام کرنا چاہئے کہ صوبہ متحدہ میں لوگ اس قسم کی لاعلمی کی وجہ سے نہ مریں اور نہ زخمی ہوں۔ اور ہر شخص کو وہ طریقے جن میں سے بعض تو بہت ہی آسان ہیں معلوم ہوں تاکہ ان پر عمل کر کے وہ خود اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو بچا سکیں آگ بجھانا یا دشمن کے بموں سے گرے ہوئے مکانوں سے لوگوں کو نکالنا اور زخمیوں کی مدد کرنا، اور اسی قسم کے دیگر کاموں کے علاوہ جن کی اے۔ آر۔ پی کی جماعتوں کو ٹریننگ دی جا رہی ہے اس عملہ کا ایک ضروری کام یہ بھی ہے کہ ان کے محلہ میں ہر شخص کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہوائی حملہ کے وقت اسے کیا کرنا ہے۔ پروپیگنڈہ بہت ضروری ہے۔ اے۔ آر۔ پی کا کام ایسا کام ہے جس میں سب کو حصہ لینا چاہئے لیکن تمام آدمی اس وقت تک اس کام میں حصہ نہیں لے سکتے۔ جب تک کہ انھیں یہ نہ معلوم ہو کہ انھیں کیا کرنا ہے۔ اگر انھیں اپنا اپنا کام معلوم ہو تو کوئی گڑبڑ نہ ہو گی اور اگر لوگوں میں کچھ بے چینی پیدا بھی ہو تو بھی اس کی وجہ سے جو تکلیفیں ہوتی ہیں وہ نہ ہوں گی۔ اس کام میں بوائے اسکاؤٹ حصہ لے سکتے ہیں اور وہ حصہ لینگے۔

قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر ختم کروں میں ان لوگوں کو جو آج یہاں نرسنگ ڈویژن کی تنظیم اور ٹریننگ کے ذمہ دار ہیں اور اُن لوگوں کو جو اس کے ممبر ہیں تہِ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں میرے خیال میں یہ ڈویژن صوبہ بھر میں سب سے بڑا ڈویژن ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ سکنڈ نرسنگ ڈویژن میں ۵۲ اور کیڈٹ ڈویژن میں ۱۸ ممبر ہیں یہ ایسی تعداد ہے جس پر الٰہ آباد کو فخر کرنا چاہئے مجھے معلوم ہے کہ ٹریننگ دینے کے لیے بہت عمدہ طریقے اختیار کئے گئے ہیں اور یہ کہ ممبران نے جملہ ۳۶ ۵۵ گھنٹے تک ہسپتالوں میں کام کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ تمام ممبروں کو اے۔ آر۔ پی کے کام میں کچھ نہ کچھ حصہ لینے کیلئے ٹریننگ دی گئی ہے اور واقعی یہ بہت اچھا ہے خواہ امن کا زمانہ ہو یا جنگ کا ہمیں بہت سی نرسیں نہیں مل سکتیں ہمارے صوبہ میں اُنکی تعداد بہت ہی کم ہے۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں ہمارے لئے یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ آئندہ کیا واقعات پیش آئیں گے۔ ممکن ہے کہ اس صوبہ میں ہوائی حملے نہ ہوں لیکن ہم سے ان بیماروں اور زخمیوں کی تیمارداری کے لئے نرسیں دینے کیلئے کہا جائے جو دوسری جگہوں سے یہاں بھیجے جائیں۔ اس کے علاوہ فوجی ہسپتالوں کے لئے نرسوں کی بہت ضرورت ہے۔ جنگی خدمات کے علاوہ ایک نرسنگ ڈویژن اور بہت سے مفید کام کر سکتا ہے اور وہ لوگ بھی جو اپنا پورا وقت نہیں دے سکتے عورتوں اور بچوں کو مدد دیکر بہت سی خدمات کر سکتے ہیں۔ زچاؤں اور بچوں کی بہبودی کے کام کو جنہیں مجھے اور لیڈی ہیلٹ کو بہت دلچسپی ہے بڑی حد تک بڑھایا جا سکتا ہے۔ اُسے کافی ترقی دی جا سکتی ہے اور اُس کام کو ضرور بڑھانا اور ترقی دینا چاہئے۔ ایسے کاموں میں نرسنگ ڈویژن بہت کافی حصہ لے سکتا ہے۔

ہز اکسلنسی سر مارس ہیلٹ۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای آئی۔ سی۔ ایس۔ گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو انہوں نے ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۴۲ع کو راجہ صاحب امیٹھی کے سپاسنامہ کے جواب میں کی۔

یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اخلاقیات و مذہب پر حملہ آور ہونے والے کو شکست دیں اور اس کام میں ہم کو اچھے لوگوں کے دوش بدوش لڑنے کا شرف حاصل ہے۔ اس لئے

میں اغراض جنگ کے متعلق بہت بحث و مباحثہ ہوا ہے مگر ہندوستان کے باہر اور کسی ملک میں اس قسم کا کوئی بحث و مباحثہ نہیں ہوتا بلکہ یہ بات بالکل صاف ہے کہ کون سے مسائل درپیش ہیں بتایئے کیا اس سلسلہ میں ہمارا فرض یہ ہے کہ "ہم نازیت کو دنیا پر چھا جانے دیں یا اسکو شکست دینے میں ہم اپنا تن - من - دھن - سب کچھ لگا دیں"؟ صرف یہی ایک سوال ہے اور اس کا صرف ایک ہی جواب ہو سکتا ہے یعنی ہرگز نہیں - محوری طاقتوں کو شکست دینے میں ہم کو اپنی پوری کوشش کرنی ہوگی - ہم لوگ بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ اب تک ہم پر براہ راست حملہ نہیں ہوا ہے - ہم نے ابھی تک نہ تو وہ قربانیاں کی ہیں اور نہ اتنی مصیبتیں اٹھائی ہے جتنی کہ دوسروں نے ہمارے واسطے برداشت کی ہیں - روس کی زبردست فتوحات اور افریقہ و نیز سمندر اور فضا میں خود ہماری اپنی فتوحات سے ہماری طاقت اتنی زبردست اور مضبوط ہو گئی ہے کہ ایک سال پہلے ہم کو اسکی کوئی امید نہیں تھی - ہم اب تنہا نہیں ہیں بلکہ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور دوسری پچیس قوموں نے اس کا عہد کر لیا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ مل کر اس لڑائی میں فتح حاصل کر کے رہیں گی - لیکن اب لڑائی اس ملک کے اتنے زیادہ قریب آ گئی ہے کہ ہم اب اپنے کو سوچ کر دھوکا نہیں دے سکتے کہ اس میں جلد فتح حاصل ہو جائیگی یا بلا سخت کوشش کئے ہوئے اور بغیر اتحاد کے فتح حاصل ہو جائیگی کیونکہ اتحاد ہی وہ بنیاد ہے جس پر ہم اپنی تمام کوششوں کی عمارت کھڑی کر سکتے ہیں -

ہز اکسلنسی سر مارس ہیلٹ کے - سی - ایس - آئی - سی - آئی - ای - آئی - سی - ایس گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو انھوں نے مرچنٹس چیمبر کانپور کے دسویں سالانہ عام جلسہ میں ۱۰ فروری ۱۹۴۲ء کو کی

جناب صدر و معزز حضرات -

جیسا کہ آپ کے صدر نے کہا ہے ہم ایک نہایت ہی نازک دور سے گذر رہے ہیں - فرانس کی شکست کے بعد ۱۹۴۰ء سے اس تیرہ و تار زمانہ میں جب کہ صرف دول

برطانیہ نازی حکومت کی پوری طاقت کا مقابلہ کرنے کے لئے تنہا رہ گئی تھی تو اس زمانہ میں خطرات بہت زیادہ تھے اور اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب برطانیہ کا محفوظ رہنا بہت دشوار ہے۔ ہمارے صرف چند دوستوں کو جس میں امریکہ بھی شامل ہے یہ یقین تھا کہ برطانیہ مقابلہ میں ڈٹا رہے گا اور اگر برطانیہ کو شکست ہو گئی ہوتی تو اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ جس میں یہ ملک بھی شامل ہے فتح کر لیا گیا ہوتا اگر پرل ہاربر اور دوسرے امریکی مقبوضات پر جاپانی جنگی ناخداؤں کے غدارانہ حملے نے اُن خطرات کی طرف سے امریکہ کی آنکھیں اور اچھی طرح کھولدیں جو خود ان کو پیش آنے والے تھے۔ یہاں ہندوستان میں فاصلہ کے طلسماتی دہوکہ میں پڑکر ہم نے فرانس کی شکست اور ڈنکرک سے اپنی فوجوں کی پسپائی کو نہایت ہی بے تعلقی کی نگاہ سے دیکھا جو کہ بالکل ناروا تھا۔ کیونکہ اسوقت ہم کو اور خود ہندوستان کو آجکل کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خطرہ لاحق تھا۔ اب جبکہ لڑائی مشرق میں برہما تک آگئی ہے تب اس ملک کو لڑائی کے نتائج کا پورا پورا احساس ہوا ہے۔ آپ نے اپنے ایڈریس میں لڑائی کی صورت حال کی تبدیلی ــــــ سے لوگوں کی رائے میں جو تغیر ہوا ہے اُسے بیان کیا ہے لیکن ابھی تک لڑائی کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں ہوا ہے۔ یہ لڑائی ایسی ہے جس میں ایک طرف محوری طاقتیں تمام دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اور دوسری طرف جمہوریتیں اپنی حفظ و بقا کے لئے آخر دم تک لڑنے کو تیار ہیں۔ لڑائی کی یہی نوعیت شروع میں تھی اور یہی اب بھی ہے۔ جہانتک ہندوستان کا تعلق ہے اس لڑائی میں صرف اتنا فرق ہوا ہے کہ لڑائی اس کی سرحدوں کے قریب آگئی ہے۔

آپ کے صدر نے مطمئن ہو کر بیٹھ رہنے کے خطرات کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے۔ مجھکو ان سے پورا پورا اتفاق ہے لیکن میں اتنا اور عرض کروں گا کہ شکست خوردہ ذہنیت کے خطرہ سے جو اس کے برابر کا خطرہ ہے آپ کو متنبہ کردوں۔ اہل برطانیہ کے خلاف وقتاً فوقتاً ضرورت سے زیادہ مطمئن ہونے کا الزام لگایا گیا ہے جو کہ کسی حد تک صحیح بھی ہے لیکن مسٹر چرچل کی زبردست تقریریں ہمیشہ اس جذبہ کی مخالفت کرتی رہیں اور وہ ہمیشہ اس نظریہ کے بھی خلاف رہے کہ فیصلہ کن فتح آسانی سے حاصل کرلی جائے گی خون۔ محنت۔ آنسو اور پسینہ۔ یہ ہیں وہ چیزیں جو انھوں نے پیش کی تھیں اور انھوں نے اس بات کو کبھی پوشیدہ نہیں رکھا کہ علاوہ ان مذکورہ بالا طریقوں کے کسی اور طریقہ سے بھی فتح حاصل

کیجا سکتی ہے۔ اہل برطانیہ نے کبھی بھی شکست پسندی کے جذبہ کا ذرہ برابر بھی اظہار نہیں کیا آپ لوگوں میں سے وہ لوگ جن کو انگلستان سے خط و کتابت کرنے کا موقع ملتا ہے اس بات سے نہایت متعجب ہوں گے کہ برے سے برے وقت میں بھی برطانیہ کے تمام لوگوں کو یقین کامل تھا کہ آخر میں فتح انھیں کی ہو گی اور اٹھارہ مہینہ قبل کے مقابلہ میں اسوقت تو یقیناً شکست پسندی کے جذبہ کے موجود ہونے کے بہت کم اسباب ہیں اُسوقت ہم بالکل تنہا تھے لیکن اب ہمارے وسائل نہایت وسیع ہیں اور ہمارے ساتھی نہایت طاقتور ہیں۔ نازیوں کے ناقابل شکست ہونے کا دعویٰ بالکل باطل ثابت ہو چکا ہے۔ روسی نہایت بہادری سے جرمن فوجوں کو پسپا کر رہے ہیں اور ہٹلر کا بحر اطلانٹک کی لڑائی کو جلد فتح کر لینے کا خواب بھی ابھی تک شرمندہ تعبیر نہیں ہوا۔ ہم نے سخت زکیں اٹھائی ہیں اور اب بھی اٹھا رہے ہیں۔ مشرق بعید کی حالت یقیناً بہت نازک ہے وہاں ہم وقت حاصل کرنے کے لئے جنگ کر رہے ہیں تاکہ اس دوران میں ہم اپنے وسیع ذرائع کو کام میں لا سکیں اور اپنی فوجیں لڑائی کے میدان میں بھیج سکیں ہم کو یہ خیال نہ کر لینا چاہیئے کہ فتح بغیر تمام اتحادی قوموں کی انتھک کوششوں اور قربانیوں کے حاصل ہو سکتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہمکو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ہمارے دشمنوں کو بھی دقتوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جو کہ ممکن ہے کہ ہماری ہی دقتوں کے برابر ہوں یا ہماری دقتوں سے کہیں زیادہ ہوں۔ جرمنی کو مفتوحہ یورپ کو قابو میں رکھنا ہے اور چین ابھی جاپان کو کافی زک دے سکتا ہے۔ آخری فتح کا مجھے پورا یقین ہے اور ہم کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ لڑائی کے ہماری سرحدوں کے قریب آجانے سے کہیں محوری طاقتوں کے گندے پروپیگنڈے کے جراثیم ہم میں نہ سرایت کر جائیں اور ہم میں شکست خوردہ ذہنیت نہ پیدا ہو جائے جو ضرورت سے زیادہ مطمئن ہونے کے جذبہ سے زیادہ خطرناک ہے اور یقیناً اتنی ہی ناپسندیدہ بھی ہے۔

جناب! آپ نے سیاسی حالت کے متعلق کوئی اظہار خیال نہیں کیا ہے کیونکہ جیسا آپنے کہا ہے کہ ایک ایسے جلسہ میں جیسا کہ یہ ہے یہ مناسب نہیں کہ شخصی رائے کا اظہار کیا جائے اور میں بھی ملک کی سیاسی حالت پر رائے زنی کرنا پسند نہ کرتا۔ میں آپ کے اس خیال کی نہایت خلوص کے ساتھ تائید کرتا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا

ہے کہ ہم قومی مفاد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور جماعت وملت۔ کا امتیاز کئے بغیر ہر ممکن تیاری کریں۔ آپ نے حقیقت کو سمجھنے کی ضرورت کے بارے میں کہا ہے اور حقیقت کے سمجھنے کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ ان واقعات کا تجزیہ کیا جائے جن کی وجہ سے اس وقت تمام دنیا اور ہندوستان اپنی اس حالت میں ہے۔ اس کا مطلب دراصل یہ ہے کہ ہم اپنی موجود حالت کا صحیح صحیح اندازہ کریں اور صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے مناسب کارروائی کریں۔ یہ ایک تعمیری طریقہ ہے نہ کہ تخریبی۔ مسٹر ونسٹن چرچل جب پہلے پہل وزیر اعظم ہوئے تو انھوں نے یہ ضروری سمجھا کہ وہ اہل برطانیہ کو اس بات سے متنبہ کردیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ماضی اور حال کے جھگڑے میں پڑکر مستقبل کو بھی کھو بیٹھیں۔ یہاں ہندوستان میں بھی ہم لوگوں کیواسطے یہ ایک عمدہ نصیحت ہے اور مجھکو اس کا یقین ہے کہ اگر مشترکہ خطرہ کے خیال سے ہم وقتی طور پر اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھدیں تو اس مسئلہ کا فیصلہ کرنے میں کئی گنی آسانی ہوجائے گی۔

آپ کے صدر نے سول ڈفنس کے نہایت اہم مسئلہ کا ذکر کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ میں کل اس ترقی کو جو کانپور نے شہری حفاظت کے سلسلہ میں کی ہے تھوڑا بہت دیکھ سکوں گا۔ اور میں بذات خود اس کو بڑی بدقسمتی سمجھوں گا اگر کلکتہ کے شہری حفاظت کے طریقہ کی طرح اس صوبہ میں بہت پیشتر ہی سے مکمل انتظامات نہ کرلئے گئے ہوں گے۔ اس ملک میں فی الحال کلکتہ سب سے زیادہ خطرہ میں ہے اور اسلئے بچاؤ کے ضروری سامان کا سب سے پہلے حقدار ہے لیکن اس کا کسی صورت سے بھی یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اپنی قابلیت اور وسائل کو اپنے امکان بھر کام میں نہ لادیں اور ہم یہی کرنیکی کوشش کررہے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ اس جنگ میں ہم کو اُن چیزوں کا مقابلہ نہیں کرنا ہے جو فوراً ہی واقع ہوسکتی ہیں بلکہ اُن کا مقابلہ کرنا ہے جو ممکن ہے کہ آئندہ چل کر ظہور پذیر ہوں ایک سال پہلے اس کے ذرا بھی امکانات نہیں معلوم ہوتے تھے کہ پرل ہاربر پر حملہ کیا جائیگا یا رنگون پہ بمباری کیجائیگی ایک ہوشیار اور قابل اے۔ آر۔ پی کے عملہ کے قائم کرنے میں نہ صرف چند دن بلکہ کئی مہینے اور غالباً کئی سال درکار ہوتے ہیں اور ہم کو اپنی تیاریاں جس قدر جلد ممکن ہوسکے مکمل کرلینی چاہئیں اور ایسا کرنے کا میرا مصمم ارادہ ہے۔

مقامی جماعتوں کے تعاون کے بارے میں آپ نے خود ایک اور بات کا ذکر کیا ہے۔ شہری حفاظت وہ حفاظت ہے جو ایک عام آدمی خود اپنے گھر کی کرے۔

حکومت مدد کر سکتی ہے اور کریگی حکومت مشورہ دے سکتی ہے اور دیگی لیکن عملہ مقامی رضا کاروں پر ہی مشتمل ہونا چاہیئے۔

ہر شخص کو اپنی جان و مال گھر اور بیوی بچوں کی حفاظت کرنا اپنا فرض خیال کرنا چاہیئے ہر شخص کو اپنی حفاظت آپ کرنے کے معمولی اصول سیکھنے چاہیئے کیونکہ ہوائی حملوں سے جان اور مال کے نقصانات کا دار و مدار انھیں پر ہے مثلاً رنگون سے ہم کو اس بات کا سبق ملا ہے کہ پناہ گاہ میں چھپنا کس قدر ضروری ہے۔ یہ ایک بہت ہی آسان بات ہے یہاں کانپور میں کافی ترقی کر لی گئی ہے لیکن ابھی عملہ خصوصاً آگ کے بجھانے اور فوری امداد بہم پہونچانے کی جماعتوں کی تعداد ضرورت کے لحاظ سے کافی نہیں ہے۔ میں آپ لوگوں سے جو کہ کانپور کے سربرآوردہ لوگ ہیں اس بات کی توقع کرتا ہوں کہ آپ اپنے تمام اثر اور رسوخ سے کام لیکر شہری حفاظت کی تنظیم کے نہایت ہی اہم کام کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہونچانیکی کوشش کرینگے اور میں جانتا ہوں کہ میں آپ کی مدد کے لئے آپ پر بھروسہ کر سکتا ہو۔

حضرات۔ مجھکو خوف ہے کہ میری تقریر بہت طویل ہو گئی ہے غالباً ایسے ایڈریس کے جواب میں جس میں بہت سے دلچسپ اور اہم مسائل چھیڑے گئے تھے ایسا ہونا ناگزیر تھا۔ آپ نے مجھکو اپنے سالانہ عام جلسہ میں بلا کر میری عزت افزائی فرمائی ہے اس کے لئے میں آپ کا ایک مرتبہ اور شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھکو امید ہے کہ یہ تباہ کن جنگ بہت جلد ختم ہو جائیگی۔ فتح کے لئے اتحاد ہمت اور مصمم ارادہ کی ضرورت ہے میں جانتا ہوں کہ آپ فتح حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کردیں گے۔

ہز اکسلنسی سر ہارس ہیلٹ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو موصوف نے کانپور میں شہری حفاظت کے مظاہر کے موقع پر ۱۱ فروری سنہ ۱۹۴۲ء کو کی

آج صبح آپ لوگوں کے اے۔ آر۔ پی کے کام کو دیکھکر آپ لوگوں میں سے کچھ سے مل کر اور آپ سے گفتگو کا موقع پا کر مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ چند دن ہوئے ہیں نے اس صوبہ کے دوسرے شہر

میں ایسا ہی مظاہرہ دیکھا تھا اور جب گھر واپس آیا تو مجھ سے دریافت کیا گیا تھا کہ آیا وہ مظاہرہ اچھا ہوا تھا یا نہیں ایسے سوال کا جواب دینا آسان نہ تھا۔ مظاہرہ بذات خود کسی طرح بھی مکمل نہ تھا۔ اے۔آر۔پی کے کاموں کے لئے جتنے آدمی ضروری ہیں ان کی تعداد پوری نہ ہوئی تھی ان کی ٹریننگ نامکمل تھی، ان کے پاس سامان کم تھا اور اسکا نتیجہ یہ ہوا بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ لیکن وہ مظاہرہ اچھا تھا جیسا کہ آج آپ لوگوں کا ہوا ہے کیونکہ یہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وارڈن، سپیشل گارڈ اور اے۔آر۔پی کے لوگ اپنا کام سیکھنے کے شائق نظر آتے تھے اس مظاہرہ کو اہمیت بھی دی گئی تھی اور اس کو صرف ایک تماشہ ہی نہیں خیال کیا گیا تھا اور یہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ عوام کو بھی ان کاموں میں جو ان کے گھروں کی حفاظت کے لئے کئے جاتے ہیں دلچسپی ہونے لگی ہے مثلاً جیسے ہی خطرہ کی گھنٹی بجی وہ لوگ بہت تیزی سے سڑکوں پر سے ہٹ گئے۔

ہر جگہ کے ہوائی حملوں سے بہت سے سبق حاصل ہوتے ہیں اور خصوصاً رنگون اور اسکندریہ کے جہاں کی حالت اس ملک کی حالت سے قریب قریب ملتی جلتی ہے۔ پہلا سبق یہ ہے کہ ایک عالمگیر جنگ میں کوئی جگہ بھی محفوظ نہیں ہوتی ہم امید کر سکتے ہیں کہ جنگ ہندوستان کے سرحد تک نہ پہونچے گی لیکن ہمارا کام صرف انھیں باتوں پر غور کرنا نہیں ہے جن کے ہونیکا زیادہ امکان ہے بلکہ اُن باتوں پر بھی جن کے ہونیکا کم امکان ہے۔ ہم یہاں صوبہ متحدہ میں اور صوبوں سے زیادہ محفوظ ہیں لیکن اس لڑائی میں کتنے لوگ ایسے ہیں جو یہ سمجھتے تھے کہ وہ محفوظ ہیں اور ان کو لڑائی سے کچھ مطلب نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ان کو تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑا۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا جب ہم مغرب کی جانب نظریں جمائے ہوئے تھے اور اب ہم کو مشرق کی طرف بھی دیکھنا پڑتا ہے گذشتہ چند مہینوں کے تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ ہمیں ایک بڑے طاقتور اور ظالم دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اے۔آر۔پی کے کام کرنے والوں کو ٹریننگ دینے اور مسلح کرنے میں کچھ دن یا مہینے نہیں بلکہ کئی سال لگ جاتے ہیں۔ لندن میں ۱۹۴۰ء کے اختتام پر پہلا بڑا ہوائی حملہ اس وقت ہوا جب وہاں اے۔آر۔پی کی تعلیم دو سال سے جاری تھی۔ اور پھر بھی آگ بجھانے والی جماعتوں کی ناقابلیت ہی کی بدولت وہاں بہت زبردست نقصان ہوا حالانکہ بہت سے آگ بجھانیوالے جنھوں نے بہت زیادہ بہادری اور قابلیت کا اظہار کیا۔ ایسے حملوں سے ایک یہ سبق ملا کہ آگ کے لگتے ہی فوراً اسکو بجھانے کی کوشش کرنی چاہیے اس وقت اس کو بجھانا نسبتاً آسان ہوتا ہے لیکن جب ایک مرتبہ آگ بہت بڑے حصہ میں پھیل جائے گی تو اس وقت بہتر سے بہتر آگ بجھانے والے دستوں کو بھی اس پر قابو پانے میں بہت دقت ہوگی۔ اے۔آر۔پی میں ہم کو بہت زیادہ دور اندیشی سے کام لینے کی ضرورت ہوتی

ہے۔ ہم کو ہر ضرورت کے لئے تیار رہنا چاہیئے اس وقت ہم کو اتنی ہی دلچسپی اور انہماک سے کام کرنا چاہیئے۔ جیسے کہ حملہ بہت ہی جلد ہونے والا ہے

دوسرا سبق یہ ہے کہ اے۔ آر۔ پی کی ہدایتیں شہری آبادی کے بچاؤ میں بہت مدد کرتی ہیں۔ ہر جگہ کا تجربہ ہے کہ جہاں اے۔ آر۔ پی کا کام اچھا تھا۔ وہاں بہت کم لوگوں کی جانیں ضائع ہوئیں اور چیزوں کی بربادی بھی بہت کم ہوئی۔ ہمیں صرف لندن کے سیکڑوں حملوں کے نقصان کا راٹرڈم اور بلگریڈ کے چند حملوں کے نقصان سے مقابلہ کرنا ہے۔ یہ بات بڑی تعجب خیز ہے کہ متعدد کارآمد احتیاطوں میں سے زیادہ تر بہت ہی آسان ہیں دشمن نے ۲۳ ردسمبر کے رنگون والے حملے میں صرف دھماکے سے پھٹنے والے اور آگ لگانے والے بم ہی نہیں گرائے بلکہ اینٹی پرسنل بم بھی گرائے۔ یہ بم آدمیوں کو مارنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ یہ سامان کو برباد کرنے کے لئے نہیں ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان میں اتنی طاقت نہیں ہوتی ہے۔ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ اینٹیں یا صرف مٹی کی دیوار بھی پورا بچاؤ کر سکتی ہے علاوہ اس کے کہ اس پر بم براہ راست جا کر پڑے۔ یہ اینٹی پرسنل بم کھلی جگہوں میں رہنے والوں کے لئے بہت ہی خطرناک ہیں اور رنگون کے پہلے حملہ میں اتنے زیادہ لوگوں کے مرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کھائیوں میں نہیں چھپے، نہ اپنے گھروں میں گئے اور نہ انھوں نے دروازے ہی بند کئے۔ احتیاط بہت ہی آسان ہے۔ اور اس سے سیکڑوں جانیں بچ سکتی تھیں۔ رنگون پر حملہ سے دوسرا سبق یہ ملا کہ کھلی جگہوں میں بنی ہوئی کھائیوں میں لوگ مشین گن کی گولیوں کی زد میں تھے۔ اس کی دفاع کے لئے آپ اپنی کھائی کسی درخت کے نیچے بنائیں کیونکہ دشمن ادھر سے اس کھائی کو نہ دیکھے گا اور دوسرے یہ کہ درخت سے گولیوں کے لئے کچھ نہ کچھ آڑ بھی ہو جاتی ہے لیکن ایسا کرنے کیلئے وقت اور بہت سے ایسے مظاہروں کی ضرورت ہے جیسا کہ میں نے آج صبح دیکھا ہے تاکہ عوام خود اپنے بچاؤ کے لئے آسان طریقہ سمجھ لیں۔ ایسی ابتدائی منزل میں میں اس کو بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ ہوائی حملوں کے وارڈن اپنے حلقہ میں جہاں کے لئے وہ مقرر کئے گئے ہوں گھر گھر لوگوں کے پاس جائیں اور لوگوں کو اچھی طرح سے سمجھائیں کہ اگر ہوائی حملہ ہو تو وہ خاموشی کے ساتھ اپنے مکان کے سب سے محفوظ کمرے میں چلے جائیں۔ وارڈن کو چاہیئے کہ وہ انکو ان کے مکان کا سب سے زیادہ محفوظ کمرہ بھی بتلا دے اور یہ بھی سمجھا دے کہ اگر وہ مکان سے باہر جائیں گے یا برآمدہ میں آئینگے تو ان کے لئے خطرہ بڑھ جائے گا۔ ان لوگوں کو آگ بجھانے کی ترکیبیں بھی بتلا دینی چاہیں بالو سے بھری ہوئی ایک بالٹی آگ کو لگتے ہی بجھانے کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوگی۔

اس سے یہ کسی طرح بھی نہیں اخذ کیا جا سکتا کہ اگر اس ملک پر ہوائی حملہ ہو گا تو اس حملہ کی بھی صورت بالکل ویسی ہی ہو گی۔ رنگون میں ظاہر ہے کہ دشمن نے پہلے ہی حملہ میں کم از کم شہری آبادی پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالنے کی کوشش کی اور اسطرح ایک گڑبڑی اور بھگدڑ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ دوسری جگہوں پر ممکن ہے، کہ وہ بڑے دھماکے سے پھٹنے والے اور آگ لگانے والے بموں سے حملہ کرنا زیادہ پسند کرے۔ لیکن رنگون سے بہت سی خبریں جو مجھے موصول ہوئی ہیں اس بات پر زور دیتی ہیں کہ آپ لوگ جو بھی تیاری کریں اس میں اُس کو مدنظر رکھیں کہ آپ کو ممکن ہے کہ غیر معمولی صورت کا مقابلہ کرنا پڑے۔ اُس کا بھی امکان ہے کہ ایسے واقعات پیش آئیں جن کی کوئی توقع نہ ہو۔ لندن پر پہلا آگ کا حملہ ایسی تباہی و بربادی کی ایک تمثیل ہے جو غیر متوقع صورتوں میں پیش آ سکتی ہے۔ لیکن اُس کے بعد ایسے نقصانات پھر دوبارہ نہیں ہوئے کیونکہ فوراً ہی آگ بجھانے والی جماعتوں کو اُس کی بھی تعلیم دے دی گئی۔ جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر اے۔ آر۔ پی کا کام سیکھے ہوئے منظم لوگ کافی تعداد میں موجود ہوں۔ تو حملے چاہے جس صورت میں ہوں اُن کا مقابلہ کر لیا جائے گا۔ ایک نئے قسم کے حملہ سے شروع میں نقصان ہو سکتا ہے لیکن وہ نقصان پھر دوبارہ نہیں ہو گا اگر ٹھیک طور پر کام سیکھی ہوئی منظم جماعتیں موجود ہوں اور عوام میں احکام اور نصیحتوں پر عمل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہو۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ کانپور کی وجہ سے اس صوبہ میں عجیب قسم کی دقتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ آبادی کا بہت زیادہ حصّہ جاہل ہے اور بہت سے لوگ جنگی ضروریات کی تیاری میں اس قدر مصروف ہیں کہ ان کے لئے ہوائی حملوں سے احتیاط میں مدد دینا اور ان کو سیکھنا بہت ہی مشکل ہے۔ اور پھر یہاں غلط قسم کی ایسی افواہیں بھی اُڑی ہیں کہ شہری مدافعت کے والنٹیروں کو کانپور سے باہر بھی کام کرنے کے لئے جانا پڑے گا۔ کوئی بات بھی اس سے زیادہ غلط نہیں ہو سکتی۔ شہری مدافعت کی اصلیت ہی یہ ہے کہ وہاں رہنے والے خود اپنے گھروں، اپنے بچّوں اور اپنی عورتوں کی حفاظت کریں۔ صوبہ متحدہ میں کانپور کی خاص اہمیت اس نظریہ سے ہے کہ وہ جنگی ضروریات کی فراہمی میں بہت مدد کر رہا ہے لہذا اگر دشمن فوجی مراکز پر حملہ کرنے کو سوچے تو اس کو حملہ کا بہت بڑا خطرہ ہے اس لئے یہاں سب سے زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ اب تک اے۔ آر۔ پی سروسوں کے لئے پوری تعداد کی بھرتی نہیں ہوئی ہے باوجودیکہ اس محکمہ نے والنٹیروں کو ان کے کام کے وقت کی اُجرت دینے کا بھی وعدہ کیا ہے اور آگ بجھانے والوں کے لئے وردیاں بھی دینے کا وعدہ کر لیا ہے اب تک آگ بجھانے والی اور فرسٹ ایڈ کی سروسوں میں ضرورت کے مطابق بھرتی نہیں ہوئی ہے۔ خصوصاً فرسٹ ایڈ کی حالت بہت ہی ناقابل

اطمینان ہے۔ یہ کانپور کی خوش قسمتی ہے کہ صوبہ میں سب سے بڑا اسپتال یہاں ہے اور ڈاکٹری کا سامان بھی بہت کافی تعداد میں موجود ہے۔ لیکن اگر زخمیوں کی فوری مدد کے لئے فرسٹ ایڈ کے والنٹیر نہیں ملتے ہیں تو اس اسپتال کا زیادہ تر سامان بیکار ہو جائے گا۔ الہ آباد میں نرسنگ کے کام کرنے والی عورتوں کی کارگذاری اور قابلیت دیکھکر مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ فرسٹ ایڈ کا کام اسکولوں اور کالجوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کے ذریعہ بہت اچھے طور پر انجام دیا جا سکتا ہے اور بہت سے ضلعوں میں جہاں میں گیا ہوں اُن کا کام دیکھکر میں بہت متاثر ہوا۔ یہ ضروری ہے کہ کانپور میں بھی فرسٹ ایڈ میں والنٹیر بھرتی کئے جائیں اُن کو تعلیم دی جائے اور اُن کی تعداد پوری کی جائے۔ میں کانپور اور خصوصاً آپ لوگوں سے جو یہاں موجود ہیں اُمید کرتا ہوں کہ آپ لوگ کوشش کریں گے کہ آگ بجھانے والوں اور خصوصاً فرسٹ ایڈ کے کام کرنے والوں کی تعداد بہت بڑھ جائے۔

ایک اور ضروری بات جس پر میں زور دینا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اس اہم کام میں کمل اتحاد کی بہت سخت ضرورت ہے کچھ لوگ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ غیر سرکاری جماعتیں شہری مدافعت اور مدد کا کام بخوبی انجام دے سکتی ہیں۔ مجھ کو واقعی یہ دعویٰ نہ کرنا چاہیئے کہ شہری مدافعت کی سرکاری اسکیم میں بالکل خامیاں نہیں ہیں حالانکہ دوسری غیر سرکاری جماعتوں کے مقابلہ میں حکومت کو دنیا کے مختلف مقامات کے متعلق زیادہ معلومات حاصل ہیں اور یہ کہ وہ ہر ضروری سامان بھی منگا سکتی ہے۔ ہم صرف اپنی کوششوں اور غلطیوں ہی کی اصلاح سے ترقی کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک بات جو میں سب سے زیادہ ضروری خیال کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہوائی حملے کی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو جانے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر ایک جماعت چاہے وہ وارڈنوں کی، آگ بجھانے والوں کی، انجینیری کی یا اسپتال کی ہو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک ہی کی نگرانی اور ماتحتی میں اور ایک ہی طریق کار کے مطابق کام کرنا چاہیئے تاکہ بوقت ضرورت جہاں پر بھی ہو بیک وقت ان جماعتوں سے فوراً کام لیا جا سکے۔ لیکن اس کے لئے آپس میں قائم اتحاد بہت ضروری ہے۔ یہ کسی طرح بھی سیاسی خیالات پر مبنی نہیں ہے۔ اگر آپ عدم تشدد کے قائل ہیں تو بھی آپ اس ملک میں ایسے دشمن سے آدمیوں، عورتوں اور بچوں کو بچانے کی کوشش کریں جو تشدد اور مظالم سے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لوگوں کے سیاسی خیالات چاہے کچھ ہی کیوں نہوں لیکن اے۔ آر۔ پی کی سروس میں سب کو بخوشی جگہ دی جائے گی۔

حضرات۔ میں نے اب تک جو کچھ کہا ہے اس میں میں نے ضرورت سے زیادہ رائے زنی کی ہے میرے خیال میں اس وقت رائے زنی بہت ہی ضروری ہے اور آپس کے اختلافات کو بالکل ہی رفع کر دینا چاہیئے۔ قبل اس کے کہ ہم اس کی توقع کر سکیں کہ ہم اب اس قابل ہیں کہ ہوائی حملہ کا مقابلہ کر سکتے ہیں ہم کو بھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ آپ جو کچھ یہاں کر رہے ہیں وہ بہت ہی ضروری ہے لیکن جب

میں بھرتی کی کمی کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتا ہوں تو میں صوبہ اور کانپور کی طرف سے آپ میں سے ہر ایک کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے عوام کی خدمت کافی انجام دی ہے اور اپنے وقت اور اپنی طاقت کو شہری مدافعت کے کام میں صرف کرکے ایک مثال پیش کی ہے۔ میں آپ کی کامیابی پر جس کو آپ بذاتِ خود ابھی ابتدائی کامیابی تسلیم کرتے ہیں آپ لوگوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں عوام کے بہی خواہان یعنی مسٹر ایچ جی مصرا، سر ہیری ہارسین، لالہ پدمپت سنگھانیہ، سردار اندر سنگھ اور دوسروں کا جنھوں نے اے آر۔ پی کے کاموں کے لئے چندہ دئے ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اے۔ آر۔ پی کے لئے چندہ دینا بہت ہی اچھی بات ہے اور مجھے اُمید ہے کہ ایسی عمدہ مثال پر دوسرے لوگ بھی چلیں گے۔

حضرات جو کچھ آپ یہاں کانپور میں کر رہے ہیں اس کے لئے میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں آپ لوگوں کی محنتوں اور کاوشوں کو ہر طرح کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں۔

ہز اکسلنسی سر مارس ہیلٹ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس گورنر صوبہ متحدہ کا وہ ایڈریس جو انھوں نے فتحپور کی وار کمیٹی اور پبلک ریلیشنز کمیٹی کو بتاریخ ۱۲ فروری سنہ ۱۹۴۲ء کو دیا

خواتین و حضرات۔

میں اپنے دوبارہ فتحپور آنے سے بہت خوش ہوا اور ڈسٹرکٹ وار کمیٹی اور شہری بچاؤ اور پبلک ریلیشنز کمیٹی کے اراکین سے ملنے کا موقع حاصل کرکے مجھے مسرت ہوئی میں آپ کے اس پُرجوش استقبال کے لئے آپ کا شکرگذار ہوں۔ آپ نے اس ضلع میں جو کچھ بھی کیا ہے اس کا حال معلوم کرکے میں خوش ہوں۔ آج کل ہم لوگ جنگ کے ایک دشوار دور سے گزر رہے ہیں اور جیسے جیسے جنگ ہندوستان سے قریب آتی جارہی ہے ہم لوگ اس کی حقیقت کو زیادہ واضح طور پر سمجھتے جاتے ہیں۔ لابدی طور پر اس ملک میں لوگوں کو تشویش پیدا ہوگئی ہے اور اس تشویش کی حالت میں لوگوں کو دو باتیں یاد رکھنا چاہئیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ خیال کسی نے کبھی نہیں کیا ہے کہ محوری طاقتوں پر بغیر سخت کوشش اور قربانی کے غلبہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اہل برطانیہ سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر چرچل نے بارہا اس بات کا اعلان کیا ہے کہ صرف انتہائی جدوجہد اور فتحیاب ہونے کا عزم بالجزم کرکے خواہ اس کے لئے ہم کو بڑے سے بڑا نقصان ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑے ہم اپنے

دشمن کو شکست دینے کی توقع کر سکتے ہیں بیجا دلجمعی اور آسودہ خاطری کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جتنا زیادہ بڑا خطرہ ہو اتنی ہی زیادہ انفرادی جد وجہد ہونا چاہئے اور ہم کو اپنی جد وجہد کو اس وقت تک برابر شدومد کے ساتھ جاری رکھنا چاہئے جب تک کہ فتح حاصل نہ ہو جائے۔ فتح آسمان سے بطور تحفہ کے ہم کو حاصل نہ ہوگی بلکہ اس کے حاصل کرنے کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ متحدہ قومیں ایکدل ہو کر اس کے لئے جد وجہد کریں۔

دوسری بات جس کا ہم کو دھیان رکھنا چاہئے یہ ہے کہ ہم جنگ کو صحیح نقطۂ نگاہ سے دیکھیں۔ اس جنگ کا سب سے خطرناک زمانہ ۱۹۴۰ء کی گرمیوں میں تھا۔ جبکہ فرانس شکست خوردہ ہو گیا تھا اور ڈنلرک سے فوجیں ہٹائی گئی تھیں۔ یہاں ہندوستان میں ہم لوگوں کے لئے خطرے کا اندازہ لگانا دشوار تھا۔ ہمارے اور میدان جنگ کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ تھا۔ اسوقت تک اریٹریا، حبش، لیبیا اور دوسرے ملکوں کے معرکے عمل میں نہیں آئے تھے جن سے کہ یہ ہم پر ظاہر ہوتا کہ صرف فاصلہ جدید طریق جنگ میں کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اس وقت برطانیہ بالکل تن تنہا تھا، اس کے سامان حرب کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو چکا تھا اور اس کے بہت کم دوست ایسے تھے جنکا یہ خیال تھا کہ برطانیہ اس جنگ کے بعد زندہ وسلامت رہے گا اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ اگر کہیں برطانیہ کا سقوط ہو جاتا۔ تو آج سے بہت پہلے اس ملک پر دوسروں کا قبضہ ہو چکا ہوتا۔

اس لئے کسی ملک سے جنگ کا قریب ہونا سب سے زیادہ اہم بات نہیں ہے بلکہ زیادہ اہم وہ طاقتیں ہیں جو کہ ملک کی حفاظت کے لئے کام میں لائی جا سکتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مشرق میں جنگ ہمارے لئے بالکل ناموافق ہو رہی ہے۔ یہ بات جاپان کے اس پر فریب حملہ کے بعد ہوئی جو کہ اس نے امریکہ پر کیا تھا۔ لیکن میرے خیال میں آخری مکمل فتح کے بارے میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے۔ ذرائع سب ہمارے قبضے میں ہیں۔ اس سال امریکہ نے ۶۰۰۰۰ ہوائی جہازوں کے بنانے کا پروگرام بنایا ہے اور اگلے سال وہاں ..... اسسے زائد ہوائی جہاز تیار کئے جائینگے۔ ۱۹۴۰ء میں ہم تن تنہا تھے لیکن اب ہمارے ساتھ طاقتور اتحادی ہیں۔ روس کی فوجوں نے جو شاندار مدافعت کی ہے اس سے نازیوں کے ناقابل تسخیر ہونیکے ڈھونگ کی قلعی کھل گئی ہے ہٹلر کی یہ شیخی کہ وہ سمندروں سے برطانوی جہازوں کا نام ونشان مٹا دیگا بالکل غلط ثابت ہوئی۔ ۱۰ ماہ قبل یا ایک سال قبل کی حالت بہ نسبت صورت موجودہ بہت زیادہ قابل اطمینان اور مستحکم ہے لیکن ہم کو تیاری کرنیکے لئے وقت حاصل کرنیکے لئے لڑنا ہے اور مشرق میں شروع شروع کے حملوں سے جو نقصان پہونچا ہے اسے پورا کرنے کیلئے بھی وقت کی ضرورت ہے۔ میں یہ ہرگز نہیں کہوں گا کہ یہ ایک آسان کام ہے یا یہ کہ ہم کو مزید نقصانات نہیں برداشت کرنا پڑینگے۔ مسٹر چرچل نے پچھلی بار جو جنگ پر

تبصرہ کیا ہے ایمیں ہم سے کہا ہے کہ ایسی صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں اور ہمکو اس کی توقع رکھنا چاہئے لیکن مجھے اس بارے میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ انجام کیا ہوگا بشرطیکہ اتحاد قائم رہے اور جد وجہد برابر جاری رہے۔

اس خوفناک مصیبت کا خیال کرتے ہوئے جس کو ہم کامیابی کے ساتھ جھیل چکے ہیں ہم کو اب یہ دیکھنا ہے کہ اس ملک میں کسی قسم کی شکست خوردہ ذہنیت محض اس وجہ سے نہ پیدا ہونے پائے کہ جنگ ہم سے بہ نسبت پہلے کے قریب تر ہوگئی ہے۔ دشمن کے پروپیگنڈا کا کھلا ہوا مقصد یہی ہے کہ ہم میں شکست خوردہ ذہنیت پیدا کرے اور کسی ملک کی کامیاب مدافعت کو شکست دینے کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی حربہ کام نہیں دے سکتا۔ شکست خوردہ ذہنیت خود غرضی ہی کی ایک مہلک شکل ہے اس کی پرورش ذاتی مفاد کے نقصان کے ڈر سے ہوتی ہے مگر کب؟ اسوقت جبکہ ذاتی مفاد کو تمام ملک کی بھلائی اور بہبودی پر فوقیت دیدی جائے۔ فرانس کی شکست کا سب سے بڑا سبب یہی شکست خوردہ ذہنیت تھی اور کون کہہ سکتا ہے کہ اگر فرانس جرأت سے کام لیتا اور اس میں بھی وہی اتحاد اور استقلال موجود ہوتا جو پولینڈ اور ہالینڈ کا طرہ امتیاز تھا کیونکہ باوجود انتہائی نقصانات کے ان ملکوں کے قدم نہیں ڈگمگائے تو آج جنگ کا رنگ ہی دوسرا ہوتا۔ انتہائی تاریک موقع پر بھی برطانیہ کے لوگوں نے کبھی آخری اور مکمل فتح کے بارے میں شک نہیں کیا۔ حالانکہ ان کو ان تمام مصائب کا احساس تھا جن سے ان کو گریز تھا اور جو جو قربانیاں ان کو کرنا تھیں ان سے بھی وہ واقف تھے۔ ہم کو ہندوستان میں اسی جذبے کو ابھارنا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ فتحپور میں اپنے فرض کو پورا کریں گے۔

آپ نے پبلسٹی اور پروپیگنڈا کا ذکر کیا ہے آپنے بہرحال اس بارے میں جو جو کوششیں کی ہیں اُن سے مجھے دلچسپی ہے۔ ممکن ہے کہ پروپیگنڈا کا کوئی خاص مقصد ہو مثلاً بھرتی کے کام میں انہماک یا کسی ریلوے اسٹیشن پر لائی ہوئی مال گاڑیوں کو جلد جلد خالی کرانا۔ لیکن پروپیگنڈا کا عام مقصد یہ ہے کہ لوگوں کا اعتبار حاصل کیا جائے اور اُسے قائم رکھا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ استقلال کو بھی برقرار رکھا جائے۔ جیساکہ ہم سب کو معلوم ہے محوری طاقتوں کا یہ یقین ہے کہ کسی بات میں سچ بولنے کی ضرورت نہیں۔ اُن کے وہاں سے جو کچھ نشر کیا جاتا ہے وہ نہ صرف ہمارے ہی خلاف ہوتا ہے بلکہ خود اُن ہی کے وہاں کے لوگوں کے بھی خلاف ہوتا ہے اور جو حالانکہ جھوٹ ہوتا ہے مگر پھر بھی اکثر اوقات لوگ اس کو سچ مانتے ہیں۔ ہم نے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے یعنی ہم لوگوں سے سب کچھ سچ سچ بتا دیتے ہیں خواہ یہ بات کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہو۔ اب آپ کا کام یہ ہے کہ لوگوں تک صحیح اور سچی خبریں پہونچائیں۔ آپ کو یہ خبریں بی بی سی یا آل انڈیا ریڈیو کے براڈکاسٹ سُنکر یا پریس میں رائٹر کے تاروں کو پڑھکر حاصل ہوسکتی ہیں۔ آج کل ہم لوگ افواہوں کے دور سے

گذر رہے ہیں۔ جن میں زیادہ تر تو سفید جھوٹ ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں گھبراہٹ اور بے چینی پھیلے۔ اس بات کا بہت ہی تباہ کن نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ ان خبروں کو جھٹلائیں۔ صحیح خبروں کو پھیلائیں اور لوگوں میں اعتبار اور وثوق قائم کریں۔

اپنی رپورٹ میں آپ نے وار فنڈ کے چندوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ صوبۂ متحدہ کا جنگی مقاصد کا فنڈ اب بڑھ کر اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ ہم کو اب کسی کے سامنے شرمندہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس میں سے جو کچھ صرفہ ہوا ہے اُس کا دائرہ بہت وسیع ہے اور جیسا آپ جانتے ہیں اب ہمارے پاس صوبہ متحدہ کے نام کا لڑاکو ہوائی جہازوں کا ایک دستہ ہے۔ اور ایک دوسرا بمبار ہوائی جہازوں کا دستہ بھی ہے اور یہ بھی صوبہ متحدہ کے نام کا ہے۔ لیکن ابھی ہم کو مزید کوشش کرنا چاہیئے۔ صوبجاتی جنگی کمیٹی کے گذشتہ اجلاس میں یہ طے ہوا تھا کہ آیندہ اس سرمایہ میں سے ایسے اخراجات کیئے جائیں گے جن کا مقصد ان لوگوں کو آرام پہنچانا ہو گا جو مصیبت اور تکلیف میں ہیں۔ اس کے لیئے لامحدود مطالبہ کیا جاتا ہے۔ پچھلے سال ہم نے ۵۰۰۰ سے زائد کرسمس پارسل برطانوی اور ہندوستانی سپاہیوں کے لیئے روانہ کئے جنھیں سے ہر ایک کی قیمت دس روپیہ تھی۔ ممکن ہے آپ لوگوں کے پاس ان کی رسیدیں آگئی ہوں اور آپ کو علم ہو کہ ان تحفوں کی کتنی قدر کی گئی۔ ہماری لیڈیز ورک پارٹیز ہر مہینہ ۵۰۰۰ روپیہ سے زیادہ کا سامان استعمال کرتی ہیں۔ ہر مہینے ہزار ہا قسم کی چیزیں مثلاً اسپتال میں آرام پہنچانے کا سامان، ہزاروں تحفے بعض آرام و آسائش کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں اور سمندر پار فوجیوں کے پاس روانہ کی جاتی ہیں۔ صوبے کی خواتین نے بہت عمدہ کام کیا ہے۔ میں ان لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو یہاں کام کر رہے ہیں اور مجھے علم ہے کہ وہ اور ستعدی سے کام کریں گے۔ ابھی حال میں ہز اکسیلنسی وائسرائے نے اس صوبے سے درخواست کی ہے کہ یہ صوبہ اس سال مرکزی ریڈکراس اور فوجوں کی آسائش کے فنڈ میں آٹھ لاکھ روپے کی رقم دے۔ لہذا مزید روپے کی ضرورت ہے اور مجھے اس میں شک نہیں کہ ہم اسے حاصل کرلیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ فتح پور میں اپنی پوری کوشش کریں گے۔

لیکن جنگ کو روپے سے مدد دینے کا سوال محض رضاکارانہ کوشش سے نہیں حل کیا جا سکتا۔ برطانیہ ہر روز ۲۰ کروڑ روپیہ جنگ پر صرف کر رہا ہے یعنی اتنا صرف کر رہا ہے کہ جو اس صوبہ کی سالانہ آمدنی سے کہیں زیادہ ہے۔ ایک جنگی جہاز کی قیمت ۱۰½ کروڑ روپیہ ہوتی ہے۔ ایک بھاری بمبار کی قیمت تقریباً ۳ لاکھ ہوتی ہے۔ آپ نے رنگون میں جاپانیوں کے شدید ہوائی نقصانات کے بارے میں سنا ہو گا۔ جاپانیوں پر ایک

ہوائی حملہ میں نصف کروڑ روپیہ کی لاگت آتی ہے - اس پیمانے کی جنگ کی مالی امداد کرنے کے لئے ٹیکس لگانے اور قرض لینے کی ضرورت ہے - ہم اس صوبہ میں ٹیکس لگانے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے - لیکن ہمارا تعلق جنگی قرضے سے ضرور ہے - سرکار ہند نے کہا ہے کہ ہر سال کم سے کم ۱۰۰ کروڑ روپیہ جنگی قرضوں کی صورت میں ملنا چاہیئے - لیکن ابھی تک اتنا روپیہ نہیں ملا ہے - ہمارے لئے وہ دس روپئے جو ہم بچالیں اور جنگ میں لگا دیں ایک قسم کی اعانت ہو گی اور اس ملک کے بچاؤ کے لئے یہ ایک بہت قیمتی امداد ہے - اور اس طرح سے ہم جو کچھ بھی بچا سکیں گے وہ ہمارے لئے ذاتی طور پر اس وقت بہت زیادہ مفید ہو گا - جبکہ جنگ کے بعد دشواری کا زمانہ آئے گا - یہاں ہندوستان میں لوگوں کو روپیہ بچانے کی ترغیب دینا آسان نہیں ہے - روپیہ بچانے کے لئے صرف بڑے مالدار آدمیوں ہی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صوبے کے غریب آدمیوں کو بھی اس کی ضرورت ہے اور یہ بات اُس وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ وہ لوگ جن کا مقامی طور پر اثر ہے اور خاص طور سے وہ لوگ جن کے یہاں مزدور کام کرتے ہوں اُن کو ہر قسم کی امداد کرتے دیں اور اُن کی عزت افزائی کریں جن کے متعلق یہ خیال ہو کہ وہ ان کا کہنا مان لیں گے - روپیہ بچانے کی ایکیم ایسی وقت کارگر ہو سکتی ہے جبکہ لوگ تکلیف گوارا کریں اور اس بات پر کچھ اپنا وقت بھی صرف کریں - جلد ہی تمام صوبے میں روپیہ بچانے کا ایک ہفتہ منایا جانے والا ہے - مجھے امید ہے کہ آپ لوگ جو یہاں موجود ہیں جنگ میں اپنے حصے کو [illegible] - سرکاری رقم کو بڑھانے کی معقول کوشش کریں گے -

آپ لوگوں نے مجھے یہ بھی بتلایا کہ آپ نے کتنے آدمی بھرتی کیے ہیں - یہ تعداد صوبے کے تمام ضلعوں کی تعداد کے مقابلے میں زیادہ غیر اطمینان بخش نہیں ہے لیکن غالباً آپ مجھ سے اس بارے میں اتفاق کریں گے کہ ابھی اور کوشش کی جا سکتی ہے - ہندوستانی فوجوں میں جو لوگ بھرتی ہو رہے ہیں اُن کی تعداد قابل اطمینان ہے - لیکن میں اس بات کو بہت اہم خیال کرتا ہوں کہ یہ صوبہ اور اس کے سب اضلاع فوج سے ایک گہرا تعلق قائم کر لیں اور اسے برقرار رکھیں ٹیکنیکل قسم کی بھرتی بھی بہت ضروری ہے - میں نے اس ملک کی سست رفتار صنعتی ترقی کے بارے میں سنا ہے - اب ملک کے نوجوانوں کو ایک ایسا موقع ملا ہے کہ وہ ایک ایسی تجارت (صنعت) سیکھ لیں جو کہ جنگی امداد کے علاوہ بھی خود اُن کے لئے اور دوسرے ہندوستانیوں کے لئے جنگ کے بعد بہت کارآمد ہو گی - آرمی کور میں بھرتی کے لئے جو کلرکوں کی مانگ ہو رہی ہے اس کی

طرف بھی میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ تنخواہ اچھی ہے اور ملازمت میں آگے چل کر ترقی کی بھی اُمیدیں ہیں۔ ایسے امیدواروں کی مانگ زیادہ ہے جو انٹرمیڈیٹ پاس ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس نادر موقع کی اطلاع ان بہت سے نوجوانوں کو دیں گے جو اسکول چھوڑ رہے ہیں اور جن کو آپ اپنے لئے آئندہ لائحہ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے۔

آخر میں میں آپ کی رپورٹ کے اِس حصہ کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں جس کا تعلق سیوک گارڈ اور اُن سول ڈفینس سروسیز سے ہے جو کہ خود فتح پور اور بندکی میں ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ ان سروسوں میں اب تقریباً یہ تعداد پوری ہو گئی ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ تعداد جلد ہی پوری بھی ہو جائے گی۔ مجھے اس امر کا مشاہدہ کر کے بھی مسرت ہوئی جس کا مظاہرہ آپ نے آج صبح کیا۔ تین باتیں ایسی ہیں جن پر میں نے اور جگہ بھی اپنی تقریر میں زور دیا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہم کو محض اغلب باتوں ہی کا متوقع نہ رہنا چاہئے بلکہ امکانات کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔ ہم سب اُمید کرتے ہیں کہ ہندوستان میں بمباری نہ ہوگی اور اگر ہندوستان پر بمباری ہوئی بھی تو صوبہ متحدہ اپنے جغرافیائی حیثیت سے بہ نسبتاً دور جگہوں کے زیادہ محفوظ ہے لیکن اس جنگ میں جو بات غیر اغلب نظر آتی تھی وہی بار بار ظہور میں آئی اور واقعہ بن گئی۔ یہ صرف دنوں کا کام نہیں ہے بلکہ اس میں مہینے بلکہ سالہا سال درکار ہوں گے کہ لے۔ آر۔ پی کے عملے کو کارگزار بنایا جاسکے اس لئے ہم کو بہت زیادہ پھرتی سے جان اور مال کی حفاظت کی ہر اسکیم کو فروغ دینا چاہئے۔

دوسری وہ بات جس پر میں زور دینا چاہتا ہوں یہ ہے کہ بار بار تجربہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ سول ڈفینس (شہری بچاؤ) کے عملے نے اپنی کارگذاری کی وجہ سے جان اور مال کا بہت کم نقصان ہونے دیا ہے۔ لندن پر متواتر حملے ہوئے ہیں۔ لیکن نقصانات اے، آر، پی کے عملے کی وجہ سے بہت کم ہوئے ہیں۔ جو جو احتیاطیں کرنا ہوتی ہیں وہ بھی بالکل آسان ہوتی ہیں۔ رنگون کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دشمن نے جب اس شہر پر پہلی بار حملہ کیا تو اس نے اپنا خاص حربہ دھماکے سے پھٹنے والے یا آتشگیر بموں کو نہیں بنایا بلکہ اُس نے انسان کش بم استعمال کئے۔ یہ مہنگے قسم کے بم ہوتے ہیں جو عمارتوں اور پناہ گاہوں پر بہت کم اثر انداز ہوتے ہیں لیکن کھلی جگہ میں جو لوگ اِن کی زد میں آجاتے ہیں اُن پر ان کا اثر بہت تباہ کن ہوتا ہے۔ اُن کے خلاف جو احتیاطیں کرنا ہیں وہ بہت آسان ہیں۔ "اپنے گھر کے اندر چلے جائیے، دروازہ بند کر دیجئے اور وہیں قیام کیجئے" اگر رنگون میں

عام آبادی اس معمولی احتیاط کو برتتی تو کتنی ہی جانیں ضایع ہونے سے بچ جاتیں۔ بے شک ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ اگر ہندوستان پر حملہ ہوا تو اس حملہ کی نوعیت بالکل یہی ہوگی۔

درحقیقت رنگون سے جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں انھوں نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ ہوائی حملہ میں تقریباً سب غیر متوقع باتیں ظہور پذیر ہوں گی غالباً آپ لوگوں کو وہ زبردست تباہ کاریاں یاد ہوں گی جو ۱۹۴۰ء کے آخر میں آگ لگانے والے پہلے بھاری ہوائی حملہ سے لندن میں واقع ہوئیں تھیں اور گو کہ دو سال قبل ہوائی حملوں سے بچاؤ کے عملہ قائم کر دئے گئے تھے لیکن پھر بھی اس قسم کا حملہ ایک بالکل نئی چیز تھی۔ آگ لگنے کا پتہ لگانے والے کافی لوگ نہ تھے لیکن جتنا ایک مرتبہ نقصان کیا گیا تھا اتنا دوسری بار کبھی نہیں ہوا۔ اسی قسم کے حملہ سے بچاؤ کے لئے منظم والنٹیر سروسیں موجود تھیں۔ ہم لوگ اس معاملہ میں خوش قسمت ہیں کہ ہم دوسروں کے تجربوں سے سبق حاصل کر سکتے ہیں اور اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ اگر ہم ہوشیار سروسیں قائم کریں تو اگر ہم پر حملہ کیا گیا تو اس صورت میں نقصان بہت بڑی حد تک کم ہوگا۔

آخری بات جس پر میں نہایت زور دینا چاہتا ہوں یہ ہے کہ سول ڈفنس وہ ڈفنس (حفاظت) ہے جو ایک عام آدمی گھر بار کے بچانے کے لئے کرتا ہے گورنمنٹ ہر ممکن مدد اور مشورہ دے گی لیکن ان خدمات کے انجام دینے کے لئے خود اسی شہر کے لوگ ہونے چاہئیں اگر نقصان سے بچنا ہے تو تمام شہریوں کو جس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو سروسس میں نہیں ہیں ان معمولی اور آسان قاعدوں سے واقف ہونا چاہئے جن پر ایسی حالتوں میں عمل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ میری نظر سے حال ہی میں وہ رپورٹ گذری ہے جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ہانگ کانگ میں چینیوں نے کیا رویہ اختیار کیا۔ انھوں نے بمباری کا مقابلہ قابل تعریف سکون اور اطمینان کے ساتھ کیا تھا۔ وہاں کی آبادی شہری پناہ گاہوں میں پناہ لینے کے لئے چلی گئی تھی اور وارڈنوں نے اپنے فرائض نہایت مردانہ وار انجام دئے تھے لیکن اس کے لئے ٹریننگ (تعلیم) کی ضرورت ہے اور صرف ٹریننگ ہی نہیں بلکہ نظم اور باقاعدگی بھی ضرورت ہے اور ہم کو اس بات پر نظر رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی موقعہ پڑے تو ہم ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں۔

معزز خواتین اور حضرات۔ ہمارے سامنے جو مراحل درپیش ہیں وہ خود اعتمادی آدمی ہ بہ بیچ

زیادہ سے زیادہ سامان تیار کرنا مساعی جنگ میں مدد دینا اور اپنی گھروں کی حفاظت کرنا ہیں اور ہمکو انھیں طے کرنا ہے اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ لوگ یہاں فتح پور میں اس مقصد کے لئے جو کچھ آپ سے ہو سکے گا کریں گے اور جب فتح حاصل ہو جائیگی تو آپ بھی یہ محسوس کریں گے کہ کسی حد تک آپ نے بھی اپنے سپاہیوں کے ساتھ اپنے ملاحوں کے ساتھ اور اپنے ہوابازوں کے ساتھ مل کر کام کیا ہے اور آپ کو بھی محوری طاقتوں کو شکست دینے میں مدد کرنے کا فخر حاصل ہے۔

ہز اکسلنسی سر مارس ہیلٹ کے۔سی۔ایس۔آئی۔سی۔آئی۔ای۔آئی۔سی۔ایس گورنر صوبہ متحدہ کا وہ ایڈریس جو انھوں نے مساعی جنگ کی ایک میٹنگ میں بمقام کانپور بتاریخ ۱۳ فروری ۱۹۴۲ء کو دیا

معزز خواتین اور حضرات:۔

اس لڑائی کے نقطۂ نظر سے ممالک متحدہ میں کانپور سب سے زیادہ اہم شہر ہے مجھکو افسوس ہے کہ اس اہم مرکز میں میں بہت کم اور بہت عرصہ کے بعد آیا لیکن اس کا ایک سبب یہ ہے کہ جہانتک مساعی جنگ کا تعلق ہے کانپور کو بہت کم ترغیب وغیرہ دلانے کی ضرورت ہے آپ نے جنگی کاموں میں اور جنگی قرضوں میں روپیہ بہت فراخدلی سے لگایا ہے اور مجھکو ان لوگوں سے ملکر نہایت خوشی ہوئی جنھوں نے اس روپیہ کے جمع کرانے میں نمایاں حصہ لیا میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھکو یہ موقع دیا اور میں اس لئے آپ کا اور بھی مشکور ہوں کہ آپ نے میرے آنے کے سلسلہ میں اس خاص چندہ کی اپیل کی ہے۔

موجودہ زمانہ نہایت دقتوں کا زمانہ ہے اور اس وقت بہت سے لوگ جن پریشانیوں کو محسوس کر رہے ہیں ان کا مجھکو پورا پورا احساس ہے اور ان سے مجھکو پوری پوری ہمدردی ہے اس زمانہ میں پریشان ہونے کے دراصل وجوہات بھی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پریشانی کے وقت ہمارے لئے یہ بہتر ہوگا کہ ہم اپنے ماضی پر نظر ڈالیں اور ان مشکلات کو بھی خیال میں لادیں جن کا ہم سامنا کر چکے ہیں۔ ۱۹۴۰ء میں جب فرانس کو شکست ہوئی تھی اور برطانوی امدادی فوج معجزنما طور پر ڈنکرک سے ہٹ آئی تھی

اسوقت غیر ملک کے سب لوگ یہ سمجھتے تھے کہ برطانیہ جرمنی کے مقابلہ پر نہ ٹھہر سکے گا گو کہ اس کے پاس فوج بھی تھی لیکن وہ ایک ایسی فوج تھی جس کے تمام سامان اور اسلحہ وغیرہ چھن گئے تھے۔ خوش قسمتی سے اس کا بحری بیڑہ محفوظ تھا جیسا کہ وہ اب تک ہے اور اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اُس اثر کے مدنظر جو بحری بیڑے کی وجہ سے تاریخ پر پڑا ہے ہٹلر برطانیہ پر حملہ کرنے سے باز رہا اس نے صرف ہوائی حملے کئے اور ان حملوں کو بھی برطانوی ہوا بازوں کے چھوٹے ایک گروہ نے بالکل برباد کر دیا ان ہوابازوں کے نام اور کارنامے برطانیہ کی تاریخ میں سنہرے حرفوں سے لکھے جانے چاہئیں۔ اسوقت ہم لوگوں کے واسطے یہاں ہندوستان میں اس بات کا اندازہ لگانا کہ ہماری قسمتیں بھی اُن سے وابستہ تھیں نہایت دشوار تھا ہم کو اُس وقت یک گونہ اطمینان تھا اور اس اطمینان کی وجہ وہ ہزاروں میل کا فاصلہ تھا جو میدان جنگ اور ہندوستان کے درمیان تھا مگر یہ صرف اسوجہ سے تھا کہ اُسوقت تک ہم نے مشرقی افریقہ اور لیبیا وغیرہ کی جنگوں سے یہ سبق نہیں حاصل کیا تھا کہ محض فاصلہ حفاظت کے لئے کافی نہیں ہوتا لیکن واقعہ یہ ہے کہ اسوقت ہم کو بہت زبردست خطرہ لاحق تھا اگر کہیں برطانیہ جیسا کہ وہ ناکافی طور پر مسلح اور تن تنہا تھا ہٹلر کے حملہ کی تاب نہ لا سکتا تو اس کو دنیا اور خصوصاً مشرقی کرۂ ارض کے فتح کر لینے میں زیادہ دیر نہ لگتی۔

ہماری موجودہ پریشانیاں اب اس وجہ سے زیادہ بڑھ گئی ہیں کہ جہاں تک فاصلہ کا تعلق ہے جنگ بہت قریب آ گئی ہے اور جیسا کہ میں نے کہا ہے اُن خطرات پر نظر کرنے سے جن سے ہم کامیابی کیساتھ گذر چکے ہیں اور برطانیہ کی موجودہ زبردست طاقت پر نظر ڈالنے سے ہمکو تقویت ہوتی ہے۔ اب وہ تن تنہا جنگ نہیں کر رہا ہے بلکہ اب ریاستہائے متحدہ امریکہ مع اپنے بے شمار آدمیوں اور سامان کے ذرائع کے اُس کے دوش بدوش ہے اور روس بھی اس کے ساتھ ہے اور چین بھی مع اپنے لاکھوں بہادروں کے اس کے ساتھ جنگ کر رہا ہے۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں ہم لوگوں میں سے بہتوں کا یہ خیال تھا کہ اگر برطانیہ اپنے ملک میں جرمن کے مقابلہ پر ٹھہر بھی رہا تب بھی اس میدان کا خیال بھی کرنا جہاں جرمنی کی زبردست فوجی طاقت کو شکست ہوگی محض فضول ہوگا وہ میدان جنگ اب روس میں قائم ہو گیا ہے اور اس جنگ میں پہلی مرتبہ جرمن فوجوں کی زبردست طاقت کو پیچھے ہٹنا پڑ رہا ہے اب اس کے امکانات کہ جرمنی کوہ قاف۔ شام۔ ایران۔ عراق اور ہندوستان کے مغربی علاقہ کو فتح کر لیگا روز بروز کم ہو رہے ہیں گو کہ

ابھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہ ناممکن ہے اس کے علاوہ جہانتک بحری جنگ کا تعلق ہے ایک سال قبل ہٹلر نے یہ ڈینگ ماری تھی کہ وہ بہت جلد اپنی آبدوز کشتیوں کے حملہ سے برطانیہ کو بھوکوں مار ڈالے گا اور اس کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دے گا۔ شروع شروع میں تھوڑے عرصہ تک نقصانات بہت زیادہ ہوئے لیکن اس کے بعد بتدریج بحر اطلانٹک کی جنگ ہمارے موافق ہوتی گئی لیکن ان سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ امریکہ کے سامان تیار کرنے کی زبردست طاقت گو کہ آہستہ آہستہ لیکن مستقل طریقہ سے ترقی پر ہے۔ اس سال ساٹھ ہزار۔ جنگی ہوائی جہاز بنانے کا ارادہ ہے اور آئندہ سال ایک لاکھ سے بھی زیادہ۔ میرے خیال میں اس جنگ کے انجام سے متعلق کسی کو بھی کوئی شبہہ نہیں ہے چاہے یہ جنگ کتنی ہی طویل ہو۔ جہانتک آدمیوں روپیہ اور سامان کا تعلق ہے محوری طاقتوں کے مقابلہ میں اتحادیوں کے پاس کہیں زیادہ ذرائع ہیں اور یہ بات آخری فتح کی گارنٹی ہے۔

ہمارے دماغوں میں اکثر ایسے خیالات آتے ہیں جن سے ہم کو اپنے کو بچائے رکھنا چاہیئے ان میں سے ایک دلجمعی کا خیال ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خیال کرنا کہ بلا ہماری کوشش کے کافی کام کیا جا رہا ہے اور آخر میں سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا۔ چونکہ لاکھو آدمی فتح کے لئے شب و روز محنت کر رہے ہیں اور فتح حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہیں اس وجہ سے آخر میں سب کچھ خود ہی ٹھیک ٹھیک انجام پا جاویگا لیکن بغیر مصیبت اٹھائے ہوئے ہم فتح نہیں حاصل کر سکتے ہیں اور فتح کا وقت اور ہماری مصیبتوں کی تعداد اس بات پر موقوف ہے کہ کس حد تک ہم ملکر کام کر سکتے ہیں اور مشترکہ مفاد کے لئے کس حد تک ہم ذاتی مفاد کو قربان کر سکتے ہیں۔ مسٹر چرچل نے جب یہ کہا تھا کہ ان کی حکومت کا مقصد جنگ ایک لفظ میں یہ بتایا جاسکتا ہے یعنی "فتح - ہر قیمت پر فتح" تو انھوں نے اس کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ میں بجز خون۔ محنت۔ آنسو اور پسینہ کے کچھ نہیں پیش کر سکتا چنانچہ انھوں نے اس بیان کو حال ہی میں پھر دہرایا ہے ہمیں ہر وقت یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ فتح حاصل کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ طریقہ کوشش کرنا اور قربانی کرنا ہے۔

اگر دلجمعی کا رویہ رکھنا خطرناک ہے تو شکست پسندی کا جذبہ رکھنا اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور یہ رویہ اس سے کہیں زیادہ کم حق بجانب ہوگا۔ ممکن ہے کہ کچھ لوگ اسکو اس وجہ سے اختیار کریں کہ وہ ہر معاملہ میں تقدیر کے قائل ہیں اس کے علاوہ دوسرے لوگ جو تخریبی اعتراضات کے عادی ہیں وہ جنگ کو بالکل غلط زاویہ سے دیکھتے ہیں وہ پسپائیوں اور غلطیوں

پر خاص نگاہ رکھتے ہیں اور ہائی کمانڈ پر بلاوجہ کے اعتراضات کیا کرتے ہیں مثال کے طور پر دیکھئے کہ کچھ اخبار اپنی سرخیوں میں بیشتر اس روز کی سب سے بری خبر کو بہت نمایاں طور پر شائع کرتے ہیں۔ اس شکست پسندی کے رد یہ سے لوگوں میں سراسیمگی اور دہشت پھیلتی ہے اور یہ بیشتر ان بے بنیاد خبروں کی جڑ ہوا کرتی ہے جو خصوصاً اس ملک کے لئے نہایت مہلک ہیں۔ یہی وہ زہر تھا جو فرانس کے لئے سم قاتل ثابت ہوا اور اسی زہر کو دشمن پروپیگنڈہ کرکے بذریعہ نشریات برلن۔ روم اور ٹوکیو سے تمام دنیا میں پھیلانے کی حتی الامکان کوشش کر رہا ہے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ گذشتہ چند مہینوں میں مشرق بعید سے خوشگوار خبریں نہیں آرہی ہیں اور جیسا کہ وزیر اعظم نے کہا ہے ممکن ہے کہ ابھی ہمکو اور بری خبریں سنا پڑیں لیکن ہم کو شکستہ دل نہ ہونا چاہیئے تصویر کے روشن پہلو پر بھی نظر رکھنا چاہیئے ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ دوسرے لوگ جنگ اور اس کے روزانہ کے واقعات کو اس کے ٹھیک پہلو سے دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ غلط خبریں یا محوری طاقتوں کی جھوٹی نشریات عوام کی ذہنیت پر برا اثر نہ ڈالیں۔ ہمارے سپاہی خواہ وہ مشرقی محاذ پر ہوں یا مغربی آخری فتح کے قائل ہیں اور دشمن کو شکست دینے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں۔ ہم کو اس پر بھی نظر رکھنا چاہیئے کہ یہاں ہندوستان میں بھی لوگ اسیطرح خود اعتمادی کا جذبہ اور مصمم ارادہ رکھیں۔

یہ جذبہ پیدا ہو جانے کے بعد ہم کو مساعی جنگ میں ہر امکانی کوشش کرنا چاہئے یہ ہو سکتا ہے کہ جو کچھ ہر متنفس کرے وہ زیادہ نہ ہو لیکن ایک قوم کی مساعی جنگ ہر متنفس کی مساعی جنگ کا مجموعہ ہوا کرتی ہیں اور ہر شخص کو جو کچھ اس سے ہو سکتا ہو کرنا چاہیئے۔ ہندوستان کے مساعی جنگ میں کانپور نے ایک نہایت اطمینان بخش حصہ لیا ہے۔ اس صوبہ میں یہ سب سے بڑا جنگی سامان تیار کرنے کا مرکز ہے اور آپکی ملیں اور کارخانے جو سامان تیار کرتے ہیں ان سے آپ مجھ سے زیادہ اچھی طرح سے واقف ہیں۔ چندہ دینے کی سب سے آخری اپیل کے کئے جانے کے قبل جنگی مقاصد کے چندہ کی رقم ۸ لاکھ کے قریب ہو چکی تھی اور میں اس میٹنگ کے آخر میں اس کثیر رقم کا اعلان کروں گا جو خاص طور پر اس موقع پر جمع کی گئی ہے۔ کانپور کے لوگوں نے ممالک متحدہ کے بمبار اور لڑاکو ہوائی جہازوں کے اسکواڈرن کے فنڈ میں نہایت فراخدلی سے چندہ دیا ہے اور مجھے اس میں بالکل شک نہیں کہ آپ

اس بات کا خیال رکھیں گے کہ یہ رقم برابر بڑھتی رہے کیونکہ صوبجاتی وار فنڈ کی ضروریات قریب قریب لامحدود ہیں۔ گذشتہ صوبجاتی وار بورڈ کی میٹنگ میں ہم نے یہ طے کیا تھا کہ آئندہ سے عام طور پر یہ رقم تکالیف اور مصائب کے دور کرنے پر صرف کیجائیگی حال ہی میں مجھکو حضور والا ہزایکسیلنسی وائسرائے کا ایک خط موصول ہوا تھا جس میں یہ دریافت کیا گیا تھا کہ آیا یہ ریڈکراس کے سنٹرل فنڈ اور فوجوں کی آسائش کے لئے صوبہ آئندہ سال ۸ لاکھ روپیہ کا چندہ دینے کی ذمہ داری لے سکتا ہے ہماری لیڈنگ وارکنگ پارٹیوں پر جس کا میں بعد کو تذکرہ کروں گا پچاس ہزار روپیہ صرف ہوتا ہے اور یہ نہایت ضروری ہے کہ ہماری سمندر پار فوجوں کی تکالیف دور کرنے اور ان کو آرام پہونچانے کے ضروری کام کے لئے برابر روپیہ دستیاب ہوتا رہے۔

لیکن جنگ کے عام خرچہ کے لئے ٹیکس لگا کر یا قرض لیکر ہی روپیہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور اس جنگ میں روپیہ بچانے کے اقتصادی پہلو پر میں روشنی ڈالنا نہیں چاہتا لیکن علاوہ قرض لیکر خرچہ جنگ کو پورا کرنے کیلئے کانپور کے سے شہر میں جہاں جنگ کی وجہ سے اجرتیں اور آمدنیاں اتنی زیادہ بڑھ گئی ہیں یہ نہایت ضروری ہے کہ مصنوعی ذرائع سے ملک میں زر کی مقدار نہ بڑھائی جائے بلکہ اس بات کی کوشش کیجائے کہ روز افزوں طور پر روپیہ جنگی قرضوں میں لگایا جائے۔ کچھ عرصہ ہوا جب حکومت ہند نے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ اس اقتصادی سال میں ایک ارب روپیہ کی ضرورت ہے سال رواں کے شروع آٹھ ماہ میں جو رقم اس طرح پر حاصل ہوئی اس کے اعداد وشمار دیکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ اس تناسب سے روپیہ لگانے کے حساب سے وہ رقم اکھٹا نہ ہو سکے گی اس لئے ہم کو چاہیئے کہ ہم سے جو کچھ ہو سکے وہ ہم اس تناسب کو بڑھانے کے لئے کریں۔ روپیہ لگانے میں کانپور نے نمایاں کام انجام دیا ہے اور مجھکو یقین ہے کہ ہم لوگوں کی اکھٹا کی ہوئی رقم کی تعداد ابتک ایک کروڑ ۱۵ لاکھ ہوگی۔ گذشتہ نومبر اور دسمبر کے مہینوں میں آپنے نہایت ہی نمایاں سعی اس بارے میں کی اور میں آپکو اس کی مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنی کوششوں کو نہ صرف قائم رکھیں گے بلکہ ترقی بھی دینگے اور مجھکو امید ہے کہ دوسرے لوگ آپکی پیروی کریں گے۔

یہ بات خاص طور پر نہایت ضروری ہے کہ معمولی حیثیت کے لوگوں کو جنگی قرضوں میں روپیہ لگانے کی ترغیب دینا آسان کام نہیں ہے کیونکہ ہندوستان میں معمولی آدمیوں میں برابر روپیہ بچانے کی عادت نہیں ہوتی ہے یہ مانی ہوئی بات ہے کہ موجودہ زمانہ میں

جبکہ اُجرتیں عام زمانہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں اور موجودہ زمانہ کی پس ماندہ رقم جنگ کے بعد کے مشکل زمانہ میں روپیہ جمع کرنے والے کے واسطے نہایت ہی کارآمد ثابت ہوگی لیکن پھر بھی لوگوں کو اس کے بارے میں ترغیب دلانا آسان کام نہیں ہے۔ اور یہ صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب مقامی با اثر لوگ جیسے مزدور لگانے والے اشخاص اپنے مزدوروں اور ملازمین کے لئے ڈفنس سوینگ اسکیمیں تیار کریں اور ان کی برابر ہمت افزائی کرتے رہیں اور ان کو مشورہ دیتے رہیں۔ کانپور میں سیونگس گروپس کے قائم کئے جانے کا اچھا موقع ہے اور مجھکو امید ہے کہ آپ لوگونکو اسطرح روپیہ لگانے اور بچانیکی ترغیب دینے میں ہر امکانی کوشش کریں گے۔

کانپور میں فوج کے لئے اور ٹیکنیکل کاموںکے کرنے کے لئے آدمیوں کی بھرتی اس اعتبار سے غیر اطمینان بخش نہیں رہی ہے کہ اس ضلع سے جس قدر مطالبات کئے گئے تھے ان میں سے بیشتر کو پورا کرنے میں وہ کامیاب رہا ہے لیکن ظاہر ہے کہ اب ہم کو بھرتی کے کاموں کو اور زوروں پر کرنا ہوگا تاکہ بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کیا جاوے کیونکہ اب ہم کو لوگوں کو دینے کے لئے زیادہ مقدار میں سامان جنگ دستیاب ہو رہا ہے۔ جنگ سے پہلے کے سالوں میں یو۔پی کے بہت سے حصوں میں فوجی بھرتی قریب بالکل ختم ہوگئی تھی اور بہت سے سابق سپاہیوں نے اس بات کی شکایت کی تھی کہ ان کی اولاد کو فوجی کام انجام دئے جانے کا موقع نہیں دیا جا رہا ہے۔ جنگ نے وہ صورت حال بدل دی ہے اب نہ صرف جنگی طبقوں کے لوگ بھرتی ہو رہے ہیں بلکہ غیر جنگجو طبقہ کے لوگ بھی بڑی تعداد میں بھرتی ہوتے ہیں اور بھرتی کرنے والے افسران ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ جنگ کے جیتنے میں یہ سب لوگ اپنا اپنا فرض ادا کریں گے اور جنگ کے بعد یہ بات صوبہ کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوگی کہ اس کے ہر ایک ضلع کے باشندے بخوبی طور پر ہندوستانی فوج میں شامل ہوں گے لیکن زمانہ حال کی فوج محض لڑنے والے آدمیوں پر مشتمل نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے لئے بہت زیادہ فنی کاریگروں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

اس صوبہ میں ہمارا کام کچھ ایسا خراب نہیں رہا لیکن پھر بھی ہمیں اس سے اور زیادہ کرنا چاہئے۔ لڑکے اور نوجوان جو ملازمت کے اس شعبہ میں داخل ہوئے ہیں وہ صرف جنگ ہی میں گرانقدر امداد نہیں دینگے بلکہ جنگ کے بعد بھی۔ اس وقت مجھے امید ہے کہ ان کی وجہ سے کانپور کی صنعتی ترقی ہی میں مدد نہیں ملیگی بلکہ یہ لوگ تمام صوبہ میں ایسے مرکز قائم کرنے میں بہت ہی کار آمد ثابت ہوں گے۔

لیکن ٹیکنیکل سروس کے لئے رنگروٹوں سے زیادہ ہمیں میڈیکل سروسز کے لئے رنگروٹوں کی ضرورت ہے انڈین میڈیکل سروس، فوج کے لئے کم از کم ۱۲۰۰ افسروں کی ضرورت ہے اور پراونشل میڈیکل سروس سے مزید ۲ ہزار افسروں کی انڈین میڈیکل ڈپارٹمنٹ کے لئے ضرورت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس صوبہ میں آبادی کے لحاظ سے بہت زیادہ ڈاکٹر نہیں ہیں لیکن میں تمام سندیافتہ ڈاکٹروں سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ فوجی ملازمت کے سوال پر غور کریں اور اگر وہ ایمرجنسی کمیشن نہ لینا چاہیں تو بھی فوجی اسپتالوں میں مختلف جگہیں ایسی ہیں جن پر ان کا تقرر ہو سکتا ہے اور اس طرح جنگی خدمت کے لئے ایک ڈاکٹر خالی ہو سکتا ہے اس کے لئے جو شرطیں رکھی گئی ہیں وہ اچھی ہیں۔ اور کسی ضلع کے سول سرجن یا سول اسپتالوں کے انسپکٹر جنرل سے مزید باتیں معلوم کیجا سکتی ہیں۔

اس صوبہ کی جنگی کوششوں میں جو حصہ عورتیں لے رہی ہیں اس کے متعلق بھی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ اس صوبہ کی عورتوں کی کام کرنیوالی ٹولیاں ۵۰۰۰ روپیہ ماہوار کی قیمت کا سامان کام میں لا رہی ہیں اسپتال میں آسائش پہونچانیوالی چیزیں اور تحفے اور دوسری آرام کی چیزیں ہر مہینہ تیار کی جاتی ہیں جسکی تعداد بڑھ رہی ہے اور مطالبات کی کوئی حد نہیں ہے لیکن اس صوبہ کی عورتوں اور ان میں کانپور کی عورتوں نے در اصل بہت ہی عمدہ خدمات انجام دی ہیں جن عورتوں نے "دستکاری شاپ" اور اسکرپ شاپ (الحاقیہ چھوٹے سامان جمع کرنیکی دوکان) چلانے میں اپنا وقت صرف کیا ہے وہ بھی جنگ میں گرانقدر امداد دے رہی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس صوبہ کی عورتوں نے جو کوششیں کی ہیں وہ ہمارے لئے باعث فخر ہیں۔

اس تقریر کو ختم کرنے سے پہلے میں آخر میں سول ڈفنس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں کل مجھے اے۔ آر۔ پی کا ایک مظاہرہ دیکھنے کا اور اے۔ آر۔ پی کے کام کرنیوالوں کے سامنے تقریر کرنے کا موقع ملا تھا۔ میں نے جو کچھ وہاں کہا اسے دھرانا نہیں چاہتا۔ لیکن میں خاص باتوں پر نظر ڈالنا چاہتا ہوں جنکو ہمیں یاد رکھنا چاہیئے ہمیں اُن باتوں پر غور کرنا ہے جن کے ہونیکا کم امکان ہے اور نہ کہ اُن باتوں پر جن کے ہونے کا بہت زیادہ امکان ہے۔ اس کا زیادہ امکان نہیں ہے کہ کانپور میں بہت جلد بمباری ہوگی لیکن اس لڑائی نے ثابت کر دیا ہے کہ جو باتیں ناممکن معلوم ہوتی ہیں وہ اکثر پیش آ ہیں سول ڈفنس سروسز کو کام سکھانا یا منظم کرنا چند دنوں یا مہینوں کا کام نہیں ہے اس میں سالہا سال صرف ہو سکتے ہیں اور ہمکو اس کے متعلق دور اندیشی سے کام لینا چاہیئے۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ عوام کو اس بات کا احساس کرا دیا جائے کہ ہوائی حملوں سے بچنے کی تدبیریں کتنی مفید ہیں تجربہ سے بار بار یہ ظاہر ہوا کہ جہاں سول ڈفنس سروسز کام کر رہی ہیں۔ اور جہاں عوام کو احتیاط کی معمولی تدبیریں بتا دی گئی ہیں ان جگہوں پر ہوائی حملہ سے جانی و مالی نقصان بہت کم ہوا ہے اس کے علاوہ معمولی سی معمولی تدبیریں بھی اکثر بہت موثر ثابت ہوئیں رنگون سے جو رپورٹیں آئی ہیں ان میں بار بار اس امر پر زور دیا گیا کہ یہ بہت ضروری ہے کہ عوام کو اپنے گھروں میں پناہ لینے کی تعلیم دی جائے یہ سب سے زیادہ آسان بچاؤ کی تدبیر ہے۔ "گھر میں چلے جایئے اور اندر سے دروازہ بند کر لیجیے"۔ اگر کہیں رنگون کے لوگوں نے ان ہدایات پر عمل کیا ہوتا تو وہاں جتنی جانیں ضائع ہوئیں اُس سے بہت کم ہوتیں دو ایک دن ہوئے میں نے ہانگ کانگ پر جاپانیوں کے حملہ کا ایک نہایت دلچسپ واقعہ پڑھا جس کو کہ ایک ایسے شخص نے لکھا جو جزیرہ کے فتح ہونے کے وقت یا اس کے کچھ ہی پہلے وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔ چین کی اے۔ آر۔ پی سروسز نے مجموعی حیثیت سے بہت ہی بے مثل کام کیا۔ وارڈنوں نے اپنے فرائض بڑی ہمت سے انجام دئے عوام نے اسی طرح پناہ لی جیسے کہ ان کو ہدایت کی گئی تھی۔

ہم کو یہی مقصد مد نظر رکھنا چاہیئے۔ اور اگر ہم ضروری کوشش کریں تو یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ آخر میں مجھے دو باتیں کہنا ہیں۔ جس پر میں نے مرچنٹس چیمبر کے عام سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے زور دیا تھا۔ سول ڈفنس دراصل اسطرح کی ڈفنس (محافظت) ہے جو ہر شخص خود اپنے گھر میں کر سکتا ہے۔ وہ لوگ بھی جو سول ڈفنس سروسز میں نہیں ہیں ایسی مدافعت میں اس صورت سے مدد دے سکتے ہیں کہ یہ بات جان جائیں کہ وہ خود اپنے جان و مال کی اچھی طرح کیونکر محافظت کر سکتے ہیں۔ حکومت ہر ممکن امداد اور مشورہ دے سکتی ہے اور دیگی لیکن ہر شہر کے باشندوں کا یہ فرض ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور اپنے کو ڈفنس سروسز میں بھرتی کرائیں اور اُن تدبیروں کو جان لیں جو وہ اختیار کر سکتے ہیں یہاں کانپور میں بہت کچھ ترقی ہو چکی ہے لیکن ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ اور تمام مختلف سروسز میں ابھی پورے طور پر بھرتی نہیں کی گئی خاص کر (فرسٹ ایڈ) ابتدائی امداد دینے والوں اور آگ بجھانے والے دستوں کے والنٹیروں کی ضرورت ہے۔ مجھے آپ لوگوں سے امید ہے کہ آپ حتی الامکان پوری مدد دینگے۔ اور جہاں تک ہو سکے دوسروں کی امداد بھی حاصل کرنیکی کوشش کرینگے میں آپ حضرات اور خواتین کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھے اپنی ملاقات کا شرف بخشا۔ آپ کے شہر کانپور نے صوبہ کی مساعی جنگ میں جو مدد دی ہے

اس کا بھی میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں اس بات پر بھروسہ کر سکتا ہوں کہ شہر کا نیود مساعی جنگ کے سلسلہ میں اسوقت تک زور وشور سے ساتھ کوشش کرتا رہیگا جبتک کہ آخری فتح حاصل نہ ہو جائے

ہز اکسیلنسی سر مارس ہیلیٹ، کے، سی، ایس، آئی، سی آئی، ای، آئی سی، ایس، گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر جو انھوں نے نیو پدم چند جین آئی ہسپتال کا افتتاح کرنے کے وقت آگرہ میں ۲۶ فروری ۱۹۴۲ء کے سپاسنامے کے جواب میں کی

قبل اس کے کہ میں اس نئے حصہ عمارت کی رسم افتتاح ادا کروں میں اس موقع سے یہ فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں اور محض یہی موقع انھیں باتوں کا ہے جبکہ میں کسی اسپتال یا میڈیکل کالج (طبی ادارے) کے اندر تقریر کر رہا ہوں کہ میں ایک ایسے معاملہ پر اظہار خیال کروں جو اگرچہ اس رسم افتتاح سے متعلق نہیں ہے جس کو ادا کرنے میں یہاں آیا ہوں لیکن دنیا کی اس نازک حالت کو دیکھتے ہوئے جس میں ہم سب مبتلا ہیں یہ بات بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ یعنی آج کل میڈیکل افسروں کی فوج میں بہت کمی ہے یہی صورت انڈین میڈیکل سروس آئی، ایم، ڈی، دونوں کی ہے مجھے آپ کے سامنے اس بات کو دہرانے کی ضرورت نہیں کہ انڈین میڈیکل سروس میں مستقل طور پر بھرتی جنگ کے زمانے میں بند کر دی گئی ہے اور جتنی بھی جگہیں خالی ہوں گی ان سب کو جنگ کے بعد جنگی خدمات رکھنے والے امیدواروں کے لئے محفوظ رکھا جائیگا۔ ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ بتانے کی بھی ضرورت نہیں کہ اس ملازمت کے شرائط اور قیود دکھا ہیں۔ یہ سب چیزیں بہت ہی فیاضانہ طور پر رکھی گئی ہیں ان میں اور جنگ کے بعد امدادی عطیہ وغیرہ بھی شامل ہیں جو ایسے لوگوں کو ملینگے جو فوجی نوکری پر نہیں رہینگے تاکہ وہ ان کی مدد سے اپنی نجی پریکٹس شروع کر سکیں۔ سپرنٹنڈنٹ میڈیکل کالج سے پوری پوری تفصیلات مل سکتی ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے ابھی کہا میں اپنی درخواست کا مطلب صرف یہ نہیں خیال کرتا ہوں کہ زیادہ تعداد میں لوگ مالی مفاد کے خیال سے اس ملازمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں بلکہ میرا مدعا یہ ہے اور یہ بات بہت اہم ہے کہ ہمارے بہادر سپاہیوں کو جو ہمارے جنگ

کے ہر محاذ پر ہمارے ملک اور ر حفاظت کے لئے لڑ رہے ہیں ہم پر یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہم سے یہ طلب کرے کہ ان کی طبی خدمت ہر ممکن طریقہ سے کیجائے۔ جب جنگ اتنے بڑے پیمانے پر ہوتی ہے تو اس میں ہار جیت جوار بھاٹے کی طرح ہوتی ہی رہتی ہے۔ ایسے وقت پر جبکہ ہم خیال کرتے ہیں کہ جنگ بہت اچھی جا رہی ہے یکایک پانسہ پلٹ جاتا ہے اور مشکلات ہم پر حاوی ہو جاتی ہیں۔ بالکل اسی طرح اتحادی اس وقت ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جبکہ اپنے ذرائع کو چالو کرنے میں بہت زیادہ خطرہ ہے اور طرح طرح کی مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ اس وقت جنگ بالکل ہندوستان کے دروازے پر آگئی ہے ایسا وقت لگا ہے کہ اگر ہم اس ملک کو اس تباہی سے بچانا چاہتے ہیں جو اور ملکوں کو پیش آئی ہے تو ہم سب کو اپنی پوری پوری کوشش اس طرح کرنا چاہیئے جیسے برطانیہ روس اور چین کے بہادروں نے اپنے یہاں خطرے کے انتہائی زمانہ میں کی ان سب لوگوں کو جو کسی ماہرانہ قابلیت کے مالک ہیں چاہیئے کہ اس جنگ میں جو کہ سب لوگوں کی جنگ ہے یہ اپنا فرض خیال کریں کہ جو کچھ بھی وہ کر سکیں اپنے ان بہادر بھائیوں کی مدد کے لئے کریں جو کہ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اس لئے میں نوجوان ڈاکٹروں اور اس صوبے کے ان طالب علموں سے اپیل کروں گا جنھوں نے ڈاکٹری پڑھی ہے کہ اپنے آپ کو اس وقت اس مدد کے لئے پیش کریں جسے وہ انجام دے سکتے ہیں اور جس کی اس وقت سخت ضرورت ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ اس زبردست عزت میں شریک کار ہوں جو کہ محوری طاقتوں کے مظالم کو تمام دنیا میں نیچا دکھانے کے بعد" حاصل ہوگی۔

میں انڈین میڈیکل نرسنگ سروس اور آگزیلری نرسنگ سروس کے لئے نرسوں سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ اس میں آئیں۔ اس بارے میں بھی میں صرف نوکری کی شرائط اور اس کے مالی نفع کی طرف زیادہ زور نہ دوں گا جو کہ ظاہر ہے بہت خوب ہیں نہیں ان مشکلات کا اندازہ لگانے میں کمی کروں گا جو کہ والنٹیروں اور بھرتی کرنے والوں کو حاصل کرنے میں ہندوستان میں پیش آتی ہیں کیونکہ یہاں ابھی رسم و رواج نوجوان عورتوں کے موافق نہیں ہیں کہ وہ خود اپنے لئے کوئی ملازمت تلاش کریں یا کوئی مفید پیشہ چنیں لیکن میں اپنے دوست ہز ہائی نس (نواب صاحب رامپور) کے وہ الفاظ بیان کروں گا جو انھوں نے حال ہی میں اپنی ایک تقریر کے دوران میں لکھنؤ میں کہے تھے جبکہ وہ مشرق وسطی سے دورہ کرکے واپس آئے تھے۔ انھوں نے ان انتظامات کی تعریف کی جو ہندوستانی سپاہیوں کے آرام و آسائش کے لئے کئے گئے ہیں"

انھوں نے ان سپاہیوں کے جذبے کی بھی تعریف کی اور وہاں کے اسپتالوں کی بھی مدح کی لیکن انھوں نے اس بات پر بہت زور دیا کہ ان کے خیال میں انڈین ملٹری اسپتالوں میں نرسوں کی بہت کمی ہے۔ دنیا کے ہر لڑنے والے ملک میں عورتوں نے مردوں کے دوش بدوش جنگ میں برابر کا حصہ لیا ہے۔ انگلستان میں بری بحری اور فضائی فوج کی آگزیلری شاخ میں بھرتی ہونے کی عورتوں پر پابندیاں عائد کردی گئی ہیں اور عورتیں صنعت و حرفت وغیرہ میں داخل ہوکر ہاتھ بٹانے کو اپنے لئے باعث فخر خیال کرتی ہیں۔ خود ہمارے سپاہیوں کو عورتوں کی مدد کی ضرورت ہے جبکہ وہ بیمار پڑ جائیں۔ یا زخمی ہو جائیں اور ان کو تیمارداری کی اس وقت ضرورت ہے جبکہ وہ خود اپنی تیمارداری نہ کرسکیں۔ اس لئے میں اس صوبے کی خواتین سے اپیل کرتا ہوں کہ جوق جوق آگے بڑھیں اور کام سیکھنے اور اپنے آپ کو اپنے بھائیوں کی خدمت کے لئے پیش کرکے اس ضرورت کے وقت عملی ثبوت دیں۔

ہز ایکسلنسی سر مارس ہیلٹ کے۔سی۔ایس۔آئی۔سی۔آئی۔ای۔آئی۔سی۔ایس گورنر صوبہ متحدہ کی تقریر سے اقتباس جو موصوف نے پبلک ہیلتھ ہاسپیٹل علیگڑھ کے افتتاح کے موقع پر ۲۸ فروری ۱۹۴۳ء کو ایک سپاسنامے کے جواب میں کی۔

آخر میں مجھے جنگ کے بارے میں بھی ضرور کچھ کہنا چاہئے۔ یہ بات بالکل صاف ہے کہ ہندوستان کے قریب جنگ آجانے کی وجہ سے ہم لوگوں کو اور زیادہ اسپتالوں اور دوا علاج کی سہولتوں کا انتظام کرنا چاہئے۔ ہندوستان کے اور حصوں کے مقابلہ میں یہاں صوبہ متحدہ میں ہم لوگ جغرافیائی اعتبار سے زیادہ محفوظ ہیں اور ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم ایسے مجروحین کے لئے اسپتالوں میں جگہوں کا انتظام کریں جو باہر سے یہاں بھیجے جائیں اور جنگ کے حلقوں میں کام کرنے کے لئے ڈاکٹروں کا بھی انتظام کریں۔ مجھے یہ سنکر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے ذرائع کو سرکار کے اختیار میں دیدیا ہے اور آپ نے اس بات کی بھی ذمہ داری لی ہے کہ ضرورت کے وقت آپ ایسے سپاہیوں کے لئے جگہوں کا انتظام کرینگے جن کو آنکھ کے علاج کی ضرورت ہو۔ ضرورت کے وقت آپ کا یہ سلوشن بہت زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ لیکن میں اس موقع پر یہ بھی کہونگا کہ اس صوبہ کا فرض ہے کہ صوبہ کے باہر یا جنگ کے رقبوں یا نیز ایسے رقبوں میں جہاں جنگ ہونیوالی ہو

کام کرنے کے لئے جہاں تک ڈاکٹر مل سکیں ان کا انتظام کرے۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔ اور آئی۔ ایم۔ ڈی دونوں میں فی الحال ڈاکٹروں کی بہت زیادہ کمی ہے۔ میں اُن سہولتوں اور فوائد پر زیادہ زور دینا نہیں چاہتا جو ان دونوں ملازمتوں میں بھرتی ہونے پر حاصل ہوں گی اور نہ اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ صوبہ کی حکومت نے اپنی میڈیکل سروس میں ایسے لوگوں کے لئے کچھ جگہیں ریزرو کر دی ہیں جو اس جنگ میں خدمات انجام دینگے۔ میری درخواست ان جذبات سے تعلق رکھتی ہے جو ذاتی مفاد کے مقابلہ میں بہت بالاتر ہے۔ ایسا جذبہ جن کا ذکر خود آپ نے اپنے سپاسنامے میں کیا ہے وہ جذبہ فخر جو ہم اپنے ان سپاہیوں میں پاتے ہیں جو اس نازک موقع پر اتنی بہادری سے لڑ رہے ہیں یہ بہت ضروری ہے کہ ان لوگوں کو طبی امداد دینے کا جہاں تک ہوسکے پورا پورا انتظام کیا جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری طبی امداد اس امداد سے کسی صورت سے کم نہ ہونی چاہئے جو دوسرے ملکوں کی قوموں کو جو اس جنگ میں لڑ رہے ہیں دی جاتی ہے۔ یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں نوجوان ڈاکٹر اپنی خدمات پیش نہ کریں۔ یہ جنگ ایک

ہمہ گیر جنگ ہے اور اس جنگ میں ہر ایک شخص کو جس میں کوئی خاص قابلیت ہو اپنی قابلیت کو ایسی جگہ پر کام میں لانا چاہئے جہاں پبلک کی محافظت میں اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔ ایسے ملکوں میں صورت حال تھوڑی بہت بہتر ہے جہاں ہر مرد اور عورت کو جبریہ فوج میں بھرتی ہونا پڑتا ہے ہر شخص کے سپرد ایسا کام کیا جاتا ہے جس کے لئے وہ سب سے زیادہ موزوں ہو اور اس طرح ہر ایک کے لئے اپنی پسند سے کام کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں ہندوستان میں ہم رضاکارانہ خدمات پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہمارے بہادر سپاہی اپنی صحت کے لئے اور زیادہ تر اپنی جان کے لئے ان طبی امداد پر بھروسہ کرتے ہیں جو ان کو دی جاسکے۔ میں اس صوبہ کے ان تمام ڈاکٹروں سے جو جنگ میں جاسکتے ہوں درخواست کرونگا کہ وہ اس وقت اپنی خدمات جنگ کے لئے پیش کریں۔ اور ہمارے سپاہیوں کے ساتھ وہ ایک باعزت کام میں شریک ہو کر اس ملک اور ہمارے گھروں کی حفاظت کریں۔

میں انڈین میڈیکل نرسنگ سروس اور اکزیلیری نرسنگ سروس میں بھرتی ہونے کے لئے اور زیادہ آدمیوں کی درخواست کروں گا۔ میں شرائط ملازمت پر زیادہ زور نہیں دوں گا کیونکہ یہ بہت اچھی ہے۔ میرے دوست ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے مشرق وسطی سے واپسی کے بعد تھوڑے دن ہوئے جو کچھ مجھ سے کہا ہے میں اس وقت آپ کے سامنے کہنا چاہتا ہوں انھوں نے ان انتظامات کی جو ہماری فوجوں کے آرام و آسائش کے لئے کئے گئے تھے سوائے تعریف کرنیکے اور کچھ نہیں کہا اور انھوں نے اسپتال کے انتظامات کی بھی بہت تعریف کی۔ اور انھوں نے مجھ سے یہ بھی کہا

کہ دوسری شاہی فوجوں کے اسپتالوں کے مقابلہ میں ان اسپتالوں میں نرسنگ اسٹاف کی
بہت زیادہ کمی تھی۔ میں جانتا ہوں کہ اس ملک میں رسم و رواج کی پابندی کی وجہ سے کوئی لڑکی
خود اپنے لئے کوئی روزگار تلاش نہیں کرسکتی لیکن ہمارے لئے یہ غور طلب مسئلہ ہو جاتا ہے جب
ہم سنتے ہیں کہ ہمارے سپاہیوں کی میدان جنگ میں اتنی خبر داری اور دیکھ بھال نہیں کیجاتی جتنی کی واقعی
کی جانی چاہئے لہٰذا میں اس صوبے کی عورتوں سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنے کو ٹریننگ کے
لئے پیش کریں اور اپنے بھائیوں کی مدد کریں کیونکہ اس کی اسوقت ان کو بہت ضرورت ہے۔

ہز اکسلنسی سر مارس ہیلٹ کے سی-ایس-آئی-سی آئی-ای-آئی-سی-ایس گورنر صوبہ متحدہ کی اس تقریر سے اقتباس جو انھوں نے علیگڈھ ڈسٹرکٹ وار بورڈ اور علیگڈھ ڈسٹرکٹ سولجرس بورڈ کے سپاسنامے کے جواب میں ۲۰ فروری ۱۹۴۲ء کو کی۔

ڈسٹرکٹ وار بورڈ اور ڈسٹرکٹ سولجرس بورڈ علیگڈھ کے ممبران۔
علیگڈھ ڈسٹرکٹ سولجرس بورڈ کے سامنے تقریر کئے ہوئے آج مجھکو اٹھارہ مہینے ہو گئے اور آج
مجھے آپ سے دوبارہ ملاقات کرکے اور علیگڈھ وار کمیٹی کے ممبران سے ملکر واقعی بہت خوشی ہوئی
ہے۔ گذشتہ مرتبہ ۲۰ اگست ۱۹۴۰ء کو میں نے آپ کے سامنے تقریر کی تھی اسوقت حالات بہت
مایوس کن تھے۔ ہالینڈ اور بلجیم کے باشندے شکست کھا چکے تھے برطانوی امدادی فوج کا یورپ
سے بچکر واپس آنا بالکل ایک معجزہ تھا گو اسکا جملہ سامان ضایع ہو گیا تھا۔ اٹلی جنگ میں ہمارے
خلاف آ چکا تھا اور فرانس دشمن کے قبضہ میں تھا مغربی یورپ کا کل ساحل اور یورپ کے سامان
بنانے کی تمام قوت جرمنی کے قبضہ میں تھی۔ برطانیہ کی جنگ شروع ہو چکی تھی اور ہٹلر کا وہ بڑا ہوائی
حملہ جس کے ذریعہ اس کو امید تھی کہ ایک ماہ کے اندر برطانیہ کو شکست ہو جائیگی شروع ہو گیا تھا۔
برطانیہ بالکل تنہا تھا اس کا کوئی دوست نہ تھا اور اسکے پاس سامان بھی بہت ہی کم تھا۔ وہ بہت ہی
نازک گھڑی تھی اور برطانیہ کے بہت کم دوستوں کو یقین تھا کہ وہ زندہ بچ سکے گا۔
یہاں ہندوستان میں اسوقت کے خطرے کو محسوس کرنا ہمارے لئے آسان نہ تھا۔ ہم لوگ اسوقت
جنگ کے میدان سے ہزاروں میل دور تھے اور ان واقعات سے اپنا کوئی تعلق نہیں سمجھتے تھے جب
ہم گذشتہ حالات پر نظر کرتے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں معلوم ہوتا کہ اگر اسوقت برطانیہ کو شکست ہو گئی

ہوتی تو دنیا بھر میں اور اس ملک پر محوری حکومتوں کا قبضہ ہوگیا ہوتا۔ لیکن اسوقت اسکا احساس کرنا مشکل تھا۔ لوگ گھبراہٹ میں بینکوں سے روپیہ نکال رہے تھے اور چاندی جمع کر رہے تھے۔ یہی کیفیت ہر چیز کے متعلق تھی۔ اس بات کا اندازہ کرنا بہت مشکل تھا کہ وہ واقعات جو ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہورہے ہیں اُن کا اس ملک کے مستقبل پر براہ راست کیا اثر پڑیگا۔

لیکن وہ حالت اب بدل چکی ہے اور جنگ میں جاپان کے آجانے سے اور مشرق میں جاپانیوں کی فتوحات سے جنگ ہندوستان کے دروازے تک آگئی ہے۔ موجودہ طریق جنگ میں محاذ جنگ سے فاصلہ پر ہونے سے کوئی بچت یا حفاظت نہیں ہوسکتی جیسا کہ افریقہ اور ملک حبشہ کی لڑائیوں سے ثابت ہوچکا ہے۔ لیکن محاذ جنگ سے فاصلہ پر ہونے کی وجہ سے ہم اپنے آپ کو محفوظ سمجھنے لگتے ہیں خواہ وہ جھوٹی تسلی ہی کیوں نہ ہو اور یہ پہلا موقع ہے جب ہندوستان اس بے فکری سے محروم کردیا گیا ہے گذشتہ مرتبہ بھی جب میں نے آپ کے سامنے تقریر کی تھی تو اسوقت بھی نازیوں کی تعلیم سے یہ بات بالکل عیاں تھی اور مسٹر چرچل اور دوسرے لوگوں کو بھی معلوم تھا کہ یہ جنگ تمام دنیا کی جنگ ہوجائیگی اور جلد یا بدیر یہ جنگ تمام دنیا کو اپنی آنچ میں گھیرے گی۔ لیکن ایسے بھی بہت سے لوگ تھے جن میں زیادہ تر امریکہ کے تھے جنکا یہ خیال تھا کہ یہ جنگ یورپ ہی میں محدود رہے گی اور دنیا کے دیگر براعظموں پر اس کا کوئی خاص اثر نہ پڑیگا۔ واقعات نے ثابت کردیا ہے کہ اُن کا خیال بالکل غلط تھا۔ تمام دنیا جنگ میں کسی نہ کسی طرف سے شریک ہوگئی ہے اور اس جنگ کا جو دنیا بھر میں پھیل گئی ہے صحیح اندازہ کرنا ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔

گذشتہ مرتبہ میں نے اپنی تقریر میں آپ کو بتایا تھا کہ اس جنگ کا تعلق صرف فوجوں ہی سے نہیں ہے بلکہ اس جنگ سے ملکوں کی پوری پوری آبادی ایک دوسرے کے خلاف لڑائی میں شریک ہے۔ میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ سابق لڑائیوں کی طرح اس کا ایک ہی محاذ یعنی صرف میدان جنگ نہیں ہے بلکہ تین محاذ ہیں۔ جن میں سے کسی پر بھی حملہ ہوسکتا ہے اور ہر محاذ بہت اہم ہے اور ہر ایک کی حفاظت ضروری ہے۔ اب جسوقت کہ جنگ ہندوستان کے قریب تر آتی جارہی ہے۔ ہمکو دیکھنا چاہئے کہ ان میں سے ہر محاذ پر ہماری کیا حالت ہے۔

اول جنگ کا محاذ ہے جسکو ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ پرل ہاربر پر اسوقت عیارانہ حملہ کرکے جبکہ واشنگٹن میں صلح کی گفتگو ہورہی تھی جاپانیوں کو جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں ہم ان کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ جاپانیوں کی اس کامیابی کو اہمیت نہ دینا اور جو خطرہ آج ہمارے پیش نظر ہے اسکا صحیح اندازہ نہ کرنا ہماری بہت بڑی غلطی ہوگی۔ لیکن چونکہ جاپان کی ان کامیابیوں کی بدولت جنگ ہندوستان کے بہت قریب آگئی ہے اسلئے جنگ کے دیگر محاذوں پر گذشتہ مرتبہ کے مقابلہ میں جب

میں نے آپ کے سامنے تقریر کی تھی، اپنی حالت کے بہتر ہونیکی اہمیت کو کم کہنا بھی بڑی غلطی ہوگی۔ اسوقت برطانیہ بالکل تنہا تھا جس پر متواتر ہوائی حملہ ہوتے تھے اور وہ تواریخ کے سب سے بڑے ہوائی حملوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ اب ہم اکیلے نہیں ہیں، مشرق میں ملک چین کی فوجیں جنکا قائد اعظم ابھی حال میں ہندوستان آیا تھا ۴½ سال سے جاپان کے خلاف سخت جنگ کرنیکے بعد آج ہمارے شانہ بشانہ جاپان کے خلاف جنگ کر رہی ہیں۔ مغرب میں سولینی کی مشرقی افریقہ کی سلطنت کا خاتمہ اُس جنگ کے بعد کر دیا گیا ہے جس میں ہندوستانی سپاہیوں نے بہت ہی کارہائے نمایاں کر دکھلائے ہیں۔

مصر کو جو خطرہ تھا وہ اگرچہ دفع نہیں ہوگیا ہے پھر بھی بہت بڑی حد تک کم ہوگیا ہے۔ مشرق وسطیٰ میں کوہ قاف سے لے کر نہر سویز تک کا علاقہ ہمارے قبضہ میں ہے اور سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ جرمنی کی فوجیں روس کے خلاف ایک ایسی جنگ میں پھنسی ہوئی ہیں جس کا محاذ بہت وسیع ہے۔ صرف چھ مہینہ پہلے ہم میں سے کسی کو بھی اس کی امید نہ تھی۔ کہ روس موسم سرما کے شروع ہونے تک جرمنوں کے مقابلہ میں ٹھہر سکے گا۔ اس وقت روس کی فوجیں صرف مقابلہ ہی پر نہیں ڈٹی ہوئی ہیں۔ بلکہ فتح بھی حاصل کر رہی ہیں اس کا آخری نتیجہ نازی جرمنی کا زوال ہوگا۔

لڑائی کا ایک اور محاذ بھی ہے جس کے متعلق جب تک خبریں بہت ہی ناموافق نہ ہوں، ہم بہت کم سنتے ہیں، یہ محاذ جنگ کو جاری رکھنے کے لئے بہت ہی ضروری و اہم ہے یہ بحری محاذ جنگ ہے۔ ابھی حال میں جاپانیوں کی بحری کامیابیوں کے متعلق ہم سن چکے ہیں۔ برطانوی جنگی جہاز "ریپلس" اور "پرنس آف ویلز" کے غرق کئے جانے اور پرل ہاربر پر امریکہ کے جنگی بیڑے کو جو نقصان پہونچایا گیا ہے۔ اس کے متعلق ہم کو اطلاعات مل چکی ہیں۔ اس وجہ سے کہ فی الحال عارضی طور پر مشرقی سمندروں پر سے ہمارا قبضہ جاتا رہا ہے جاپان کو اپنے گھر سے دور اس قدر فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ لیکن ہم کو دوسرے سمندروں کی بحری جنگ کے نتائج کو بھی یاد رکھنا چاہئے۔ اطالوی جہازی بیڑہ بندرگاہوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا گیا ہے اور ہٹلر کی یہ ڈینگ کہ وہ برطانیہ کی بحری تجارت کو بالکل ختم کر دیگا، برطانیہ کو فاقوں مار ڈالے گا۔ اور سمندر پار کی برطانوی فوجوں کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیگا۔ محض باطل ثابت ہوئی۔ محض یہ خیال کہ ہم نے انکو کس طرح جھوٹا ثابت کیا۔ ہمارے لئے حوصلہ بخش ہے۔ علاوہ مشرقی سمندروں کے جو عارضی طور پر جاپانیوں کے قبضہ میں چلے گئے ہیں برطانیہ کی بحری طاقت باوجود ہٹلر کی کوششوں کے دنیا کے دیگر سمندروں پر برقرار ہے۔ اور وہ وقت بھی آنے والا ہے جب مشرق میں بھی جاپانیوں کی عارضی سمندری طاقت کی فوقیت کا خاتمہ کر دیا جائیگا۔ لہٰذا اگر ہم ان واقعات پر غور کریں تو ہم یہ محسوس کریں گے کہ جوار بھاٹا کے مانند جنگ کے نتیجے موافق یا غیر موافق ہوتے رہتے ہیں اور مشرق بعید میں ہماری موجودہ اہم شکستوں کے باوجود دنیا کے تمام جنگی محاذوں پر اتحادیوں نے محوری حکومتوں کو بہت زبردست نقصان

پہونچائے ہیں اور پہونچا رہے ہیں اس وقت جب میں گذشتہ مرتبہ علی گڈھ آیا تھا۔ اس صورت کا پیدا ہونا بالکل ناممکن معلوم ہوتا تھا۔

دوسرا محاذ سامان جنگ کی تیاری ہے۔ اور جنگ کے محاذ پر کامیابی یا شکست کا دارومدار سامان جنگ کی تیاری پر منحصر ہے۔ بہادر آدمی بہت بڑی تعداد میں مل سکتے ہیں۔ لیکن موجودہ جنگ مشینوں کی جنگ ہے۔ ٹینک، ہوائی جہاز، بندوقیں توپیں اور بحری جہاز ضروری ہیں موجودہ جنگ میں جس قدر شکستیں ہم کو ہوئی ہیں وہ سب سامان کی کمی کے باعث ہوئیں۔ سامان جنگ بہت بڑی مقدار میں تیار کیا جا رہا ہے لیکن اس جنگ میں ہماری سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ ہمارے رسل و رسائل کے ذرائع خارجی ہیں ہٹلر اپنی فوجوں کو فرانس سے بلقان میں یا روس میں ہماری بہ نسبت آسانی سے بھیج سکتا ہے لیکن برطانیہ یا امریکہ سے مصر، مشرق وسطیٰ کے ممالک، روس اور مشرق بعید کو بھیجنے میں مہینوں کا عرصہ لگتا ہے۔ اسی طور پر مشرق میں جاپان کو اپنی جغرافیائی حالت کے باعث محاذ پر سامان جنگ بھیجنے میں بہت آسانیاں ہوتی ہیں ان کا مقابلہ ہم بہت بڑی مقدار میں رسد۔ اسلحہ جات اور دیگر سامان جنگ بھیج کر ہی کر سکتے ہیں۔ گذشتہ مرتبہ جب میں نے آپ کے سامنے تقریر کی تھی تو اس وقت یہ بتانا آسان نہ تھا کہ اس قدر زیادہ مقدار میں سامان جنگ کہاں سے اور کیسے مہیا کیا جا سکتا ہے لیکن اب امریکہ ہمارے ساتھ ہے وہاں بہت بڑی مقدار میں سامان تیار کیا جا رہا ہے۔ وہاں اس سال ۶۰ ہزار ہوائی جہاز تیار کئے جائیں گے اور آئندہ سال ایک لاکھ ہوائی جہاز تیار ہوں گے۔ اس کے علاوہ بہت بڑی تعداد میں ٹینکوں۔ جہازوں اور توپوں کے تیار کرنے کے پروگرام پر عمل کیا جا رہا ہے میرا خیال ہے کہ اس میں کسی کو بھی شک نہیں ہونا چاہئے کہ جس وقت اس قدر کثیر تعداد میں سامان جنگ تیار ہو جائے گا۔ تو ہم لوگوں کو دشمن پر وہ فوقیت حاصل ہو جائیگی جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے اور اس وقت ہمارے پاس دشمنوں کو شکست فاش دینے کے لئے کافی وقت سامان ہو جائے گا۔

لہذا یہ بالکل صاف ظاہر ہے۔ کہ ہم کو اس وقت کیا کرنا ہے ہم کو مصمم ارادے کے ساتھ لڑائی میں اس وقت تک ڈٹے رہنا چاہئے جب تک سامان جنگ کی یہ بڑی مقدار ہماری مدد کے لئے نہ پہونچ جائے ہانگ کانگ اور سنگاپور کے دلیرانہ مقابلے بالکل مناسب اور جائز تھے کیونکہ ایسا کرنے سے ہم کو اپنی طاقت اکٹھا کرنے اور خصوصاً امریکہ کو سامان جنگ تیار کرنے کی مزید مہلت مل گئی۔ مجھے اس جنگ کے آخری نتیجے کے متعلق کوئی بھی شک نہیں ہے گو وقتاً فوقتاً لڑائی کی رفتار ہمارے خلاف ہو جاتی ہے ہماری پشت پر مدد کے لئے ایسے وسیع ذرائع ہیں جن کے اکٹھا ہو جانے پر دشمن ہمارے مقابلہ کی ہرگز تاب نہ لا سکے گا۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم دشمن کو اس وقت تک روکے رہیں جب تک کہ ہم ان جملہ ذرائع کو دشمن کے خلاف استعمال نہ کر سکیں۔

تیسرا محاذ اپنے گھر کا ہے۔ اپنی گذشتہ تقریر میں مینے آپ کو بتایا تھا کہ محوری حکومتیں کسی ملک پر حملہ کرنے سے پیشتر کس طرح اپنے پروپیگنڈے کے ذریعہ نفاق اور بدامنی پھیلانے کی کوشش کرتی ہیں۔ مینے آپ کو بتایا تھا کہ جس وقت فرانس نے جرمنی کے آگے ہتھیار ڈالدیتے تھے تو اس وقت اس کی کس قدر فوج صحیح سالم تھی۔ اس کی سمندر پار کی فوجیں، اس کے ہوائی بیڑے کا زیادہ تر حصہ اور تقریباً کل جہازی بیڑہ محفوظ تھا۔ فرانس کی افسوسناک حالت کے بعد ہمنے دیکھا کہ فرانسیسی انڈوچین نے جاپان کی اطاعت قبول کرلی جس کے باعث ملایا پر جاپانیوں کا حملہ ممکن ہوا اور انھوں نے سنگاپور پر قبضہ کرلیا۔ لیکن مینے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ انگلستان میں ایسا ہرگز نہ ہوسکے گا۔ وہاں ایسا نہیں ہوا ہے۔ جملہ پارٹیوں نے اپنے باہمی اختلافات کو ہٹاکر جنگ میں فتح حاصل کرنے کی ٹھان لی ہے ہم نے دیکھا کہ ان کے اس مصمم ارادے کا کیا نتیجہ نکلا ہے! ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ہندوستان میں محوری حکومتوں کے پروپیگنڈے کو ہرگز کامیاب نہ ہونے دیں۔ جیساکہ مسٹر چرچل نے کہا ہے کہ صرف ایک غلطی۔ صرف ایک قصور اور صرف ایک گناہ اتحادیوں اور برطانیہ کے باشندگان کو جن کے استقلال نے ان کو آپس میں متفق کردیا وہ فتح حاصل کرنے سے جس پر ان کی عزت و زندگی کا دارومدار ہے، باز رکھ سکتی ہے۔ ہمارے ارادے اور آپس کے اتفاق کی کمزوری ایک اخلاقی جرم ہے"۔

ہم کو متعدد بار آگاہ کیا گیا ہے کہ ہم بیجا دلجمعی اور آسودہ خاطری کا شکار نہ ہونے پائیں۔ ہم میں یہ خیال نہ پیدا ہونے پائے کہ کسی نہ کسی طرح آخری نتیجہ ہمارے موافق ہی ہوگا اور یہ کہ دوسرے ہمارے تحفظ کے لئے لڑتے اور مصیبت برداشت کرتے ہیں تو کریں۔ مینے آپ کو بتادیا ہے کہ مجھے اتحادیوں کی آخری اور قطعی فتح کا کیوں یقین کامل ہے۔ لیکن یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے کافی عرصہ لگے گا۔ اور بہت قربانیاں کرنا پڑیں گی۔ ہم کو کس قدر قربانیاں کرنا پڑیں گی اس کا انحصار ان کوششوں پر ہے جو نہ صرف ہم یہاں بلکہ برطانیہ اور امریکہ اور دیگر اتحادی ملکوں کے تمام لوگ متفق ہوکر کریں گے۔ ہم میں سے ہر فرد جو کوشش کرے ممکن ہے کہ وہ بہت کم معلوم ہو لیکن بڑی بڑی فوجیں رنگروٹوں ہی سے بنتی ہیں جس طرح کہ بارش کے قطروں سے سیلاب آسکتا ہے ہماری امدادی کوششیں خواہ کتنی ہی قلیل ہوں۔ لیکن فتح حاصل کرنے میں ان سے ضرور مدد ملے گی۔

لیکن ایک اور بڑا خطرہ ہے جو بہت ہی اہم ہے۔ یعنی شکست خوردہ ذہنیت کا پھیلنا۔ دشمن کا اولین مقصد اپنے مخالفین کے درمیان شکست خوردہ ذہنیت کا پھیلانا ہے۔ یہاں ہندوستان میں اس ذہنیت کی تھوڑی بہت جھلک موجود ہے اور جاپانی اپنے پروپیگنڈے کے ذریعہ اس کو پھیلانے کی پوری کوشش کررہے ہیں۔ اس کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ جو کچھ ہونے والا ہے ہم اس کو کسی صورت سے بھی روک نہیں سکتے یہ بھی صورت ہوسکتی ہے کہ ہم سے یہ کہا جائے کہ اتحادی قوموں کی طاقت اور خصوصاً

ہندوستان کی دفاعی فوجیں بالکل ناکافی ہیں لہذا مزید کوشش کرنا بیکار ہے۔ یا یہ کہ اس ملک کی حفاظت کے لئے جو دفاعی کارروائیاں کیجا رہی ہیں ان پر بیجا اور غلط تنقید و نکتہ چینی کیجائے اور فوج کے اعلیٰ افسران کی پالیسی یا اے آر پی کے کاموں پر بیجا نکتہ چینی کیجائے۔ آپ کو اس کی مثالیں اخبارات میں اور بے بنیاد افواہوں میں ملیں گی جو صریحاً یا لاپروائی سے وقتاً فوقتاً پھیلائی جاتی ہیں۔ اس قسم کی باتوں سے لوگوں میں مردہ دلی پیدا ہوتی ہے۔ رنگروٹوں کی بھرتی کم ہوجاتی ہے، جنگ کے قرضوں میں لوگ روپیہ کم لگاتے ہیں اور نااتفاقی پھیلتی ہے۔ اس سے زیادہ شرارت انگیز اور غیر مناسب کیا امر ہو سکتا ہے کیونکہ جیسا میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ اتحادی قومیں اپنے ارادے میں متفق ہیں اور جنگ میں آخری فتح حاصل کرنے سے کوئی قوت ان کو روک نہیں سکتی۔ ہم اس سے قبل زیادہ مشکل اور کٹھن وقت سے گذر چکے ہیں اور ہم پھر اس مصیبت کا سامنا کرینگے شکست خوردہ ذہنیت پھیلانے کے دو رُخ ہیں جن کا میں خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں اول تو جاپانیوں کا یہ بہانہ کہ وہ بھی آخر ایشیا ہی کی قوم کے لوگ ہیں اور بودھ مذہب ہندوستان ہی سے پھیلا اور وہ ہندو مذہب سے ملتا جلتا ہے اور جاپانیوں کی حکومت سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے متعلق میں صرف آپ کے سامنے میڈم چیانگ کائی شک کی اس تقریر سے اقتباس پیش کرونگا جو انھوں نے ابھی حال میں دہلی میں خواتین کے جلسہ میں کی تھی۔ انھوں نے بتایا کہ پرل ہاربر پر جاپانیوں نے حملہ اس وقت کیا جبکہ جاپان اور امریکہ کے درمیان صلح کی گفتگو ہو رہی تھی۔ بالکل ویسے ہی جب ۱۹۳۲ء میں چین اور جاپان کے درمیان چند امور طے ہو گئے تھے اور ایک معاہدہ پر دستخط ہونے والے تھے کہ جاپانیوں نے شہر شنگھائی پر رات کو بمباری کرنا شروع کردی اور ہزاروں بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ میڈیم چیانگ نے کہا کہ بین الاقوامی معاملات میں جس قوم کی پالیسی فریب دہی اور مکاری ہو اس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جاپانی آپ سے کہیں گے کہ ہم آپ کو آزاد کرانے کے لئے آرہے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے جاپانیوں نے چین میں جو مظالم کئے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ "ہم نے جاپان کو مطمئن کرنے کی ہر ممکن کوشش اس لئے کی کہ ہم کو اپنی تیاری کرنے کے لئے وقت کی ضرورت تھی۔ لیکن جب جاپانیوں کی بربریت و سفاکی ہم پر عیاں ہو گئی تو ہم کو ہتھیار اٹھانا ہی پڑے باوجودیکہ ہمارے پاس ہتھیار نہ تھے اور ہم بالکل تیار نہ تھے کیونکہ ہم لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ کتنی ہی تکلیفیں اور مصیبتیں کیوں نہ برداشت کرنا پڑیں تمام تکالیف و مصائب سے کئی گنا زیادہ تکلیف دہ اور بری چیز غلامی ہے۔ اپنی روح اور اپنے جسم کی غلامی"۔ میڈم چیانگ کائی شک نے بیان کیا کہ پیچھے ہٹتے وقت چینیوں نے اپنی قیمتی چیزوں کو کس طرح سے تباہ کردیا تھا تاکہ وہ دشمن کے ہاتھ میں نہ پڑ سکیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے ایسا کرنے کی ہمت اس لئے کی کہ ہم جانتے ہیں کہ ایک فرد کی زندگی کے مقابلہ میں قوم کو زندہ رکھنا زیادہ اہم ہے جسکے تحفظ کے لئے ہم کو شخصی زندگی کی قربانی کرنا ہوگی"۔ ابھی چند روز ہوئے چین کے نائب وزیر محکمہ اطلاعات

نے دہلی میں اسی قسم کی بات کہی تھی کہ "جاپانی پہلے تو میٹھے میٹھے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوستو۔ بھائیو۔ اور بہنو۔ ہم تم کو دوزخ کی مصیبت سے آزاد کرانے کے لئے آئے ہیں"۔ اور جب وہ آپہونچتے ہیں تو وہ خود اپنے ساتھ دوزخ کی مصیبتیں لاتے ہیں۔ گذشتہ ساڑھے چار سال کے تجربہ سے ہم کو بھی معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے ہماری عورتوں کے ساتھ ناقابل بیان سلوک کیا ہے اور جہاں کہیں بھی جاپانی پہونچے ہیں انھوں نے ہماری جائیداد کا کوئی حصہ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ ان کی آمد مثل ایک طوفان کے ہے جس نے اپنے سامنے کی ہر چیز کو برباد کر دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ اپنے ساتھ دوستی کا پیغام نہیں لاتے بلکہ موت اور تباہی کا"۔

لہذا ہم کو جان بوجھ کر دشمن کے فریب میں نہ آنا چاہئے اور نہ اپنے دشمنوں کے متعلق کسی اس قسم کی خام خیالی ہی میں پڑنا چاہئے اور دشمن پر فتح پانے کی پوری اہمیت کو سمجھ لینا چاہئے۔

تمام ہندوستان میں ۷ مارچ کو "یوم چین" یہ دکھانے کیلئے منایا جائیگا کہ ہندوستان اور چین اپنے مقصد میں متفق ہیں اور اس آزادی کی جنگ میں ان کو عملی طور پر مدد دیجائے گی، میڈم چیانگ کئی شک نے بتایا ہے کہ "چین میں ہر شخص متفق ہے اور اتفاق کا جذبہ ہر فرد میں موجود ہے"۔ ہم کو اپنے میں یہ جذبہ پیدا کرنا ہے۔ ظالم دشمنوں کو شکست دینے کے لئے سب سے زیادہ اہم آپس کا اتفاق ہے۔ ہم کو نہ تو اس میں کوئی شبہ ہونا چاہئے کہ دشمن پر ہم کو فتح حاصل ہوگی بلکہ اس کا بھی یقین رکھنا چاہئے کہ ہم سب فاشسٹ کو شکست اسی وقت دے سکتے ہیں جب کہ ہم سب متحد ہو جائیں۔

شکست خوردہ ذہنیت پھیلانے کے پروپیگنڈہ کا ایک اور طریقہ ہو سکتا ہے جس کا آج میں خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے افواہیں سنی ہیں کہ دیہاتوں میں [illegible] ہونے کا اندیشہ ہے ڈاکہ زنی میں اضافہ ہوگا۔ اور غنڈہ پن پھیل جائے گا۔ میں نہیں جانتا کہ ان افواہوں کو کون پھیلاتا ہے لیکن جو شخص ایسی افواہیں پھیلاتا ہے یا عوام میں گھبراہٹ اور ہیجان پیدا کرتا ہے وہ دشمن کے کارندے کا کام انجام دیتا ہے۔ خواہ وہ ایسا دیدہ و دانستہ کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ یہ رائے ظاہر کیجاتی ہے کہ ہوائی حملوں سے حفاظت کا کام صرف شہروں ہی میں محدود ہے اور جب تک کہ خاص اقدام نہ لئے جائیں گے دیہاتوں میں بدامنی پھیلنے کا احتمال ہے۔

اس قسم کی افواہیں پھیلانا بہت زبردست بدطینتی کی دلیل ہے اس سے دشمن کو بہت خوشی ہوگی یہ معمولی عقل کی بات ہے کہ سول ڈیفنس سروسز (عام شہریوں کی حفاظت کے کام) صرف شہروں اور قصبوں ہی میں محدود رکھی جائیں کیونکہ شہروں کو نہ کہ دیہاتوں کو ہوائی حملہ کا خطرہ ہے دیہاتوں میں جرائم کی زیادتی کو روکنے کے لئے سرکار کے پاس کافی اختیارات ہیں جنھیں ضرورت پڑنے پر وہ بلا دریغ استعمال کریگی۔ پولیس فورس میں بہت زیادہ اضافہ کیا گیا ہے اس خیال کو کہ

عوام کے امن وچین میں اور روزمرہ کے انتظام میں کوئی سخت خلل پڑ سکتا ہے فوراً اپنے دماغ سے نکال دینا چاہیئے۔

حضرات میں نے ابتک جنگ کے عام حالات پر ایک طول طویل تبصرہ کیا ہے لیکن اب میں اُن جنگ کی امدادی کوششوں کا ذکر کرونگا جو اپنے یہاں علیگڈھ میں کی ہیں جنگ کے قرضوں اور جنگ کے فنڈ میں اس ضلع سے کافی روپیہ دیا گیا ہے۔ آپ نے میرے آنیکے موقع پر خاص طور پر جو چندہ دیا ہے میں اس کے لئے آپ سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جیسا آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ اس صوبہ کے نام سے علیحدہ لڑاکو ہوائی جہازوں کا ایک دستہ، اور ایک بمبار ہوائی جہازوں کا دستہ موجود ہے۔ رائل انڈین نیوی کے لئے ہم نے ایک مسلح ٹرالر مہیا کیا ہے۔ جنگ کے فنڈ میں سے روپیہ بہت خرچ کیا جارہا ہے۔ پروانشل وار کمیٹی کے گذشتہ جلسہ میں یہ طے پایا گیا تھا کہ جنگ کے فنڈ میں سے روپیہ عموماً فوجی سپاہیوں کی تکلیفوں کو رفع کرنے اور اُن کو آرام وسہولیت مہیا کرنے کے لئے بھی خرچ کرنا چاہیئے۔ حضور والسرائے نے ہم سے استدعا کی ہے کہ ریڈ کراس کے مرکزی ادارے اور فوجی سپاہیوں کے آسائشی فنڈ کے لئے اس سال ہم آٹھ لاکھ روپیہ کے چندہ کی ذمہ داری لیلیں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ ہم اُن کی درخواست کو پورا کرسکیں گے۔ خواتین کی ورک پارٹیاں جو کہ ہمیشہ فوجی سپاہیوں کے لئے لاکھوں اسپتالی آرام دہ چیزیں و تحفے بھیجتی ہیں ہر سال ۱۰ لاکھ روپیہ کا سامان استعمال کرتی ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ سمندر پار اپنے سپاہیوں کو آئندہ بڑے دن کے تہوار کے موقع پر تحفوں کے پارسل پھر بھیجیں جیسا کہ ہم نے گذشتہ بڑے دن میں کیا تھا جس کے لئے ہمارے پاس شکریہ کے بہت سے خطوط آئے ہیں۔ ہم اُن سپاہیوں کے جو اس جنگ میں مارے جائیں، بال بچوں کی آرام و امداد کے لئے ایک مخصوص فنڈ کھولنا چاہتے ہیں۔ ہمارے سامنے بے انتہا کام ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ لوگ باشندگان علیگڈھ اپنی کوششوں میں اضافہ کریں گے۔ اور اُن کو کامیاب بنائیں گے۔ آئندہ مہینے میں قرضہ جنگ کا ہفتہ منایا جائے گا اس میں آپ لوگوں کو جنگی قرضوں میں اور زیادہ روپیہ لگانا چاہیئے۔ ہندوستان کی مرکزی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اس سال اسکو کم ازکم ۱۰۰ کروڑ روپیہ قرضہ چاہیئے۔ اس کے متعلق میں نے جو آخری اعداد دیکھے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۰۰ کروڑ روپیہ ابھی جمع نہیں ہوا ہے اس رقم کو پورا کرنے کے لئے ہم میں سے ہر شخص کو جہاں تک ممکن ہو روپیہ لگانا چاہیئے خواہ وہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو۔

مجھے یہ سنکر بہت خوشی ہے کہ رنگروٹوں کی بھرتی کے لئے آپ نے اپنا خود ایک دفتر کھولا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ رنگروٹوں کی بھرتی میں اضافہ ہو جائے گا ہم کو رنگروٹوں کی صرف فوج

ہی کیلئے نہیں بلکہ جملہ ٹیکنکل شاخوں کے لئے ضرورت ہے۔ ہر قسم کا ٹیکنکل کام کرنے والوں کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس وقت خصوصاً ڈاکٹروں اور کمپاونڈروں کی بہت زیادہ کمی محسوس کی جارہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ضلع علیگڈھ سے آپ جسقدر آدمی دیسکتے ہیں دینگے۔ گذشتہ مرتبہ کے مقابلہ میں جب میں یہاں آیا تھا آج علیگڈھ میں بہت زیادہ صنعتی ترقی ہوگئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں کی صنعتی پیداوار میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ گذشتہ مرتبہ جب میں علیگڈھ آیا تھا تو آپ کے میکرو فون اسٹیشن کو دیکھکر مجھے نہایت خوشی ہوئی تھی۔ صوبہ کے دوسرے اضلاع کے لئے وہ ایک نہایت عمدہ مثال ہے۔ مجھے نہایت خوشی ہے کہ آپ نے اپنے ضلع کے دیگر مقامات پر ویسے ہی متعدد میکرو فون اسٹیشن قائم کردئے ہیں۔

حضرات مسٹر چرچل کی حال کی نشر کی ہوئی تقریر سے اقتباس پیش کرتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کروں گا کہ یہ وہ موقع ہے جب کہ ہم کو اپنی شکست اور بدبختی سے اپنی ہمتیں بڑھانا چاہئے اور فتح حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ یہ وہ موقع ہے جب کہ ہم کو اپنے ہوش وحواس بجا رکھکر ٹھنڈے دل سے فتح حاصل کرنے کے لئے مصمم ارادہ کرلینا چاہیے۔ اسی مستقل مزاجی نے ہم کو موت کے منہ سے نکالا ہے۔ ایسے ہی نازک موقع سے پتہ چلتا ہے جیسا کہ ہماری تواریخ میں اکثر ہوا ہے کہ ہم لوگ اپنی ناکامیوں سے سبق لیتے آئے ہیں اور اس سے ہم کو مزید تقویت پہونچتی ہے کہ

ہم کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم اس وقت تنہا نہیں ہیں ہمارے ساتھ بہت لوگ ہیں۔ دنیا کی ¾ آبادی ہمارے ساتھ ہے۔ ہمارے رویّہ پر انسانیت کا مستقبل منحصر ہے۔ ابھی تک ہم ناکامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ ہم سب کو متحد ہو کر اس طوفان کا مقابلہ کرنا چاہئے اور آگے بڑھنا چاہئے۔

٢٢٥ ٩٢٠٦٥٣
(رجث)
٣٢٥١٤

Date	No.	Date	No.